یا ایہا الذین أمنواان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا (الحجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔

دیوبندی دجل وفریب اور دھوکہ وخیانت
سے بھرپور کتاب (ہدیۂ بریلویت)
کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

(حصہ اول)

ہدیۂ بریلویت پر ایک نظر

از قلم

محقق اہل سنت ابوعبداللہ نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ

فہرست

گزارش احوال

الحمد للّٰہ لامانع لحکمہٖ و لا ناقض لقضائہٖ والصلوۃ والسلام علی سید الانبیائہٖ و سنداولیائہٖ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ و سائراحبابہ المعارضین لا عدائہٖ امّا بعد!

مخبرِ صادق حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک ہونے والے جملہ شرور وفتن اور تمام حوادث کی پیشین گوئی فرمائی ہے حتی کہ آپ نے ہر فتنہ گر اور تخریب کار کا تعارف بھی کروادیا حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واللّٰہ انی لاعلم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیمابینی وبین الساعۃ وما بی الا ان یکون رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسرالی فی ذلك شیئًا لم یحدثہ غیری۔

(مسلم 2/390 کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

اللہ کی قسم! بے شک میں اب سے لے کر قیامت تک ہونے والے ہر فتنے کو جانتا ہوں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس راز کو بیان فرمایا ہے کسی اور کو بیان نہیں فرمایا۔

حضرت حذیفہ کی ایک روایت میں یہاں تک ہے:

واللّٰہ ما ترك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلا ث مائۃ فصاعِدًا الّا قد سماہ لنا باسمہٖ واسم ابیہٖ واسم قبیلتہٖ

(ابی داؤد 2/226 کتاب الفتن ذکر الفتن ودلائلھا 'وللفظ لہٗ۔مشکوٰۃ ص463)

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے اختتام (قیامت تک) ہونے والے ہر فتنے کے لیڈر جس کے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ افراد ہوں گے ہمیں (اس کا) نام' اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام (تک) بتادیا۔

اس قسم کی روایات جن میں مختلف فتنوں' فرقوں اور شر انگیز وفتنہ باز لوگوں کا ذکر ہے' ایک کثیر تعداد میں ہیں' اور جن فتنوں اور فرقوں کی خبر دی گئی ہے' ان میں منافقت' خارجیت' رافضیت' ناصبیت اور انکارِ ختم نبوت وغیرہم جیسے خطرناک گروہ معرضِ وجود میں آ چکے ہیں۔

اور دورِ حاضر میں وہ لوگ نت نئے روپ میں اور نئے نئے انداز کے ساتھ مقبول ومعروف ہونے کی سرتوڑ کوشش میں مصروف ہیں نجدیت' وہابیت' مرزائیت' اسماعیلیت' غیر مقلدیت' دیوبندیت' نیچریت وغیرہ انہیں فرقوں کی جدید شکلیں اور نئی شاخیں ہیں۔ جو اہلِ کے خلاف ہر محاذ پر برسرِ پیکار ہیں' حق کو دبانے اور باطل کو چمکانے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں' ہر کوئی اپنے دھرم' فرقہ اور پارٹی کو بچانے کی خاطر حقائق وواقعات کا سینہ تان کر انکار کر رہا ہے۔ دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ خوف خدا سے عاری اور آخرت کی باز پرس سے بے خوف ہو کر سادہ لوح عوام الناس کے ساتھ ایک گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ دجل وفراڈ' مکر وفریب' خیانت ونا انصافی اور کذب افتراء سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ محض دنیا کمانے کے لیے جھوٹ لکھا اور چھاپا جا رہا ہے' سچ فرمایا ہے' تاجدارِ بطحا' امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے:

ثم یکون بعد ھم قوم یشھدون ولا یستشھدون ویخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظھرفیھم السمن (بخاری ص 951 ج 2 کتاب الرقاق)

''پھر ان (اچھے لوگوں) کے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے اور ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور وہ (کھلم کھلا) خیانت سے کام لیں گے' امانت میں ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا' اور وہ نذریں مانیں گے انہیں پورا نہیں کریں گے اور ان میں فربہی ظاہر ہوگی۔

حاشیۂ بخاری میں اس کا مفہوم یوں لکھا ہے:

وہ اپنا شرف وکمال خوب ظاہر کریں گے' لیکن اس سے بالکل خالی ہوں گے یا یہ مطلب ہے کہ وہ مال بہت زیادہ جمع کریں گے اور امور دین سے غافل ہوں گے اور امر دین کے اہتمام میں نہایت کمی کریں گے کیونکہ فربہ (موٹے) آدمی میں اس کا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ ریاضت اور مشقت نہیں کر سکتا۔ (بخاری 2/951)

آج باطل فرقے اس حدیث کا مصداق بن کر اپنا خود ساختہ شرف وکمال' جھوٹا علم وفضل اور بے بنیاد تحقیق و جستجو کا ڈھنڈورا پیٹ کر اہل حق اہل سنت وجماعت کے خلاف غوغا آرائی اور ژاژ خائی میں سرگرداں ہیں۔

خیانت اور جھوٹ کی ایسی داستانیں رقم کی جارہی ہیں کہ (الامان والحفیظ)

سرفراز دیوبندی کی گواھی:

حدیث بالا کی وضاحت کرتے ہوئے دیو بندی ٹولہ کے سرغنہ ''محمد سرفراز صفدر خاں گکھڑوی'' نے لکھا ہے:

''ان کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں: ویحزنون ولا یؤمنون ویفشوا فیھم السمن (ترمذی 2/45) وقال حسن صحیح۔ اور خیر القرون کے بعد آنے والے لوگ خیانت کریں گے اور امانت میں ان پر اعتبار نہیں کیا جائے گا اور ان میں موٹاپا خوب ظاہر ہوگا۔ (یعنی فکر آخرت سے غافل اور حلال وحرام سے بے نیاز ہو کر خوب کھائیں گے)

ان روایات سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون کے بعد جو لوگ پیدا ہوں گے ان میں دین کی وہ قدر وعظمت نہ ہوگی جو خیر القرون میں تھی۔ جھوٹ ان میں بکثرت رائج ہو جائے گا۔ بات بات پر بلا طلب کئے قسم اٹھاتے پھریں گے، بے تحاشہ گواہی دیں گے۔ امانت کی پرواہ نہیں کریں گے اور خیانت ان کا پیشہ ہوگا۔ خوف خدا اور فکر آخرت سے ایسے بے نیاز ہوں گے کہ کھا کھا کر فربہ ہوں گے اور پیٹ کی فکر کی وجہ سے حلال وحرام کی تمیز جاتی رہے گی (راہِ سنت ص ۴۳)

تنبیہ:

دیوبندیوں کے محدث اعظم گکھڑوی نے خود بھی خوف خدا اور فکر آخرت سے بے نیاز ہو کر یہ کتاب لکھی دنیا کا مال کھا کھا کر خوب فربہ ہوئے اور پیٹ کی فکر کی وجہ سے حدیث نبوی کے الفاظ ہی بدل دیئے:

ملاحظہ ہو گکھڑوی دیوبندی نے ویخونون کو ویحزنون، ولا یؤتمنون کو ولا یؤمنون اور ویفشو کو ویفشوا بناڈالا گویا ؎ اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت

اھل سنت کے خلاف آل دیو بند کا باطل طوفان:

آج کل اہل حق، اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی کے خلاف دیوبندیوں نے طوفانِ بدتمیزی بپا کر رکھا ہے، خیانت، دھوکہ، مکروفریب اور کذب وافتراء پر مبنی ''آل دیوبند'' کی چیرہ دستیوں اور شرانگیزیوں کی تازہ مثالیں ان کی وہ کتب ہیں جو انہوں نے اپنے اکابرین کے ھمز وغز سے سرقہ کرتے ہوئے مختلف ناموں

کے ساتھ شائع کررکھی ہیں۔مثلاً:

۱۔مطالعۂ بریلویت (سات جلدیں) از ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی

۲۔فرقہ بریلویت پاک و ہند کا جائزہ از محمد الیاس گھمن

۳۔کنزالایمان کا بڑا آپریشن از ابوایوب قادری

۴۔دست و گریبان از ابوایوب قادری (درحقیقت پادری)

۵۔ہدیہ بریلویت از مفتی محمد مجاہد

۶۔حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ از الیاس گھمن

جن کتب کے جوابات اہل سنت کی طرف سے مارکیٹ میں دستیاب ہیں یا شائع ہو چکے ہیں انہیں بھی مسلسل شائع کیا جارہا ہے اور ان کی خوب تشہیر کی جارہی ہے۔مثلاً:

۱۔چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ از کریم بخش کا جواب: ضرب مجاہد: از مولانا محمد عبدالکریم چشتی رضوی ابدالوی

۲۔ چراغ سنت از فردوس شاہ قصوری کا جواب: چراغ ہدایت از علامہ سید محمود احمد رضوی آفتاب سنت: از مولانا محمد شریف نوری قصوری

۳۔دھماکہ کا جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی اور طمانچہ از مولانا محمد خلیل اشرف

۴۔زلزلہ در زلزلہ

۵۔بریلوی فتنے کا نیا روپ

۶۔انکشافات کا جواب زیروزبر از علامہ ارشد القادری

۵۔''آئینہ صداقت'' از فیروزالدین روحی کا جواب ''شمع ہدایت'' از مفتی عبدالمجید قادری آگرہ

۶۔مطالعۂ بریلویت از خالد محمود کا جواب محاسبۂ دیوبندیت (دو حصے) از مولانا محمد حسن علی رضوی آف میلسی اور ''ڈاکٹر خالد محمود کی ایمان سوز فریب کاریاں'' از سید تبسم بادشاہ بخاری

۷۔سیف حقانی از عمر قریشی کا جواب برھانِ صداقت از مولانا محمد حسن علی رضوی

۸۔دعوتِ مباہلہ از امیر علی قریشی کا جواب' مباہلہ کا جواب از محمد شمیم الحسن قادری رضوی

۹۔سیف یمانی از منظور نعمانی کا جواب ردسیف یمانی از مولانا محمد اجمل خان سنبھلی

۱۰۔بسط البنان از اشرفعلی تھانوی کا جواب' وقعات السنان: از مولانا مصطفیٰ رضا خان

۱۱۔فتح بریلی کا دلکش نظارہ کا جواب: مقدمہ مناظرہ بریلی: از مولانا حسن علی رضوی

۱۲۔تفریح الخواطر از سرفراز گکھڑوی کا جواب، تنوین الخواطر از مولانا صوفی محمد اللہ دتا نقشبندی

۱۳۔ بریلوی ترجمۂ قرآن کا علمی تجزیہ از اخلاق حسین قاسمی کا جواب' امام احمد رضا اور ترجمۂ قرآن: از مولانا عبدالقدوس مصباحی

۱۴۔مقدمہ تحذیر الناس از خالد مانچسٹروی کا جواب ماہنامہ کنزالایمان کا ختم نبوت نمبر از سید تبسم بادشاہ بخاری

۱۵۔سیف رحمانی از یوسف رحمانی کا جواب ''برق آسمانی برفتنہ شیطانی'' از مولانا محمد حسن علی رضوی

۱۶۔انکشاف حق از خلیل احمد کا جواب ''عجائب انکشاف دیوبند'' از مفتی غلام محمد ناگپوری

۱۷۔اہل سنت کی پہچان از سرفراز گکھڑوی کا جواب ''کیا دیوبندی اہل سنت ہیں'' (مشمولہ کتاب اہل سنت کی پہچان) از غلام مرتضٰی ساقی مجددی

۱۸۔آنکھوں کی ٹھنڈک از سرفراز گکھڑوی کا جواب '' تنویر الخواطر'' از صوفی اللہ دتا نقشبندی اور '' دلوں کا چین'' از مولانا محمد فیض احمد اویسی

۱۹۔راہِ سنت از سرفراز گکھڑوی کا جواب ''مصباحِ سنت'' از مولانا مفتی عبدالمجید سعیدی

۲۰۔شریعت یا جہالت از پالن حقانی کا جواب ''گلشن ارشد القادری'' از علامہ ارشد القادری

۲۱۔المہند علی المفند از خلیل احمد انبیٹھوی کے جوابات '' ردالمہند'' از مولانا حشمت علی خاں اور '' تحقیقات لدفع التلبسیات'' از علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی اور ''التحقیقات'' از مولانا سلامت علی جونپوری

۲۲۔الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی کا جواب '' ردشہاب ثاقب'' از مولانا محمد اجمل خاں سنبھلی

۲۳۔ براہین قاطعہ از خلیل احمد کا جواب' بوارق الامعہ: مولانا نذیر احمد رامپوری

۲۴۔عباراتِ اکابر از سرفراز گکھڑوی کا جواب ''عظمت حبیب کبریا ﷺ بردعباراتِ کفریہ'' از مولانا محمد

اسماعیل نقشبندی

۲۵۔درس توحید از سراج الدین جودھپوری کا جواب ''درس توحید'' از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

۲۶۔مقامع الحدید از محمد حنیف مبارکپوری کا جواب ''العذاب الشدید'' (نیا نام الدیوبندیت) از مولانا محمد عبدالعزیز محدث مبارک پوری

۲۷۔ازالۃ الریب از سرفراز گکھڑوی کا جواب ''اثبات علم الغیب'' از مفتی غلام فرید ہزاروی

۲۸۔اظہار العیب از سرفراز گکھڑوی کا جواب ''اقرارِ علم غیب'' از محمد جہانگیر نقشبندی

اور پھر اس پر طرہ یہ کہ مولانا محمد سعید احمد قادری سابق دیوبندی (جو دیوبندیت سے تائب ہوئے ہیں اور اپنی تمام کتب کو جھوٹ اور خیانت کے پلندے قرار دے چکے ہیں) حتیٰ کہ ان کی تحریری کاروائی کا جواب مارکیٹ میں بھی آ چکا ہے مثلاً:

۲۹۔رضا خانی مذہب کے جواب میں ''آئینہ اہل سنت'' از مولانا محمد صدیق فانی اور اس کا ایک خلاصہ ''گستاخان رسول کون؟'' کا جواب ''آئینہ نجد و دیوبند'' از مولانا محمد حسن علی رضوی

عام دستیاب ہیں لیکن صاحب غیرت و حیا شخص کے لیے یہ چیزیں دعوتِ فکر کا سبب ہیں غیرت نا آشنا لوگوں پر کیا اثر۔

ان لوگوں نے تو صرف عوام پر رعب ڈالنے کی خاطر ان کتابوں کی فہرست بھی شائع کر رکھی ہے جو آج تک چھپی بھی نہیں۔۔۔۔مثلاً

مولانا محمد سعید احمد قادری کے نام سے ''ہدیہ بریلویت'' کے ص ۵۳۱ اور ص ۵۳۲ پر تقریباً دو درجن کتب کے نام لکھے گئے ہیں ان میں سوائے چند ایک کے باقی کتب چھپی ہی نہیں۔

اس کے علاوہ حبیب اللہ ڈیروی آنجہانی کی کتاب ''بریلوی حقائق بجواب دیوبندی حقائق'' آج تک نہیں چھپی۔

گویا ع دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

کذب و افترا کے نمونے:

دیوبندی دھرم کی ان کتب میں کیا ہے؟ ہر انصاف پسند اور ذی شعور انہیں دیکھنے کے بعد آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ آج بھی آل دیوبند کی

ع وہی بے ڈھنگی چال جو پہلے تھی اب بھی ہے

ان کتب کے ورق ورق پر پھیلے ہوئے دیوبندیوں کے کارنامے کچھ اس طرح ہیں کہ

۱۔محض اپنے گستاخ اور بے ادب ''وڈیروں'' کی توہین آمیز عبارات کے اور ان کے کفریہ نظریات پر پردہ ڈالنے کی خاطر عوام الناس کے اذہان کا رخ دوسری جانب موڑتے ہوئے اہل سنت و جماعت (حنفی بریلوی) کے خلاف جھوٹا واویلا۔

۲۔اکابرین اہل سنت پر دشنام طرازی، بہتان بازی، اور زبان درازی کی انتہا۔

۳۔حقائق وواقعات کا انکار اور بڑی بے دردی بلکہ خبث باطنی کے ساتھ ان کا منہ چڑانا۔

۴۔اہل سنت کے عقائد ونظریات کی انتہائی مکروہ اور لچر انداز میں تشہیر کرنا۔

۵۔غیر ذمہ دار اور مردود لوگوں کی باتوں کو اکابرین کے کھاتے میں ڈالنا۔

۶۔تردید شدہ باتوں اور افکار وخیالات کو اہل سنت کے نظریات بنا کر پیش کرنا۔

۷۔اپنے ''باووں'' کے راستے سے ہٹ کر اہل سنت و جماعت بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر کافر ومشرک اور گستاخ ہونے کے ظالمانہ فتوے صادر کرنا۔(ان کے اکابرین نے اہل سنت کو کافر قرار نہیں دیا اور اعلیٰ حضرت کو عاشق رسول مانا ہے)

۸۔اہل سنت کی اندھا دھند مخالفت کرتے ہوئے سنی دیوبندی لٹریچر ہی میں ردوبدل اور تحریف کر ڈالنا۔

۹۔صرف اہل سنت کی اندھی مخالفت میں اپنے بڑوں کے بے ادب اور گستاخ قرار دئے ہوئے لوگوں کی بے جا حمایت اور وکالت کرنا۔

۱۰۔اہل سنت و جماعت کے جن مسائل ومعمولات پر شرک وبدعت کے فتوے جاری کیے جاتے ہیں ان پر اپنے اکابر کی عبارات اور تائیدی حوالہ جات سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینا۔

علاوہ ازیں دجل، فریب، فراڈ، تلبیس، تشنیع، جھوٹ اور بہتان تو ان لوگوں کی گھٹی میں شامل ہے۔

دیو بندی لٹریچر سے چند مثالیں:

دستاویزی ریکارڈ کی صحت کے پیشِ نظر اس دعویٰ پر ہم دیو بندی لٹریچر سے صرف دس مثالیں پیش کر کے دعوتِ انصاف دے رہے ہیں:

ا۔آل دیو بند کے''امام ربانی'قطبِ لاثانی'اورغوث اعظم'' رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: ''حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے بھائی کہو'' (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۴۱)

حالانکہ یہ بات کسی حدیث میں نہیں ہے۔

۲۔دیو بندیوں کے''رئیس المفسرین''حسین علی واں بچھروی نے لکھا ہے:

''جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس سے بلا عدت نکاح کر لیا'' (بلغۃ الحیر ان ص ۲۶۷) حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے۔

۳۔آل دیو بند کے''مناظر اعظم'' ماسٹر امین اوکاڑوی نے دھوکہ وفریب اور کذب وافتراء کی ایک نہایت بری مثال قائم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی یوں توہین کی ہے:

''آپ نماز پڑھاتے رہے کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی' دونوں کی شرمگاہوں پر نظر بھی پڑتی رہی'' (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص 43۔ مجموعہ رسائل جلد 3 صفحہ 350 نمبر 198)

۴۔پروفیسر کریم بخش دیو بندی (جس کی بھرپور تائید سرفراز خاں گکھڑوی نے کر رکھی ہے) نے حضرت حذیفہ کی مشہور روایت کا یوں انکار کیا ہے:

مسند احمد جلد 5 صفحہ 408 میں اس صحابی (حضرت حذیفہ) کی بے شمار روایتیں موجود ہیں مگر اس جھوٹی روایت (ان استشا رنی امتی ۔۔۔۔۔) کا نام ونشان ندارد (چہل مسئلہ ص 10)

حالانکہ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۵ پر موجود' یہ حدیث شریف اہل محبت کے سکون اور اہل نفرت کی بیماری میں اضافہ کر رہی ہے' گویا ایک طرف اپنے گستاخانہ دھرم کی تبلیغ کے لیے حدیثیں گھڑنا اور دوسری طرف اسی مذموم مقصد کے لیے روایات کا انکار کر دینا دیو بندیوں کی فطرت ثانیہ ہے۔

۵۔آل دیو بند کے''مرکز دائرۃ التحقیق''حسین احمد مدنی نے لکھا ہے:

جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ میں ارقام فرماتے ہیں

(الشھاب الثاقب ص99)

مزید لکھا ہے:

۶۔''مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ 30 میں فرماتے ہیں''(الشھاب الثاقب ص99)

یہ دونوں کتابیں من گھڑت ہیں'ان کی ہمت و جرأت کو داد دیجیے کہ کتابیں بھی گھڑیں مطبع اور صفحات تک بنانے میں گھڑنت سازی سے کام لیا ہے۔

۷۔دیوبندی دھرم کے شیخ الاسلام تقی عثمانی نے اپنی کتاب''نقوش رفتگان ص۵۰۴''پر منظور نعمانی کے خط میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ سیف النقی پر اعتماد کرتے ہوئے حوالے غلط دیتے ہیں اور بڑی شدت کا بھی مظاہرہ کیا ہے۔

۸۔دیوبندی فرقہ کے ایک''مناظر''ابو بلال اسماعیل جھنگوی نے لکھا ہے:

'نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے (مشکوٰۃ)(تحفہ اہلحدیث جز ا'ص ۱۳)

مشکوٰۃ شریف کے کسی مقام پر ایسی حدیث ہرگز نہیں ہے'یہ سراسر جھوٹ اور مشکوٰۃ شریف بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک پر صریح بہتان ہے۔

۹۔محمد کریم بخش دیوبندی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ پر اپنے اندرونی بغض و عداوت کی بنا پر کذب وافتراء کرتے ہوئے آپ کے ایک''سوالیہ''جملے کو''خبریہ جملہ''بناء کر اصل عبارت کا مفہوم ہی بدل دیا تاکہ اپنی شیطانی سوچ کی آبیاری کرتے ہوئے شرک کا الزام لگایا جاسکے ملاحظہ ہو: لکھا ہے!''اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا''(الامن والعلی ص 151 طبع نوری کتب خانہ لاہور ص219)

فائدہ: دیکھو کس قسم کی فضول توحید ہے۔۔۔الخ (چہل مسئلہ حضرات بریلویہ ص 7)

اب ظاہر ہے کہ جب کسی کی عداوت میں آدمی اندھا ہو جائے تو اس قسم کی فضول حرکتیں ہی کرے گا'کوئی فضول شخص کسی معقول بات کو سمجھنے کی لیاقت کہاں رکھتا ہے جب دماغ ہی ٹیڑھا ہو تو دوسروں کی صحیح بات بھی

غلط اور فضول نظر آتی ہے۔

ہماری صداقت اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کرامت دیکھیں کہ پوری آب و تاب کے ساتھ اس کتاب کو چھاپنے والا سرفراز گکھڑوی دیوبندی کٹر منگی آنجہانی باوجود اپنی ڈرامائی ذہنیت کے اس بے بنیاد اور فضول بات کا ساتھ نہ دے سکا۔ جب حضرت مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی نے ''ضرب مجاہد'' میں اس پر گرفت کی تو اس کے جواب میں حاشیہ لگا کر گکھڑوی دیوبندی کو بھی ماننا پڑا کہ:

''واقعی یہ جملہ استفہامیہ ہے'' (چہل مسئلہ ص 8)

اسے کہتے ہیں: ع جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ان لوگوں کی مکاری دیکھیں کہ کتاب چھپانے سے پہلے اس غلطی کے واضح ہو جانے کے بعد' آج بھی یہ لوگ اس جھوٹ اور بہتان کو باقاعدہ چھاپ رہے ہیں اور ان کے چیلے چانٹے اسے دھڑا دھڑ اپنی کتابوں میں شائع کر کے اپنے بزرگوں کو 'ایصالِ ثواب' کر رہے ہیں۔

۱۰۔ سرفراز خان گکھڑوی کے پیر و مرشد حسین علی واں بھچروی کذب و افتراء میں اپنے ''بڑے میاں'' ہونے کا ثبوت یوں دیتے ہیں:

''حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق نے لکھا کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔'' (فیوضات حسینی ص 159)

سرکار دو عالم ﷺ کی نورانیت و اولیت سے انکار کے جوش میں حسین علی دیوبندی نے اپنے گرو گنگوہی پر بھی جھوٹ بولنے سے عار محسوس نہیں کی۔ یہ قدرت کا تصرف ہے کہ اس نے اپنے محبوب ﷺ کی شان اجاگر کرنے کے لیے گنگوہی جیسے شخص سے بھی لکھوا دیا کہ:

''شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے اور بتایا کہ اس کی کچھ اصل ہے' (فتاوی رشیدیہ کامل ص 98)

دیکھ رہے ہیں آپ! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کی کچھ اصل ہے اور یہ دیوبندی ان کے مقابلے میں خم ٹھونک کر انہیں کی عبارت کا حلیہ بگاڑتے ہوئے لکھتے ہیں ''کوئی اصل

نہیں''لا حول و لا قوۃ الا باللہ !

بتائیے یہ بغض رسالت نہیں تو اور کیا ہے؟

۱۰۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی بات چل پڑی ہے تو اسی سلسلہ کی ایک اور کڑی ملاحظہ فرمائیں:

دیوبندی پارٹی کے سرغنہ خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے اپنے 'رشید احمد گنگوہی کی بھرپور تائید وتصدیق کے ساتھ یہ جھوٹ اور بہتان گھڑا کہ:

۱۱۔''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''(براہین قاطعہ ص 71)

جب کہ حضرت شیخ تو خود دوٹوک وضاحت فرما چکے ہیں کہ

''ایں سخن اصلے ندارد''(مدارج النبوۃ 1/7)اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

یہ دیوبندیوں کی کرتب سازی اور مکاری ہے کہ رد کرنے والے کو اس کا راوی بنا رہے ہیں۔

۱۲۔دیوبندی ٹولہ کے''رئیس المناظرین''محمد امین صفدر اوکاڑوی کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں: جس میں اس نے جھوٹ کا''لک''توڑ کر رکھ دیا ہے''صلوٰۃ وسلام مروجہ کی ابتداء''کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

صلوٰۃ وسلام جو آج کل رائج ہے بریلوی حضرات پڑھتے ہیں اس کی ابتداء کب ہوئی؟ اور کیوں شروع ہوئی؟ ابتداء اس کی یہ ہے کہ جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی حکومت نے ہر طرح کے ظلم کیے مگر یہ تحریک نہ دب سکی بالآخر ظفر اللہ خاں (یہ مرزائی تھا اور پاکستان کا گورنر تھا) اور مولوی سردار علی (جو سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کے والد تھے) کی فیصل آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوئی ان دونوں کی ملاقات کی خبر اور تصویر اخبار میں بھی آئی تھی ان دونوں کی علیحدہ کمرے میں ملاقات ہوئی ظفر اللہ خاں نے پیسیوں کی تھیلی مولوی سردار علی کو دی۔ظفر اللہ خاں نے کہا حکومت ہر طرح کا ظلم کر کے اس تحریک کو دبانا چاہتی تھی مگر یہ تحریک نہ دب سکی۔۔۔میرے ذمے یہ کام ہے کہ اس تحریک کو دباؤں تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہماری اس تحریک کے سدباب میں تعاون فرمائیں ایسی صورت اختیار کریں کہ یہ تحریک متفرق ہو اور اس کی اجتماعیت ختم ہو جائے اور کئی ٹکڑوں میں بٹ جائے اور ان کے درمیان آپس میں اختلاف پڑ جائے اور یہ ناکام ہو جائے۔چنانچہ ان دونوں کی ملاقات کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر

کی نماز کی اذان میں ۱۹۵۳ء میں صلوۃ وسلام مروجہ شروع ہوا تو بریلوی جو تحریک ختم نبوت میں شریک تھے وہ سب نکل گئے پھر یہ باور کرایا گیا کہ مرزائی ہی صرف گستاخ رسول نہیں بلکہ دیو بندی بھی گستاخ ہیں کیونکہ وہ حضرات صلوٰۃ وسلام مروجہ کو بدعت کہتے ہیں تو جتنی جماعتیں اکٹھی تھیں ان سب میں انتشار ہو گیا اور کئی ٹکڑوں میں بٹ گئیں اور پھر ایک مہینہ میں پورے ملک کے اندر صلوٰۃ وسلام پھیل گیا۔(تریاقِ اکبر بزبان صفدر ص 305 ' 306)

لا حول و لا قوۃ الا باللہ ! کروڑوں لعنتیں ہوں ایسے مکار، دجال اور کذاب لوگوں پر جو جھوٹ گھڑتے ہیں اور دن رات اس کی تشہیر میں مبتلا ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں! یہ عبارت کتنے جھوٹوں اور بہتانوں پر مبنی ہے۔آیئے اس کی ایک جھلک دیکھتے ہیں تا کہ دجالوں کے چہرے دوپہر کے اجالے میں بالکل نمایاں ہو جائیں اور ہر شخص انہیں خوب پہچان کر ان پر لعنت کے ڈونگرے برسا سکے۔

پہلا جھوٹ:

ا۔ظفر اللہ خاں (یہ مرزائی تھا اور پاکستان کا گورنر تھا)

تبصرہ: جب کہ ظفر اللہ خاں قادیانی مرتد پاکستان کا گورنر نہیں وزیر خارجہ تھا۔

۲۔مولوی سردار علی (جو سابق وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کے والد ہیں)

تبصرہ: حالانکہ صاحبزادہ فضل کریم کے والد حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا نام مبارک سردار علی نہیں ''محمد سردار احمد'' ہے۔

۳۔فیصل آباد اسٹیشن پر ملاقات ہوئی ان دونوں کی ملاقات کی خبر اور تصویر اخبار میں بھی آئی تھی۔

تبصرہ: اگر دیو بندیوں میں رتی بھر غیرت نام کی کوئی چیز ہے تو وہ ان اخبارات اور ان میں چھپی ہوئی تصویر کو سامنے لائیں اور اپنے مناظر اعظم کو دجال و کذاب ہونے سے بچائیں۔

یاد رہے کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ فوٹو بازی اور تصویر سازی کی دنیا کے بزرگ نہیں تھے'یہ تو کانگریسی گاندھی' دیو بندی مولویوں کا شعار ہے کہ انہوں نے جشن دیو بند میں اندرا گاندھی کے ساتھ تصوریں بنوا

کر اپنے جرائد اور دیگر اخبارات میں شائع کیں اور کبھی سونیا گاندھی کے ساتھ تصویریں بنوائی جاتی ہیں حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے تو 1945ء میں بریلی شریف سے ٹکٹ نمبر 7846 پر پہلی بار اور 1956ء میں پاکستان سے پاسپورٹ نمبر 1475 ٹکٹ نمبر 1542.IR پر دوسری بار بغیر تصویر کے حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔(والحمد لله علیٰ ذلك)

۱۰۔۱۱۔ظفر اللہ خاں نے پیسوں کی تھیلی مولوی سردار علی کو دی۔

تبصرہ: یہاں سردار علی لکھ کر دوبارہ دروغ گوئی کا ذوق پورا کیا گیا ہے۔

اور پھر یہ کہنا کہ ظفر اللہ خاں نے پیسوں کی تھیلی دی اپنا نامۂ اعمال مزید سیاہ کرنے کے مترادف ہے کیونکہ جس شخصیت نے ساری زندگی کسی بدمذہب' گستاخ' اور بے ادب سے ہاتھ تک نہیں ملایا' کسی مخلوط پروگرام میں شرکت کرنا گوارا نہیں کیا۔وہ ذات کسی مرتد قادیانی، مرزائی بدبخت سے ملاقات کر کے اس سے پیسوں کی تھیلی کس طرح وصول کرسکتی ہے۔

ایسی بے ضمیری' ایمان فروشی' اور اسلام سے غداری دیوبندی ہی کر سکتے ہیں جن کے بڑوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جیسے مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی وغیرہ اور بقول کوثر نیازی دیوبندیوں کے ''مولوی احتشام الحق دیوبندی'' مرزائیوں کے نکاح پڑھواتے رہے۔

ملاحظہ ہو: ہفت روزہ شہاب لاہور ۳۰ اپریل ۱۹۷۰ء/۲۱ مئی ۱۹۷۰ء

جو لوگ نکاح خوانی کا چندہ کھرا کرنے کے لیے ایمان فروشی کا دھندہ کر سکتے ہیں وہ مزید کچھ کرنے سے کب گریز کریں گے' ان سے قادیانیت نوازی اور مرزائیت کی آبیاری کچھ بھی بعید نہیں۔

مزید بحث اپنے مقام پر تفصیل کے ساتھ آئے گی۔چلیں فی الحال ڈاکٹر اقبال سے فیصلہ لے لیتے ہیں کہ ان کے نزدیک دیوبندیت اور قادیانیت کس قدر قریب ہیں اور ان میں کیا قدر مشترک ہے۔

سید نذیر نیازی ڈاکٹر اقبال کی یہ بات نقل کرتے ہیں:

''قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے'' (اقبال کے حضور ص 461 اشاعت اول اقبال اکیڈمی

کراچی)

شاید یہی بات ہے کہ ڈاکٹر اقبال نے حسین احمد مدنی کے رد میں لکھا تھا:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ　　　ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است　　　چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

دسواں تا پندھرواں جھوٹ:

چنانچہ ان دونوں کی ملاقات کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کی اذان میں 1953ء میں صلوۃ وسلام مروجہ شروع ہوئی تو بریلوی جو تحریک ختم نبوت میں شریک تھے وہ سب نکل گئے۔

تبصرہ: یہ ایک ہی سانس میں تقریباً چھ جھوٹ ہیں۔ اور ملاحظہ فرمائیں:

۱۶۔ ''ان دونوں کی ملاقات کے بعد''

تبصرہ: ایسی کوئی ملاقات ہوئی ہی نہیں۔

۱۷۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں پہلی مرتبہ

تبصرہ: ہرگز فیصل آباد جامعہ رضویہ میں ایسا کام شروع نہیں کیا گیا۔

۱۸۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز کی اذان میں

تبصرہ: بالکل بکواس ہے۔

۱۹۔ ۱۹۵۳ء میں صلوۃ وسلام مروجہ شروع ہوا

تبصرہ: ڈبل جھوٹ ہے اول یہ کہ مرزائیوں کے خلاف پہلی تحریک ۱۹۵۳ء میں نہیں چلی بلکہ 1951/52ء میں چلی تھی۔

جاہلوں کو اتنی بھی خبر نہیں۔ ظاہر ہے جنہوں نے چلائی تھی خبر انہیں ہونی چاہیئے دیو بندی کیا جانیں کہ قادیانیوں کے خلاف تحریک کس دور میں چلائی گئی۔ وہ کون سے اس میں مخلص ہیں یہی وجہ ہے کہ انہیں کا فر

قرار دینے پر انہی کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور عبدالحکیم آف سرحد نے دستخط نہیں کیئے۔

۲۰۔ جمعہ کے دن عصر کی اذان میں ۱۹۵۳ء میں صلوٰۃ وسلام مروجہ شروع ہوا۔

تبصرہ: حالانکہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ سے صدیوں پہلے اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ شروع ہے۔ چنانچہ اتنا تو دیوبندی دھرم کے پیشوا سرفراز خان گکھڑوی کٹر منگی نے بھی تسلیم کرلیا ہے لکھا ہے:

''چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی ص498' درمختار جلد1 صفحہ 64اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 114 میں اس کی تصریح ہے کہ اس کی ایجاد ۷۹۱ھ کو ہوئی اور درمختار میں ۷۸۱ھ لکھا ہے'' (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص32)

گویا سرفراز دیوبندی کی اس عبارت کے مطابق بھی حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ سے کم ازکم چھ سوسال پہلے اس کام کا آغاز ہو چکا تھا۔

اب ان جھوٹے' مکار'اور دجال دیوبندیوں کو ان کی ''محنت'' کے نتیجے میں لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کا نوبل پرائز ضرور ملنا چاہیئے۔

۲۱۔ تو بریلوی جو تحریک ختم نبوت میں شریک تھے وہ سب نکل گئے۔

تبصرہ: شان نبوت اور ختم نبوت سے غداری دیوبندیوں کے دل گردے کا کام ہے۔ جن کے بڑوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے پر دستخط نہ کیے اور ان کے نکاح تک پڑھائے۔ اہل سنت کا کل بھی یہی نعرہ تھا آج بھی یہی نعرہ ہے کہ آقا!

کروں تیرے نام پہ جاں فدا   نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا   کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اہل سنت بریلوی کیسے نکل سکتے تھے کیونکہ اس تحریک کے سربراہ حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری تھے۔ اس بات کو دیوبندیوں کی ''عالمی تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی'' نے تسلیم کررکھا ہے۔ ان کی شائع کردہ کتاب ''تذکرہ ختم نبوت'' ازاللہ وسایا دیوبندی ص 351 پر لکھا ہے:

''آپ (مولانا ابوالحسنات) کو حضرت امیر شریعت نے ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مجلس عمل کا سربراہ بنایا۔ آپ

نے بڑی بہادری و جرأت سے تحریک کی قیادت کی، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، جیل میں آپ جب طہارت کے لیے جاتے تو امیر شریعت ان کے لیے لوٹا پانی کا بھر کر لاتے۔''

اور عبدالقیوم دیوبندی نے لکھا ہے:

آپ (عطاء اللہ بخاری دیوبندی) کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انھوں نے ادا کیا۔ (تاریخی دستاویز ص 154)

اب سوچیئے! جو سنی بریلوی بڑی جرأت و بہادری کے ساتھ تحریک کی قیادت کریں، صعوبتیں برداشت کریں، جیلیں کاٹیں اور قیادت کے فریضے کو بخیر و خوبی ادا کریں وہ تو تحریک سے نکل گئے اور جن دیوبندیوں کے اندر تحریک چلانے کی صلاحیت ہی نہ ہو انہیں تحریک کا ہیرو بنایا جا رہا ہے۔ دیوبندی کذابو!

مجھ میں یہ وصف ہے کہ واقف ہوں تیرے عیوب کا
اور تجھ میں دو عیب ہیں مکار بھی ہو اور کذاب بھی

۲۲واں جھوٹ: ''تو جتنی جماعتیں اکٹھی تھیں ان سب میں انتشار ہو گیا''

تبصرہ: انتشار کی وجہ مروجہ صلوٰۃ و سلام کو قرار دینا دیوبندی جھوٹوں کا نمبر بڑھا رہا ہے۔

۲۳واں جھوٹ: اور پھر ایک مہینہ میں پورے ملک کے اندر صلوٰۃ و سلام پھیل گیا۔

تبصرہ: بے ایمانی اور مردہ دلی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے لیکن دیوبندیوں نے کذب و افتراء اور دجل و تلبیس کی تمام حدیں پھلانگ ڈالی ہیں۔

ایک مہینہ میں پورے ملک کے اندر صلوۃ و سلام تب پھیلتا جب حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ اس ملک میں اس کام کا آغاز کرتے۔ جب آپ سے چھ سو سال قبل اس سلسلے کا آغاز ہو چکا تھا، حتیٰ کہ شہر فیصل آباد میں آپ کی آمد سے قبل ہی یہ عمل جاری تھا تو اس کام کا ذمہ دار آپ کو ٹھہرانا سراسر تہمت اور نری کذب بیانی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اندھیر نگری یہ ہے کہ آج بھی ان جھوٹوں، تہمتوں اور مکاریوں کو دہرایا جا رہا ہے

جیسا کہ دیو بندی ماہنامہ ''الخیر'' جنوری 2014ء کی اشاعت میں کسی نا معقول اور فضول وجھول ''محمد امین '' نامی شخص نے پاکستان میں صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کے عنوان سے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے خلاف ہرزہ سرائی اور تہمت زنی کی ہے۔

حضرت محدث اعظم کی خدمات کا اعتراف دیو بندی مولویوں سے:

قارئین ورطۂ حیرت میں گم ہو جائیں کہ دیو بندیوں کے نزدیک جو شخص قادیانی مرتدوں سے پیسوں کی تھیلی لے کر ان کے خلاف چلائی گئی تحریک کو منتشر کر دیتا ہے اور پورے ملک میں دینی جماعتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے مروجہ صلوۃ وسلام کا آغاز کرتا ہے جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو دیو بندی مولوی اس کا جنازہ بھی پڑھتے ہیں ان کی اسلامی خدمات کو سراہتے بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

اخبار ''روز نامہ غریب'' اور ''روز نامہ سعادت'' کی ایک خبر: ''نماز جنازہ میں مولانا تاج محمود دیو بندی ' مولانا محمد یعقوب دیو بندی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے شرکت کی۔

لاہور میں مجلس فروغ سنت دیو بندی کے زیرِ اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی دیو بندی کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا اسلام کے لیے مولانا سردار احمد کی خدمات کو سراہا گیا۔

اب بتایا جائے تحریک ختم نبوت کی ناکامی کے لیے قادیانیوں سے سمجھوتہ کرنا خدماتِ اسلام ہیں؟ دینی جماعتوں کو منتشر کرنا دینی خدمات ہیں؟ یا دیو بندی جھوٹے اور مکار ہیں؟

؎ زندگی اک دوڑ ہے تو سانس پھولے گی ضرور
یا بدل مفہوم اس کا یا پھر فریاد نہ کر

گھمن پارٹی کی غلو کاریاں:

سرگودھا سے تعلق رکھنے والے ''محمد الیاس گھمن'' نے مختلف دیو بندی منہ زوروں' بے لگاموں اور افتراء پردازوں کو جمع کر کے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے خلاف بغض وعداوت اور طعن وتشنیع کا ایک محاذ قائم کر رکھا ہے۔ جو دن رات سنی مسلمانوں اور بالخصوص اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کے خلاف اندھا دھند سرگرداں ہے۔ یہ ''گھمن پارٹی'' شانِ رسالت اور اہل سنت کی مخالفت میں جب

تک کچھ بک نہ لیں یا اہل سنت کی تکفیر و مشرک سازی میں کچھ اوراق سیاہ نہ کر لیں انہیں چین نہیں آتا۔

یہ قمار باز عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے خود انتہائی شریف، مسکین، اور معصوم بنتے ہیں اور اہل سنت و جماعت بالخصوص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو مجرم بنا کر پیش کرتے ہیں ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت یکے بعد دیگرے مختلف ناموں سے اہل سنت کے خلاف کتب کی اشاعت کا مکروہ دھندہ جاری ہے، جو بجائے رکنے کے تیز تر ہو رہا ہے۔

ان کتب میں کیا ہے؟ وہی گھسے پھٹے اعتراضات جن کے بار بار اہل سنت و جماعت جوابات دے چکے ہیں لیکن ان لوگوں کا اصول ہے کہ آدمی کو ڈھیٹ اور بے شرم ہونا چاہیئے۔

یہ لوگ اپنے اکابر کی تسلیم شدہ گستاخیوں اور مانی ہوئی بے ادبیوں سے جان چھڑانے اور توبہ واستغفار کرنے کے بجائے الٹا اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات پر رکیک حملے کر رہے ہیں۔ آپ کے خلاف شر انگیز لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل سنت پر بے تحاشہ حیا سوز الزامات کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔

ان کے باوؤں نے جو اوٹ پٹانگ مارا مثلاً مرتضٰی حسن چاند پوری در بھنگی، حسین احمد ٹانڈوی، خلیل احمد انبیٹھوی، عبدالشکور کاکوروی، اور منظور احمد سنبھلی کی نقالی و چربہ، سرفراز خاں صفدر گکھڑوی کڑمنگی دیوبندی اور خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی نے عبارات اکابر اور مطالعۂ بریلویت میں اور اس مکار گھمن پارٹی نے ان کا سرقہ کر کے اپنے نام سے چھاپنا شروع کر دیا۔

جب کہ ان کے بڑے اہل سنت کے مقابلے میں مار کھا کر مناظروں سے توبہ کر چکے ہیں۔

منظور احمد سنبھلی کا اعتراف عجز:

دیوبندی دھرم میں منظور احمد نعمانی سنبھلی کو بطور مناظر بڑی شہرت حاصل ہے، یہ شخص ایک پیشہ ور منہ پھٹ اور زبان دراز مناظر تھا بار بار مناظرہ کرنا بار بار ذلت آمیز شکست سے دو چار ہونا اور اپنے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھر چیلنج کرنا اس کا معمول تھا۔ بالآخر اپنے جسم پر شکستوں کے خول در خول چڑھائے، جب یہ شخص مناظرۂ بریلی میں حضرت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ کے سامنے آیا، تو اس کی چرب زبانی اور زبان درازی دم توڑ گئی، اس نے ایسی شکست فاش کھائی کہ آئندہ اہل سنت سے مباحثہ و مناظرہ کرنے سے توبہ کر لی۔

دیو بندی مولوی سیاح الدین کاخیلی نے لکھا ھے:

’’بریلوی طبقہ کے ساتھ بحث ومناظرہ کے بارے میں اب حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی رائے کافی بدل چکی ہے اور وہ اب ان موضوعات پر ان لوگوں سے مناظرہ اور یہ طریق بحث ومباحثہ پسند ہی نہیں فرماتے‘‘۔(فتح بریلی کا دل کش نظارہ ص 24)

’’کافی بدل چکی ہے‘‘ اور ’’بحث ومباحثہ پسند ہی نہیں فرماتے‘‘ کے جملے قابل توجہ ہیں۔

اس کے بعد منظور احمد نعمانی کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیں! لکھا ہے:

’’کئی سال پہلے کی بات ہے کہ ایک بڑے مخلص دوست نے بریلوی فتنہ کی طرف پھر سے توجہ کرنے کے لیے مجھے بڑے اصرار سے اور بار بار لکھا اور میرے کسی عذر کو قبول نہیں کیا تو میں نے آخر میں ان کو لکھا تھا کہ آپ یوں سمجھئے کہ اب سے ۳۰۔۳۵ سال پہلے محمد منظور نامی جو آدمی جو یہ کام کرتا تھا اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا اس کی جگہ اب اسی نام کا ایک دوسرا آدمی ہے اور وہ بے چارہ اس کام کا بالکل نہیں ہے‘‘۔

والسلام۔محمد منظور نعمانی ۱۱ جون ۱۹۷۳ء دفتر الفرقان لکھنؤ (بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص ۱۸)

دیکھ رہے ہیں آپ! کہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی علمی اور مناظرانہ کاری ضربوں نے منظور دیو بندی کو قبل از موت ہی مار دیا۔اور وہ بالکل نکما اور ناکارہ ہو کر رہ گیا۔گویا وہ بزبان حال کہہ رہا ہے:

؎ بریلویوں نے مجھ کو نکما کر دیا   ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

یہ ہے ان لوگوں کی حقیقت یہ دیو بندی ٹولہ سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کب تک بناتا رہے گا‘ اپنے دیو بندی اکابر کی گستاخیوں پر پردہ کب تک ڈالا جائے گا۔ بالآخر تاریکی دم توڑ دے گی اور نور وروشنی اور حق وصداقت کا سورج ہمیشہ کی طرح چمکتا رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے خلاف ’’رضا خانی مذہب‘‘’’بریلوی مذہب‘‘ اور ’’رضا خانیت اور تقدیس حرمین‘‘ جیسی جھوٹی کتب لکھنے والے مولانا محمد سعید احمد قادری بالآخر دیو بندیت سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت کے دامن میں پناہ گزین ہو گئے۔

اللہ کرے ان غلو کاروں اور فتنہ پردازوں کو بھی قبول حق کی توفیق نصیب ہو۔

؎ رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا   پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

گہر جو دل میں نہاں ہے خدا ہی دے تو ملے
اسی کے پاس ہے مفتاح اس خزانے کی

ھدیۂ بریلویت کا تعارف:

اسی مذکورہ گھمن پارٹی کا ایک فرد ہے ''محمد مجاھد'' جس نے ''ہدیۂ بریلویت'' کے نام سے کرتب سازی اور عیاری اور مکاری کا ایک پلندہ تیار کیا ہے' جسے دیوبندی ٹولہ کے خودساختہ اور مصنوعی متکلم اسلام ''محمد الیاس گھمن'' نے پسند کیا (کیونکہ ان کی کثیف طبع ایسے ہی ناپسندیدہ امور کو پسند کرتی ہے)اس کتاب میں کیا ہے؟ وہی ہیرا پھیری' کتر بیونت' عوام کے جذبات سے گھناؤنا کھیل' اپنے اکابر کی گستاخیوں کی بے جا حمایت' اہل سنت اور اعلیٰ حضرت پر بے جا تنقید' الزامات و بہتانات' دجل وفریب' اپنے مسلمات سے انکار' گھر کے اصولوں کا بڑی بے دردی سے خون' بات بات پر اہل سنت کو مشرک بنانا' نظریات اہل سنت کو غلط اور مکروہ انداز میں پیش کرنا بات کا بتنگڑ بنانا رائی کا پہاڑ بنا دینا جن اہل سنت کو ان کے ''باوؤں'' نے مسلمان مانا ہے امامت کے لیے قبول کیا اور ان کے عشق ومحبت کی گواہیاں دی انہیں بے دھڑک گستاخ اور بےادب قرار دے کر اپنے بڑوں سے بھی غداری کرنا۔

؎ کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں   منکروں کی خرافات کہاں تک بتاؤں

خود ساختہ القابات کا پوسٹ مارٹم:

اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر محمد الیاس گھمن کے ساتھ ''متکلم اسلام'' لکھا گیا ہے اور کتاب کے مؤلف کو ''شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مفتی'' کہا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو: (ہدیۂ بریلویت ص ۷ اشاعت اول ۲۰۱۲ء)

آیئے دیکھتے ہیں اس دیوبندی بیمار امت کے حکیم ''اشرفعلی'' تھانوی کے نزدیک ان القابات کی کیا حیثیت ہے؟ اشرفعلی دیوبندی نے کہا ہے:

''اکثر لوگ مولانا کہنے سے بڑے خوش ہوتے ہیں ہمارے بزرگ ایسے ایسے بڑے علامہ گذرے ہیں بہت سے بہت مولوی صاحب کا لقب ہوتا تھا مولانا بہت کم کسی کسی کے لیے اور اب تو اس قدر انقلاب ہوا

کہ مولانا سے بڑھ کر کوئی شیخ الحدیث ہے کوئی شیخ التفسیر ہے (ملفوظات حکیم الامت 4/345 ملفوظ نمبر 468)

''تھانوی نے مزید لکھا ہے: ذرا آج کے القاب دیکھ لیے جائیں شیخ الحدیث' شیخ التفسیر' امام الشریعت' امام الہند یہ سب یورپ کی تقلید سے ناشی ہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت 6/165 ملفوظ نمبر 211)

ایک اور مقام پر یوں تبصرہ کیا ہے:

''مولویوں میں نئے نئے لقب کہاں سے گھس آئے' ہمارے اکابر اتنے اتنے بڑے گذرے ہیں کسی کا کوئی لقب نہ تھا نہ امام الہند نہ شیخ الہند نہ شیخ الحدیث نہ شیخ التفسیر نہ ابوالکلام نہ امیر الکلام ((ملفوظات حکیم الامت 2/274 ملفوظ نمبر 413)

معلوم ہوا کہ دوسروں کو نئی باتیں گھڑنے اور بدعتی کے طعنے دینے والے خود بہت بڑے بدعتی اور اپنے ''وڈیروں'' کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ دیوبندیوں کا اپنے بڑوں کو شیخ الحدیث' شیخ التفسیر' اور ابوالکلام وغیرہ کہنا بھی بدعت اور گھڑنت ہے۔

اب فیصلہ ہوگیا کہ جب اکابر کو یہ القابات دینا غلط ہے تو ان دُم چھلوں اور ''جَھلُّو ں'' کو ان القابات سے موسوم کرنا سراسر نادرست اور غلط ہے۔

دیوبندی دھرم کے حکیم نے اپنی امت کی امراض نامرضیہ کا علاج کرتے ہوئے مزید کہا:

''حضرت مولانا گنگوہی فرمایا کرتے تھے کہ برسوں کے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد اگر یہ سمجھ میں آجائے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا تو اس کو سب کچھ حاصل ہوگیا لیکن آج کل تو بھول کر بھی یہ خیال نہیں ہوتا دعوٰی ہی دعویٰ ہے۔

چنانچہ ذرا ذرا سے بچے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، شیخ الادب کہلائے جانے پر نازاں ہیں مگر ابھی تک کوئی شیخ الشرارت نہیں ہوا (ملفوظات حکیم الامت 2/29 ملفوظ نمبر 444)

تھانوی صاحب کے چیلے چانٹوں نے اس کمی کو بھی ضرورت سے زیادہ پورا کر دیا ہے۔ تھانوی کے زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جس کا ثبوت ان کے ملفوظات سے بھی ملتا ہے کسی مقام پر اس پر حوالہ جات

نقل کر دیئے جائیں گے سر دست یہی گھمن پارٹی اس کی واضح دلیل کافی ہے۔
چلیئے دیوبندی امت کے حکیم سے ان بیماروں کا حال مزید سنتے ہیں:
''آج کل اکثروں کی حالت یہ ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل نہ کوئی تحقیق ہے نہ کوئی تدقیق ہے مگر ویسے ہی جامے سے باہر ہوئے جاتے ہیں دیکھیئے ہمارے بزرگ۔۔۔ان کا انتہائی لقب مولانا تھا ورنہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آج کل جن لوگوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث' شیخ التفسیر امام الہند کہلانے لگے یہ سب نئی ایجاد ہے۔۔۔کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے (ملفوظات حکیم الامت 4/112 ملفوظ نمبر 125)
آخری ملفوظ دیکھ لیں اس میں تھانوی دیوبندی نے اس بیماری کی وجہ بھی بیان کر دی ہے۔
''اور یہ ساری خرابی اس کی ہے کہ لوگوں کے قلوب میں خوف آخرت نہیں رہا اور نہ آخرت کی فکر ہے اس لیئے ہر شخص مقرر ہے' ہر شخص مفسر ہے' ہر شخص محدث ہے' ہر شخص مصنف ہے آزادی کا زمانہ ہے نہ اصول ہیں نہ قواعد جو جی میں آتا ہے کرتے ہیں (ملفوظات حکیم الامت 4/275 ملفوظ نمبر)
ان اقتباسات سے بڑی آسانی سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:
ا۔شیخ الحدیث' شیخ التفسیر' ابوالکلام' اور امام الہند وغیرہ نئی ایجاد ہیں۔
۲۔یہ سب یورپ کی تقلید کا نتیجہ ہے۔
۳۔دیوبندی یورپ کے مقلد ہیں۔
۴۔یہ القابات استعمال کرنے والے مجاہدہ وریاضت سے بیگانہ ہیں۔
۵۔دیوبندیوں کے طفل نادان ان القابات پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔
۶۔ایسے لوگوں میں نہ علوم ہیں نہ عمل' نہ تحقیق ہے نہ تدقیق۔
۷۔یہ دیوبندی ویسے ہی جامے سے باہر ہوتے جاتے ہیں۔
۸۔یہ سب خرافات ہیں' اور اس خرابی کی وجہ آزادی ہے۔
۹۔یہ جاہ پرستی ہے جس نے ان کو اندھا بنا رکھا ہے۔

۱۰۔ان لوگوں میں نہ خوف خدا ہے، نہ آخرت کی فکر ہے نہ اصول ہیں، نہ قواعد ہیں۔

گھمن پارٹی کی علمی و تحقیقی حالت :

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس پارٹی کی علمی، تحقیقی، اور فکری حیثیت وحقیقت کو بھی تھوڑا سا واضح کر دیا جائے تا کہ تھانوی صاحب کے ملفوظات کی روشنی میں ان لوگوں کا چہرہ بے نقاب ہو جائے۔ اور یقین ہو جائے کہ تھانوی نے ''گھمنیوں'' جیسوں کے لئے رونا رویا تھا۔

۱۔الیاس گھمن دیوبندی سرگودھوی نے اپنے بڑوں کی پیروی میں لکھا ہے:

''بانی فرقہ مولانا احمد رضا خان بریلوی''

مولانا محمد صابر نسیم بستوی لکھتے ہیں:

حضور کا پیدائشی اسم گرامی محمد ہے۔ والدہ ماجدہ محبت وشفقت میں امن میاں، والد ماجد اور دیگر اعزہ احمد میاں کے نام سے یاد فرماتے تھے۔

جد امجد نے آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا اور تاریخی نام المختار ۱۲۷۲ھ ہے اور خود آپ نے اپنے نام کے اول میں عبدالمصطفیٰ لکھنے کا التزام فرما لیا تھا اور اسلامی دنیا میں آپ کو اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی کے القاب بصد ادب واحترام یاد کیا جاتا ہے۔ (اعلیٰ حضرت بریلوی 25.26)

ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ مولانا کو کوئی نام پسند نہ آیا اور خود انہوں نے اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھ لیا تھا۔ (فرقہ بریلویت ص 43 طبع اول)

لا حول و لا قوۃ الا باللہ! یقیناً ایسے ہی موقع کے لیے کہا گیا ہے۔

ے بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

نقل کیے گئے پورے پیراگراف میں کسی جگہ نہیں ہے کہ آپ کو کوئی نام پسند نہیں آیا اور اپنا نام ''عبدالمصطفیٰ'' رکھا۔

بات صرف یہ ہے کہ آپ نے اپنے نام کے شروع میں عبدالمصطفی لکھنے کا التزام فرمایا یعنی اصل نام تو وہی تھا جو بزرگوں کی طرف سے رکھا گیا، آپ نے صرف شروع میں ''عبدالمصطفیٰ'' کا جملہ بڑھا دیا۔

اندازہ کیجئے! یہ کتنا بڑا دجل، فریب اور دھوکہ ہے۔ شاید بازاری لوگ بھی اس طرح کا صریح دجل نہ کر

سکیں۔ جو دیو بندیوں کے خود ساختہ ''مناظر اسلام اور متکلم اسلام'' الیاس گھمن نے کر دکھایا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی دانشمند اس عمل کو تحقیق و انصاف اور امانت داری کا نام دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۲۔ گھمن دیو بندی نے ص ۴۷ پر ایک عنوان لکھا ہے: ''نظر کی کمزوری کی وجہ سے روٹیاں نظر نہ آئیں'' اور اس کے تحت جو واقعہ نقل کیا ہے اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اپنی علمی مصروفیات کی وجہ سے کاغذات اور کتابیں دیکھ رہے تھے بیگم صاحبہ نے آپ کی مصروفیت کے پیش نظر دستر خوان بچھا کر قورمہ کا پیالہ رکھ دیا اور چپاتیاں لپیٹ کر دستر خوان کے ایک کونے میں رکھ دیں تا کہ ٹھنڈی نہ ہو جائیں ۔آپ نے سالن تناول کر لیا جب کہ روٹیاں اسی طرح لپٹی رہیں جب بیگم صاحبہ نے پوچھا تو آپ نے فرمایا چپاتیاں تو میں نے دیکھی نہیں، سمجھا ابھی نہیں پکی ہیں۔۔۔۔۔الخ

فرقۂ بریلویت کے ص 48 پر یہ جملہ نقل کیا گیا ہے، جو اصل بات کو پوری طرح واضح کر رہا ہے لیکن بد دماغ اور بے بصیرت لوگوں کو اس سے کیا غرض وہ تو فکر آخرت سے بے خوف ہو کر دنیا کمانے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے چکر میں ہیں۔ اس لیے اس نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کے لیے لکھ مارا کہ ''نظر کی کمزوری کی وجہ سے روٹیاں نظر نہ آئیں''۔

پورے پیرے میں آپ کو ''نظر کی کمزوری اور روٹیاں نظر نہ آئیں'' کے الفاظ نہیں ملیں گے۔ اس کے برعکس یہ الفاظ ملیں گے کہ ''چپاتیاں تو میں نے دیکھی نہیں''، یعنی ان کی طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا اور اپنی مصروفیت کی وجہ سے ادھر توجہ ہی نہیں ہوئی۔ یہ ان لوگوں کی تحقیق، للّٰہیت، اور فکر آخرت کے نمونے ہیں۔

اس پر مزید بحث بقدر ضرورت آگے آئے گی، لیکن سر دست اس پارٹی کو تھوڑا سا آئینہ بھی دکھا دیتے ہیں۔

یہ ہیں ان کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی وہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ:

''خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا راستہ بھول گیا'' (ملفوظات حکیم الامت جلد ۶ ص ۱۹۹ ملفوظ نمبر ۲۶۵)

اب بتائیے کہ ایک شخص اپنے ہی علاقہ میں اپنے ہی گھر کا راستہ نہیں دیکھ پاتا تو گھمن پارٹی کے اصول کے مطابق اسے اندھا ہی کہا جائے گا ورنہ پاگل و حواس باختہ۔

۳۔اعلیٰ حضرت پر جھوٹ بولتے ہوئے اپنی علمی قابلیت کو یوں اجاگر کیا ہے:

''ہماری معلومات کے مطابق مولانا احمد رضا نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی۔(ایضاً ص۹۹)

یہ دن دہاڑے کتنا بڑا افراڈ اور دجل ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ علمی و تحقیقی لحاظ سے بالکل لنجے 'لولے اور کانے ہیں۔

نہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ پرلے درجے کے مکار' دجال اور قمار باز ہیں۔

۴۔عوام الناس کی نظروں میں اعلیٰ حضرت کا علمی مقام کم کرنے بلکہ مٹانے کی غرض سے آپ کے حواشی اور دیگر قلمی خدمات کا انکار کرتے ہوئے آپ کے عقیدت مندوں پر یوں بہتان گھڑا ہے:

''بات صرف یہ ہے کہ جس طرح علماء حضرات اپنے زیر مطالعہ کتابوں پر کہیں کہیں اپنی یادداشتیں اور نوٹ لکھ لیتے ہیں یا اضافی حوالے لگا لیتے ہیں تا کہ ضرورت کے وقت آسانی سے وہ مقام نکال سکیں۔

مولانا احمد رضا خان نے اپنی ان کتابوں پر کہیں کہیں اپنے حوالے لگائے ہوں گے اور کہیں کہیں یادداشت کے نوٹ لکھے ہوں گے ان پڑھ مریدوں نے انہیں علم تفسیر کی خدمت اور بیضاوی و معالم کے حاشیے سمجھ لیا حالانکہ حقیقت کچھ بھی نہیں۔''(ایضاً ص۱۰۰)

یہاں سے ثابت ہوگیا کہ گھمن پارٹی کے علی الرغم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ''اہل علم'' کے طریقے پر تھے۔ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت کے حواشی پر دلائل دیں کیونکہ اب یکے بعد دیگرے آپ کا علمی کام منظر عام پر آرہا ہے۔سوائے اندھوں اور کانوں کے ہر شخص اسے بخوبی دیکھ رہا ہے۔

کہنے کی بات صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کا مبلغ علم' تحقیق و جستجو' اور فکر آخرت وللّٰہیت کی انتہاء دیکھیئے کہ ایک طرف تو آپ کے علمی مقام کا سراسر انکار اور دوسرے یہ بہتان تراشی کہ اضافی حوالوں اور یادداشت کے نوٹس کو علمی حاشیے سمجھ لیا۔

یہ لوگ زہر کا پیالہ تو پی لیں گے مگر مرتے دم تک کوئی ''دیوبندی سورما'' اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا۔

۵۔جعل سازی' فریب کاری' اور ڈرامہ بازی کی ایک مثال دیکھیے' الیاس گھمن نے بغض اعلیٰ حضرت میں جل بھن کر اپنے ظاہر اور باطن کی سیاہی کو یوں انڈیلا ہے:

''متوازی عقائد کا انہیں کہاں تک علم تھا اس باب میں شیعہ فرقہ ہی کو لیجئے آپ نے شیعوں کے رد میں ایک رسالہ ردالرفضہ بھی تالیف فرمایا ہے لیکن آپ شیعہ حضرات کی اصل کتابوں سے کہاں تک آشنا تھے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایت پر غور کیجیے۔ حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی کی کسی شیعہ عالم سے تکرار ہوگئی تو انہوں نے شیعہ اعتراضات کے جوابات کے لیے مولانا احمد رضا خان کی طرف رجوع کیا آپ نے کیا کہا اس کے لیے اس روایت کو دیکھیے اور خان صاحب کی علمی قابلیت کی داد دیجیے۔

حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی طرف سے انہیں جواب ملا کہ وہاں جواب تو ممکن ہے مگر ایک ہزار روپیہ ہونا چاہیے' حافظ صاحب نے فرمایا آخر جواب کے لیے اتنی کثیر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں گی اس وقت جواب لکھا جائے گا بغیر اس کے جواب ممکن نہیں ہے (ایضاً ص ۱۰۱)

اس بے ربط عبارت کو ایک بار پھر دیکھ لیجئے' آپ کو گھمن دیوبندی کی ذہنی آوارگی اور حواس باختگی کے علاوہ اس فرقہ کی تضاد بیانی' انکارِ حقیقت اور دلائل سے ہٹ کر بے سروپا کہانیوں سے دل بہلانے اور دوسروں کو ورغلانے کی مکروہ عادت سے بھی آگاہی ہو جائے گی' اس ظالم نے اتنا بڑا الزام لگایا اور ثبوت کوئی بھی نہیں دیا۔ کیا ایسے لوگ متکلم اسلام ہو سکتے ہیں؟' تف ہو ایسے بدبختوں پر جو خوف الٰہی اور شرمِ نبی اور فکر آخرت اور جہنم کے عذاب سے بے خوف ہو کر دوسروں پر الزام و بہتان لگاتے ہوئے نہیں شرماتے۔

دیوبندی مولویوں کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی علمی' تحقیقی اور فنی خدمات کا انکار کرنے سے کچھ نہیں بنے گا حقیقت کو لاکھ پردوں کے نیچے دبا دیا جائے' وہ نمایاں ہو کر رہتی ہے۔

کیا صرف دیوبندیوں کی عبارتوں پر شرعی حکم سنانے کی بناء پر اعلیٰ حضرت کی تمام خدمات فراموش ہو جائیں گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس عاشقِ صادق' پاسبانِ ناموسِ رسالت' مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ کی زندہ و تابندہ کرامت ہے کہ آپ کیے ان وقیع کارناموں کا دیوبندیوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔

ملاحظہ ہو: ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی نے لکھا ہے:

اہل سنت والجماعت علماء بریلی کے تاریخ ساز فتاوٰی ۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ۔۔۔۔۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اہم فتویٰ۔۔۔۔اعلیٰ حضرت کی تصانیف رد شیعیت میں۔۔۔۔اعلیٰ حضرت نے ردشیعیت میں ''ردالرفضہ'' کے علاوہ متعدد رسائل لکھے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱……الادلة الطاعنة فی اذان الملاعنة (روافض کی اذان میں کلمہ خلیفہ بلافصل کا شدید رد)

۲……اعالی الافادة فی تعزیة الهند و بیان شهادة (۱۳۲۱ھ) (ہندوستان میں تعزیہ داری اور شہادت کے احکام سے متعلق بلند پایہ فوائد)

۳……جزاء اللّٰه عدوه بابا ئه ختم النبوة (۱۳۱۷ھ) (مرزائیوں کی طرح روافض کا بھی رد)

۴……المعة اشمعة شیعة الشفة (۱۳۱۲ھ) تفضیل وتفسیق کے متعلق سات سوالوں کا جواب)

۵……شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ) (ایک سو کتب تفسیر وعقائد وغیرہا سے ایمان نہ لانا ثابت کیا)

ان کے علاوہ رسائل اور قصائد جو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے ہیں وہ شیعہ و روافض کی تردید ہیں۔ (تاریخی دستاویز ص۱۱۳، ۱۱۴)

حتیٰ کہ آپ کی رد روافض میں وسیع تر خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے دیوبندی تنظیم ''سپاہ صحابہ'' کو بھی لکھنا پڑا:

''مولانا حق نواز جھنگوی کا مشن دراصل اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا مشن ہے'' (ماہنامہ خلافت راشدہ ص۱۱ فیصل آباد ماہِ ربیع الآخر، ماہِ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ)

بتایئے جنہیں روافض کی تعلیمات اور ان کے نظریات سے پوری طرح آگاہی نہیں ان کے مشن پر اپنے مشن کی بنیاد رکھنے والے دیوبندی کون ہیں؟

دراصل یہ حال دیوبندیوں کے اپنے بڑوں کا ہے جسے کا ناپن کی وجہ سے الیاس گھمن نے اعلیٰ حضرت کے کھاتے میں ڈال دیا۔ ملاحظہ فرمائیں! ان کے مناظر اور ایڈیٹر منظور نعمانی نے کیا لکھا ہے:

''ہمارے علماء عام طور پر مذہب شیعہ سے ناواقف رہے۔۔۔۔ہماری فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں نکاح یا ردۃ کے ابواب میں شیعوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک نہیں رہتا کہ ان کے واجب الاحترام مصنفین کی نظر سے شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں بالکل نہیں گذریں اس لیے

شیعوں کے بارے میں بس وہی باتیں لکھی ہیں جو مشہور عام تھیں یا تاریخ کی کتابوں میں کچھ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (ایرانی انقلاب' خمینی اور شیعیت ص ۲۳)

اس کتاب میں منظور نعمانی دیوبندی نے ماہر علماء و اصحاب فتوٰی کی ایک جماعت کو بھی شیعہ کتب سے ناواقف بتایا' حتیٰ کہ ردالمحتار اور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تک کو شیعہ مذہب کی کتب سے ناآشنا قرار دیا ہے۔

جن کے ہاں ایسی عظیم ہستیوں کو شیعہ کے بنیادی لٹریچر کی خبر نہ تھی وہ اعلیٰ حضرت پر تہمت لگا دیں تو ان کا کیا بگڑتا ہے۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے' جس کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔

دوسروں پر الزامات تو رہے ایک طرف اپنوں کی حقیقت کو نعمانی دیوبندی نے مزید یوں بے نقاب کیا ہے:

''بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس میں چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہ کی لیکن یہ افسوس ناک موقعہ ہے کہ ہمارے علمی حلقوں میں ان تصنیفات سے بھی بہت کم فائدہ اٹھایا گیا اسی لیے ایسا ہے کہ ہمارے اس دور کے علمائے اہل سنت میں شاذ و نادر ہی ایسے حضرات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے بارے میں ایسی واقفیت ہو جس کو واقفیت کہا جا سکے۔ (ایرانی انقلاب' خمینی شیعیت ص ۲۵)

اتنی بات تو دیوبندی دھرم کے غوث اعظم رشید احمد گنگوہی نے بھی مانی ہے کہ ان کے ہاں کفر شیعہ کا مسئلہ اختلافی ہے اس نے لکھا ہے ''رافضی کے کفر میں اختلاف ہے''۔

(فتاوٰی رشیدیہ کامل ص ۱۹۴)

مزید لکھا ہے: ''بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا'' (ایضاً ۲۹۶)

دیکھ لیں آپ نے دیوبندیوں کے عقائد و نظریہ رافضیہ وشیعہ سے آگاہی کی حقیقت اب ملاحظہ فرمائیں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے رافضیوں کے بارے میں کیا فرمایا:

''اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکرانِ ضروریاتِ دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار و مرتد ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے

بہت عقائد کفریہ کے علاوہ ان کے دو کفر صریح ہیں ان کے عالم و جاہل مرد و عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔۔۔۔الخ (ردالرفضہ ۔فتاوٰی رضویہ)

مزید فرماتے ہیں ''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں۔۔۔الخ (ایضاً)

ہے کوئی سرپھرا' گھمن گھرا' بچہ جمورا' بقل بطورا' دیوبندی قتورا جو کسی کو اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں لا سکے!

اس پر مزید گفتگو آگے ہوگی سرِ دست صرف ایک بات ملاحظہ فرمالیں:

تھانوی دیوبندی نے خود بیان کیا ہے:

''ایک شخص نے خط لکھا کہ اہل باطل کی ایک کتاب کا جواب لکھ دو میں نے جواب میں لکھا کہ مجھ کو تو فرصت نہیں تو خرچ برداشت کرو تو میں کسی عالم سے حق المحنت دے کر لکھوا دوں اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو اس قدر دین فروش مت بنو۔ (ملفوظات ج ۵ ص ۲۴۸ ملفوظ نمبر ۲۴۷)

آج سب پر کھل جائے گا کہ دین کا خادم کون ہے؟ اور دین فروش کون ہے؟

مجھے محمد سعید قادری نے دیوبندیت سے تائب ہونے کے بعد بتلایا کہ اس دور میں ہم رقم لے کر اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے خلاف کتابیں لکھا کرتے تھے

الیاس گھمن کی لکھی ہوئی جھوٹی کہانی اور دیوبندیوں کی اس دین فروشی کو دیکھ کر ہر کوئی پکار اٹھے گا۔

ع وہ الزام ان کو دیتا تھے قصور اپنا نکل آیا

مؤلف ہدیۂ بریلویت کی خبر گیری:

بات کو ضرورت سے زیادہ طوالت پذیر ہونے سے بچاتے ہوئے ہم ہدیہ بریلویت والے مجاہد (درحقیقت مجاہر و صاحب مفاسد) کی کچھ خبر گیری کرنا چاہتے ہیں' کیونکہ ہمارا پالا اس شخص کے ساتھ پڑا ہے اور اسی آدمی کی کاوش پُر شقاوت کا ہم نے جائزہ لینا ہے۔

سو خوب ذہن نشین فرمالیں کہ یہ آدمی بھی اپنے پیشرو حضرات کی لکیر ہی پیٹ رہا ہے' مکر و فریب اور دجل و تلبیس کی اسی راہ پر پڑا ہے' جعل سازی اور بہتان بازی میں ان سے کسی طرح پیچھے نہیں' وہی بے ڈھنگی چال جو پہلے تھی اب بھی وہی ہے' کا پورا پورا مصداق اور اہل سنت و جماعت بالخصوص اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمۃ پر طعن و تشنیع آپ کے خلاف منافرت پھیلانے اور بہتان گھڑنے کا ماہر ہے۔

اس سلسلے میں اندھا دھند فائرنگ کر رہا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کے نشانے پر مخالف کیا اپنے بھی آ رہے ہیں۔ اسے دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو دور سے دکھائی دیتا ہے جب کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔ دوسروں کے صاف اور شفاف بدن پر سیاہی کے دھبے تلاش کرنے والا اپنے گھر کے خود ساختہ وڈیروں کے سیاہ دامن سے بھی نظریں چرا رہا ہے۔ کیا اس اندھیر نگری اور کانا پن کی بدولت وہ اپنے بڑوں کو بچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا وہ اہل سنت و جماعت کو غیظ و غضب سے مغلوب بلکہ عقل و شعور سے فارغ ہو کر گستاخ قرار دے کر اپنے باوؤں کی گستاخیوں پر پردہ ڈال سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا وہ اہل سنت و جماعت کے مختلف الرائے امور کو اچھال کر اپنے گھر کے بنائے ہوئے' کافروں کو چھپا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا وہ اہل سنت کے شرعی فتاوٰی پر دھوکہ و فریب دے کر اپنے ملاؤں کی تکفیر سازی اور مسلمانوں پر بے رحمانہ فتوی بازی سے عوام کی نظریں ہٹا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا وہ اپنے گھر کے کفریات سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی خاطر اہل سنت و جماعت پر بے سر و پا الزامات مردود شدہ بیانات اور تردید کردہ حوالہ جات دے کر عرب و عجم کے علمائے اسلام کے فتوؤں کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔

تو پھر ہدیۂ بریلویت جیسی کتر بیونت، خیانت و دھوکہ بازی پر مبنی کتابیں لکھنے کا کیا مقصد؟ صرف یہی کہ اگر کسی شخص کو ان کی کفریہ باتوں کا علم نہیں تو وہ بھی جان سکے۔۔۔۔۔۔ جو ان کی مکروہ چالوں سے آگاہ نہیں وہ بھی آگاہ ہو جائے۔۔۔۔ اگر کسی شخص کے ہاں ان کی عزت و احترام ہے تو وہ بھی ذلت و رسوائی کی نظر ہو جائے۔ جن لوگوں کی آنکھوں میں مساجد، مدارس، تنظیمات، جلسہ جات اور کتب و رسائل کے نام پر دھول جھونکی گئی ہے جب ان تک حقائق و واقعات پہنچیں گے تو ظاہر ہے ان کے جذبات کچھ اور ہوں گے لیکن دیوبندیوں کو اس کی کیا سمجھ انہیں تو ہر طرح عوام کو گمراہ کرنا ہے' ان سے چندہ وصول کرنا ہے اپنے پیٹ کے

دھندے کی فکر ہے اور دنیا کمانے کے چکروں میں ہیں اور بس!

لیکن وہ کان کھول کر سن لیں کہ محض چرب زبانی، ڈھکوسلہ سازی اور مجذوبانہ واویلہ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔حق وصداقت کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کرسکتا، حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا، حقائق کو نمایاں ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ بہت خوب کہا گیا ہے:

الحق يعلو و لا يعلى حق خود بلند ہوتا ہے اسے بلند کیا نہیں جاتا۔

؎ چہرۂ تاریخ پہ تھے گو نقابوں پر نقاب　　حقیقت پھر حقیقت تھی نمایاں ہوگئی

ہر دور میں حق و باطل کا معرکہ رہا ہے اور جیت ہمیشہ حق ہی کی ہوئی ہے۔

شورش، ہنگامہ اور اوچھے ہتھکنڈے باطل کی سرشت ہے باوجود اس کے وہ دب کے رہ جاتا ہے امن، سکون ،اصول پسندی، دلائل سے آگاہی، علمی انداز حق کی قسمت ہے اور وہ بلند ہو کر رہتا ہے اگر ضرورت پڑے تو باطل کے مقابلے میں میدان میں بھی اتر پڑتا ہے، تلواروں کو بے نیام بھی کیا جاتا ہے، اینٹ کا جواب پتھر سے بھی دینے کا موقعہ آجاتا ہے اور حق کی خاطر سر دھڑ کی بازی بھی لگائی جاتی ہے۔

باطل سے دبنے والے آسماں نہیں ہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

سببِ تالیف:

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ ہدیۂ بریلویت اور اہل سنت کے خلاف حال میں چھپنے والی دیگر کتب دیوبندیہ کا زیادہ تر مواد وہی ہے جس کی تردید اہل سنت کی طرف سے کئی بار ہو چکی ہے۔لیکن یہ لوگ شرم وحیا سے عاری ہو کر اُگلے نوالے چبا رہے ہیں اس لیے ہدیۂ بریلویت جیسی کتب دیکھ کر اہل علم وصاحبان مطالعہ حقیقت حال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔لیکن عوام الناس اس بات سے بے خبر ہیں وہ دیوبندیوں کے جھانسے میں آکر تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بدیں وجہ بعض حضرات نے کتاب مذکور کے جواب کی طرف متوجہ کیا اور بالخصوص حضرت مولانا محمد ہاشم خان مدظلہ العالی (رئیس دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور) نے جامعہ نعیمیہ ہی میں ایک دعوت کے دوران

مجھے یہ کتاب عنایت فرما کر جواب کا تقاضہ کیا۔علاوہ ازیں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد کاشف اقبال خان مدنی قادری زید مجدہٗ نے بھی علمائے کرام کی ایک میٹنگ میں اس کتاب کے رد کے لیے راقم الحروف کونامزد کیا۔

راقم اپنی دیگر مسلکی ،دینی،تحریری،اور تنظیمی و تدریسی وتقریری مصروفیات کی وجہ سے اس کام کے لیے فرصت نہیں پاتا اور علالت طبع اس پر مستزاد ہے لیکن محبانِ گرامی قدر نے اصرار کے ساتھ یہ ذمہ داری سونپی اور بار بار متوجہ کیا۔

اس صورت حال کے پیشِ نظر راقم نے حامی تو بھر لی لیکن علالت طبع آڑے رہی اس دوران دیگر علمی وتحریری کام بھی معرض التوا میں رہا،بعض مضامین کا جواب الجواب بھی راقم کے ذمے ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب جب کہ تقریباً ذمہ داری قبول کیے ایک سال ہونے کو ہے اور ملک کے کونے کونے سے مختلف دوستوں کا تقاضہ مسلسل جاری رہا تو محض اللہ کے فضل و کرم ،رسول اللہ ﷺ کی رحمت و رأفت اور بزرگانِ دین بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت حضرت مولانا امام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ کی روحانی توجہات پر بھروسہ کرتے ہوئے تحریر کا آغاز کر دیا ہے۔

ارادہ تو یہی ہے کہ اس کتاب کا تفصیلی رد کیا جائے آگے دیکھیئے صحت ،فرصت اور فراغت کہاں تک اجازت دیتی ہے اس دوران دیگر تحریری مشاغل کو بھی ساتھ ساتھ قائم رکھنا ہے جن میں (۱) مسند امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (۲) مسند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۳) مسند اہل بیت رضی اللہ عنھم (۴) اہل بیت رسول رضی اللہ عنھم (۵) جامع الرضوی (ترجمہ وتخریج)

(٦) خلفائے راشدین اور مسلک اہل سنت وغیرہ۔اس کے علاوہ دیگر مضامین ،تقاریظ اور مقدمات کے سلسلے میں پیش رفت ہوتی ہے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ صحت ،استقامت اور برکت وقبولیت کی دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو ہمیں دین اسلام اور مسلک اہل سنت اور اعمال صالحہ پر قائم رکھے اور

خاتمہ بالخیر فرمائے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

خیر اندیش: **ابو عبداللہ نقشبندی غفرلہٗ**

(21.5.2014 بروز بدھ)

چل میرے خامہ بسم اللہ:

اسلام نے مسلمانوں کو امانت، دیانت، حق گوئی، اور سچ بولنے کی ترغیب دی ہے آیئے ہم سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ ہدیۂ بریلویت، کے مؤلف چشم بددور خیر سے 'مفتی محمد مجاہد صاحب' بالقابہٖ کی ذات میں ان اچھے اور پسندیدہ امور کی کارفرمائی کہاں تک ہے۔اس سے ہر شخص کو ان کی ذاتی حیثیت کا اندازہ ہو جائے گا اور ان کی دن رات کی محنت اور تحقیق وجستجو کا وزن بھی جان لے گا۔

مؤلف مذکور کے پچاس جھوٹ اور دجل و فریب:

ہدیۂ بریلویت کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے:''بریلوی حضرات کی مستند کتابوں سے لیے گئے مستند حوالوں کا مجموعہ'' کتاب کے ص۱۰ پہ لکھا ہے:''یہ تمام تر مواد علماء وعوام کے لیے یکساں ناقابل تردید دستاویز ہے اور رضا خانیت کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے۔ نیز اصلی حوالہ جاتی تمام کتب بندہ کے پاس دستیاب ہیں، انتہائی ذمہ داری کے ساتھ اصل کتب سے حوالہ جات کو جمع کیا گیا ہے۔اور الیاس گھمن نے عوامی ذہنوں کو گھمانے اور انہیں ورغلانے کے لیے اپنی تقریظ میں لکھا ہے:

''اس موضوع پر ایک لاجواب اور علمی کاوش ہے'' (ہدیۂ بریلویت ص۱۱۲ اشاعت اول ستمبر ۲۰۱۲ء)

غور فرمایا آپ نے! مستند حوالوں کا مجموعہ' ناقابل تردید دستاویز' زوردار طمانچہ' انتہائی ذمہ داری اور لاجواب اور علمی کاوش' کے جملے اس کتاب کو ثقاہت کی چوٹیوں پر لے گئے ہیں۔ جب کہ کتاب کے اندر جو کچھ ہے' وہ مواد اہل سنت کے منہ پر طمانچہ نہیں ہے خود دیوبندیت کے لیے آسمانی بجلی اور قہر خداوندی ہے۔ یہ علمی نہیں بلکہ سراسر جہل وجعل سازی ہے اور دھوکہ وفریب پر مبنی سعئ لاحاصل ہے۔ہم قارئین کو اس کا نظارہ کرائے دیتے ہیں۔

غیر مستند حوالے:

دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ''بریلوی حضرات کی مستند کتابوں سے لیئے گئے مستند حوالوں کا مجموعہ'' لیکن کتاب میں متعدد مقامات پر غیر مستند اور تردید شدہ حتیٰ کہ دیوبندی کتب کو بھی اہل سنت کے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے مثلاً:

۱﴾ حدائق بخشش حصہ سوئم کے جگہ جگہ حوالے دیئے ہیں' ملاحظہ ہو﴿ ص۱۰۶' ۱۴۴' ۱۳۴' ۱۴۸' ۱۵۲' ۱۹۸﴾

یہ کتاب ہرگز معتبر اور قابل حجت نہیں ہے۔ دیکھئے: قہر خداوندی ص ۱۹۱، ۲۱۵ برق آسمانی ص ۱۵۰ وغیرہ۔

۲﴾ الملفوظ کے حوالہ جات بھی متعدد مقامات پر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً: ص ۱۰۸، ۱۵۳، ۱۵۴

جب کہ ملفوظات مرور زمانہ کے ساتھ اغلاط کا شکار ہے، اصل نسخہ ناپید، خود حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری علیہ الرحمۃ نے بھی نقل و کتابت کی اغلاط پر مطلع ہو کر فرمایا: نہ جانے کیسے چھپا دیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۶ مکتبۃ المدینہ)

۳﴾ نغمۃ الروح کو بھی گھسیٹ رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو﴿ ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۷۳﴾

یہ کتاب بھی مستند و معتبر نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: آئینہ نجد و دیوبند

۴﴾ مولانا معین الدین اجمیری کی کتب: تجلیات، مقتل انوار، اجہل اکذب ملاحظہ ہوں﴿ ص ۱۲۶ تا ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۴۰، ۲۰۰﴾

یہ بھی مردود ہے کیونکہ انہوں نے اپنی سابقہ باتوں سے رجوع کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے موقف کی تائید کر دی تھی۔ ملاحظہ ہو:﴿ تذکرہ محدث اعظم پاکستان ج ا ص ۱۰۸ تا ۱۱۱﴾

۵﴾ مدائح اعلیٰ حضرت نامی کتاب کو مستند کتابوں کے ضمن میں بطور حوالہ پیش کیا گیا:

ملاحظہ ہو﴿ ص ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۸۳، ۲۰۴، ۲۰۵﴾

جب کہ اس کی حقیقت واضح کرنے کے لیے مولانا محمد حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

بہر حال مدائح اعلیٰ حضرت کا جو مذکورہ بالا حوالہ دیا گیا ہے اول تو زیر بحث شعر ممتاز خلفاء و تلامذہ یا شہزادگانِ اعلیٰ حضرت یا کسی مقتدر عالم اہل سنت کا نہیں ہے (محاسبۂ دیوبندیت 1/139)

۶﴾ کئی مقامات پر احکام شریعت کی عبارات درج کی گئی ہیں اور اسے اعلیٰ حضرت کی تالیف ظاہر کر کے اس کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر ڈالی ہے۔ مثلاً: ص ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۴۷، ۱۷۴

جب کہ اس کے متعلق مولانا محمد کاشف اقبال مدنی صاحب لکھتے ہیں:

''احکام شریعت اعلیٰ حضرت بریلوی کی اپنی تصنیف نہیں ہے۔ اس کے مؤلف سید شوکت علی ہیں اس لیے اس کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر نہیں ڈالی جا سکتی''۔

(ننگے سر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت ص ۱۳)

۷﴿ظلم کی انتہا دیکھیئے کہ ایک طرف لکھا جاتا ہے: ''بانی بریلویت احمد رضا خان صاحب'' (ہدیۂ بریلویت ص ۱۴۰) اور دوسری طرف ''بریلوی حضرات کی اللہ کی شان میں بے اعتدالیاں'' کا عنوان جما کر نمبر ۸ پر ''پیر اور خدا کی عمر میں فرق'' (ص ۱۷۱) اور نمبر ۹ پر پیر اور خدا کی عمر میں فرق'' (ص ۱۷۱) جیسے دعوؤں کے ثبوت میں فوائد فریدیہ ص ۸۷ کو پیش کر کے اعلیٰ حضرت کے کھاتے میں ڈالا جاتا ہے۔ مزید دیکھیں ﴿ص ۱۹۰، ۲۱۳﴾

اس مکار، خائن اور جاہلوں کے سردار کو اتنی بھی خبر نہیں کہ فوائد فریدیہ کے مصنف خواجہ غلام فرید کئی سال پہلے گزرے ہیں انہیں ''محض بریلوی'' قرار دینا کیسا؟ کیونکہ

(۱) دیوبندیوں کے مستند رسالہ ''ماہنامہ الرشید لاہور کے'' دار العلوم دیوبند نمبر'' ص ۶۱۷ پر لکھا ہے: حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء)

(۲) عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے ان کی شان میں شعر لکھے ہیں: ایک شعر ملاحظہ ہو:

سرمۂ چشم شد بخاری را خاک پائے خواجہ غلام فرید (سواطع الالہام ص ۱۰۲)

(۳) دیوبندیوں کے مناظر یوسف رحمانی نے خواجہ صاحب کو بزرگ اور مسلمہ ولی تسلیم کرتے ہوئے ان کے نام پر ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھا ہے ملاحظہ ہو! سیف رحمانی ص ۵، ۷۹۔ اور ضیاء الرحمٰن فاروقی نے لکھا ہے: ''حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظاری رحمۃ اللہ علیہ'' (انکشافِ حق ص ۱۵)

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں بریلویوں کے کھاتے میں ڈالنا دجل و فریب ہے، دیوبندی خود ان باتوں کے جواب دہ ہیں۔

۸﴿مہر منیر کو بھی بریلوی حضرات کی مستند، ٹھوس اور ناقابل تردید کتب میں شامل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ص ۱۷۹ اول تو اسے حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی تصنیف ظاہر کرنا ہی دھوکہ وفریب اور جہالت ولاشعوری ہے، دوسرے مہر منیر کے تمام مندرجات معتبر نہیں ہیں ملاحظہ ہو: ﴿ماہنامہ رضائے مصطفے ص ۱۹﴾

۹﴿اوراقِ غم کو بھی ناقابل تردید ٹھہرایا۔ ﴿ص ۱۷۹، ۱۹۱، ۱۸۵، ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۸۰، ۳۵۷﴾

جب کہ اس کتاب کی دی گئی قابلِ اعتراض عبارات کی تردید اور ان سے رجوع مصنف نے خود کر رکھا ہے "اظہار حقیقت" کے نام سے وہ چھپا ہوا ہے، لیکن دیو بندی برابر اس کے حوالے دے کر بے ایمانی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

۱۰﴾ مقابیس المجالس کو بھی اہل سنت کے کھاتے میں ڈال دیا: ملاحظہ ہو﴿ص ۷۹، ۱۷۱، ۱۸۶، ۲۰۶، ۲۷۹، ۴۳۰، ۴۶۰﴾

جب کہ اس کتاب کو دیو بندیوں نے تسلیم کر رکھا ہے۔

ملاحظہ ہو: دیو بندیوں نے لکھا ہے: "حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ" (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے فرمانروایانِ ریاست بہاولپور کے پیر و مرشد تھے، ان کے ملفوظات کا ایک مجموعہ "مقابیس المجالس" کے نام سے ہے۔ (ماہنامہ الرشید لاہور ص ۶۱، دار العلوم دیو بند نمبر)

یاد رہے کہ مذکورہ کتاب دیو بندیوں نے چھاپ رکھی ہے۔

۱۱﴾ جعل ساز بلکہ بکواس باز دیو بندی نام نہاد مفتی محمد مجاہد نے تذکرۂ غوثیہ کے حوالہ جات دینے میں بھی کوئی عار محسوس نہ کی۔ ملاحظہ ہو﴿ص ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۹۲، ۲۰۸، ۲۱۳﴾

جس کی متعدد بار تردید کی جا چکی ہے اور یہ کتاب بھی دیو بندیوں کی پسندیدہ ہے، اس کتاب کو دیو بندیوں کے اشاعتی مرکز "دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱" نے شائع کیا ہے۔ یہ ادارہ دیو بندیوں کے مفتی اعظم "محمد شفیع دیو بندی کراچوی" کے لڑکوں کا ہے اس کتاب کو خلیل اشرف نعمانی کے اہتمام اور "محمد رضی عثمانی" کے حرف آغاز کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔

حرف آغاز میں لکھا ہے: "تذکرۂ غوثیہ ایک مشہور و مقبول کتاب ہے جس میں حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندری قادری پانی پتی متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء کے حالاتِ بابرکات اور ملفوظات و مقالات طیبات کو ایسے دل نشین انداز میں لکھا گیا ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر ہاتھ سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا"۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۳ حرف آغاز)

دیو بندیوں کے نزدیک یہ تذکرہ "مشہور و مقبول" اس میں لکھے گئے "حالات بابرکات" اور "ملفوظات و

مقالات طیبات''ہیں جنہیں ''ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا'' جب کہ اہل سنت کے نزدیک اس کتاب کا کیا حکم ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

کتاب تذکرہ غوثیہ۔۔۔ضلالتوں' گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے۔۔۔۔ایسی ناپاک' بے دینی کتاب کا دیکھنا حرام' جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔(فتاویٰ رضویہ جدید ۱۵/۲۷۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اب فیصلہ کیجیئے کہ اس کتاب کو اہل سنت کی مستند کتاب قرار دینا کتنا بڑا جھوٹ' دھوکہ اور فراڈ ہے' جو دیوبندی لگاتار اپنائے ہوئے ہیں' ایسی بے ضمیری اور مردہ دلی دیوبندیوں ہی کا نصیب ہو سکتی ہے۔

فائدہ: اس پر ہم ایک مستقل مقالہ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق

۱۲﴾ تجانب اہل سنت کو مستند اور ٹھوس کتب میں شمار کیا ہے۔ مثلاً: ص ۲۲۴' ۲۲۵' ۲۲۷

اس کے متعلق مولانا محمد حسن علی رضوی لکھتے ہیں: اول تو تجانب اہل سنت اکابر اہل سنت، مشاہیر و مسلمہ خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت کی متفقہ کتاب نہیں۔۔۔ جملہ اکابر اہل سنت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ ہیں''۔(محاسبۂ دیوبندیت ۱/۳۲۴) مزید دیکھیئے: ''البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ''

جب کتاب ہی ٹھوس اور مستند نہیں تو اس دھڑلے سے پیش کرنے کا مقصد سوائے دھوکہ و مکاری کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

۱۳﴾ مزید کرتب سازی دیکھیئے کہ خلیل احمد خان دیوبندی کی کتاب ''انکشافِ حق'' کو بھی سنی کتاب کے طور پر پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: ص ۱۷۱' ۳ اور ۴۱۵ پر تو یہ بھی لکھ مارا'' جو کہ بریلویت کے سرخیل ہیں''۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

ص ۴۱۶ پر لکھ مارا'' جید بریلوی''، ص ۴۳۱ پر لکھا'' بریلویوں کے مایہ ناز عالم'' مزید دیکھیئے ص ۴۳۴' ۴۶۱' ۴۶۳

حالانکہ کئی سال پہلے حضرت مولانا مفتی غلام محمد ناگپوری علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں ''عجائب انکشاف دیوبند'' نامی کتاب لکھ کر حقیقت واضح کر چکے ہیں۔۔۔۔۔لیکن شرم و حیا تو کسی انسان کا حصہ ہے۔

۱۴﴾حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کے نام پر دجل وفریب:

دیوبندی کذاب نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے نام پر یوں مکاری کی ہے:

''ہم صرف خواجہ قمرالدین سیالوی کا ارشاد عرض کرتے ہیں۔ میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا قاسم صاحب کو اعلیٰ درجے کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے۔ وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔(ڈھول کی آواز ص ۱۱۶'۱۱۷)۔(ہدیۂ بریلویت ص ۳۷۰)

ملاحظہ فرمائیں اپنے گھر کی کتاب کا حوالہ اور قاسم نانوتوی کے کفر کی وکالت' اور وہ بھی حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ سے العیاذ باللہ تعالیٰ !

جب آدمی بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کرے۔

حدیث پاک میں ہے:اذالم تستحی فاصنع ما شئت (بخاری ص 904 ج 2)

جان بوجھ کر بے ایمانی کرنے والے مرتے دم تک نہیں مانیں گے۔ہم انصاف پسند حضرات کے لیے عرض کر دیتے ہیں کہ دیوبندیوں کی طرف سے متعدد بار یہ جھوٹ اور فریب کیا گیا ہے اس کہانی کی تردید کے لیے خواجہ صاحب کا اپنا بیان ملاحظہ فرمائیں:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و علی آلہٖ و اصحابہ و علی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

امابعد! کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک اِستفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنیٰ بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس ﷺ کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتوی کفر لگا یا جا سکتا ہے یا نہ؟

جواب میں لکھا: اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہل سنت نے اس فتویٰ کو اس وجہ سے ناپسند کیا کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتوی دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں

فرقِ بعید ثابت ہوا' رسالہ مذکور کی تمہید ہی مندرجہ ذیل تصریحات پر مبنی ہے۔

(۱) خاتم النبیین کا معنٰی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر' حالانکہ یہ معنٰی احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ اس پر اجماع صحابہ ہے و من بعد ھم الی یومنا ھذا متواتر متوارث یہی معنٰی کیا جا رہا ہے۔

(۲) رسالہ مذکورہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ خاتم النبیین کا معنٰی آخر الانبیاء کرنے سے کلام ماقبل لکن ما بعد لکن یعنی مستدرک منہ و مستدرک کے مابین کوئی تناسب نہیں رہتا۔

(۳) رسالہ میں موجود ہے کہ یہ معنٰی کرنے سے کلام الٰہی میں حشو و زوائد کا قول کرنا پڑے گا یعنی لکن زائد حرف ماننا پڑے گا۔

کہتا ہے کہ یہ مقام مدح ہے اور آخر الانبیاء ماننے سے مدح ثابت نہیں ہوتی بلکہ عام انسانوں کے عام حالات ذکر کرنے میں اور یہ معنیٰ لینے میں کوئی فرق نہیں وغیر ذلك من التهافة الضئيلة الجدویٰ اس فقیر نے ضروری خیال کیا کہ اس صورت واقعیہ اور اس فرضی استفتاء میں فرق کی بنا پر رسالہ مذکورہ کی عبارت پر اپنی ناقص رائے ظاہر کرے۔

۱۔ تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنٰی خاتم الانبیاء لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ و سلم نہیں لیا گیا تاکہ دو معانی مانعة الجمع کی تاویل کی جا سکے۔ بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے الفاظ لائے گئے ہیں لہٰذا احادیث صحیحہ سے انکار اور اجماع صحابہ سے فرار اور باقی امت کے متفق عقیدہ و اجماع سے تضاد قطعی طور پر ثابت ہے۔

۲۔ مصنف رسالہ کے ذہن میں کلام ماقبل لکن و بعد لکن میں تناسب کی نفی بیٹھ گئی ہے اگر اپنے کیے ہوئے معنٰی پر نظر ڈالتا تو اس صورت میں بھی اس کو یونہی نظر آتا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں' اب بتایئے کہ اس مستدرک منہ اور مستدرک میں فرق لکن نے کیا کیا' اور کیا مناسبت اس استدراک کی وجہ سے پیدا ہوئی؟

۳۔ اور معنٰی کے اعتبار سے بھی حرف لکن زائد ثابت نہ ہو تو کیا ہوا۔ واو عاطفہ یہ کام نہ کر سکتی تھی؟ استدراک کی ترکیب کیوں استعمال فرمائی گئی؟ اس کو دک نادان کو سمجھ ہوتی تو معنٰی لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ

وسلم کرنے سے مدح بالذات اس موصوف بالذات کے لیے اظھر من الشّمس اورا بین من الامس موجود ہے۔احادیث صحیحہ کے انکار کی بھی ضرورت پیش نہ آئی۔شذوذ عن الجماعۃ بھی نہ کرنا پڑ تا غور فرمایئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن تم یہ مت خیال کرو کہ باپ کی سی شفقت ورأفت ورحمت سے تم محروم ہو کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کافۃ الناس کے لیے قیامت تک آخری رسول ہیں جن کی شفقت ورحمت باپ سے ہزاروں درجے زیادہ ہے جو ہمیشہ کے لیے تمہیں نصیب رہے گی وہ توعزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم کا رتبہ رکھنے والے رسول ہیں۔ اب بتایئے موصوف بالذات ومقام مدح والا اشکال حل ہوا یا نہیں؟اور مستدرک منہ اور مستدرک کے مابین مناسبت سمجھ میں آئی یا نہ؟اور مصنف کے دماغ سے حشو زوائد خارج ہوا یا نہ؟ مصنف تحذیر الناس ان چند علمی مصلحات کا ذکر وہ بھی بالکل بے محل اور بے ربط کرتے ہوئے اپنی عامیانہ نظر وفکر پر پردہ نہ ڈال سکا اور التزامًا منکر احادیث صحیحہ ونصوص متواترہ قطعیہ ہونے کے علاوہ شاذ عن الجماعۃ وفارق اجماع ثابت ہوالہذا فقیر کا فتوٰی عدم تکفیر اس فرضی زید کے متعلق ہے نہ کہ مصنف تحذیر الناس کے لیۓ۔

والحق ما قد قیل فی حقہ من قبل العلماء الاعلام

فقیر محمد قمر الدین السیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

(دیو بند کی خانہ تلاشی مع دعوتِ فکر ص ۲۱۸٬۲۱۹ از مولانا محمد تابش قصوری)

دیو بندی حضرات خواجہ صاحب کے حوالے سے قاسم نانوتوی کو اعلیٰ درجے کا مسلمان ثابت کرنے کی فکر میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں جب کہ حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے نانوتوی گستاخ کی گستاخانہ عبارت کے تار پود کھول کر رکھ دیئے ہیں اس کی عبارت پر جاندار تبصرہ کر کے شرعی حکم واضح فرما دیا ہے اور علمائے اہل سنت کی تکفیر وشرعی فتوے کو برقرار رکھ کر دیو بندیوں کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ رسید کر دیا ہے۔

سنیت زندہ باد۔۔۔۔۔دیو بندیت مردہ باد

حضرت پیر گولڑوی کا انکار کسی نے نہیں کیا:

''دیوبندی مؤلف نے ''بریلوی حضرات کا اپنے اکابرین سے انکار یا کفر کا فتویٰ'' کے تحت پہلے نمبر پر لکھا: پیرمہر علی شاہ (کتاب: کیا پیر نصیر الدین نصیر وہابی ہے)

(ہدیۂ بریلویت ص ۲۲۸)

حالانکہ کسی سنی نے حضرت پیر گولڑوی علیہ الرحمۃ کا انکار و تکفیر ہر گز نہیں کیا۔ اس مکار نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے' اس کے مصنف کے بارے میں اسی ص ۲۲۸ پر تسلیم کیا ہے کہ اس کا انکار کیا گیا ہے۔ باوجود اس کے اس آدمی کو پیش کر کے اتنا بڑا دجل کرنا اپنے اکابر کی روش کو قائم رکھنا ہے اور بس!

اور پھر اس سے بڑھ کر مکاری یہ ہے کہ پیش کی گئی کتاب میں بھی کسی جگہ پر حضرت پیر صاحب کا انکار یا ان پر کوئی فتویٰ نہیں دیا گیا۔۔ بلکہ دیوبندی مکار کے علی الرغم اس میں لکھا ہے:

''میں تو جانتا ہوں کہ حضرت پیر مہر علی ایسے نہ تھے بلکہ تا عمر دیوبندیوں' وہابیوں کی تکفیر ہی فرماتے رہے اور یہ پیر صاحب کے خلاف کذب بیانیاں مولوی فیض احمد دیوبندی وہابی کی شرارتیں ملاوٹیں ہیں۔

(نصیر الدین نصیر وہابی ہے؟ ص ۲۶)

مزید لکھا ہے: کیا حضرت گولڑوی کی شخصیت سند کی حیثیت نہیں رکھتی؟ **اقول:** رکھتی ہے بشرطیکہ ان کی ذاتی تصنیفات پرانے مطبوعہ سے یہ حوالے دکھاؤ۔ نئے مطبوعوں اور مہر منیر و ملفوظات میں خیانتیں ملاوٹیں کر دی گئیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ اقتدار احمد خان نعیمی صاحب حضرت پیر گولڑوی کی شخصیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

انکار شدہ حضرات کو پیش کرنا:

دیوبندی مؤلف نے ''بریلوی حضرات کا اپنے اکابرین سے انکار یا کفر کا فتویٰ'' کا عنوان جما کر مختلف شخصیات اور افراد کے نام لکھے ہیں کہ یہ بریلویوں کے اکابر ہیں اور ان پر ان کی طرف سے کفر کا فتویٰ یا ان کا انکار کیا گیا ہے اور پھر دھوکہ دیتے ہوئے انہیں حضرات کو بطور دلیل و حجت پیش بھی کیا ہے۔ عجب عقل کا پھیر' خردماغی اور کوڑھ مغزی ہے کہ جب ان کا انکار کیا جا چکا ہے تو پھر انہیں پیش کرنا بے وقوفی ہے اور اگر پیش کیا ہے تو پھر ان کا انکار پاگل پن ہے۔

ہمارے لیے مسرت کا مقام ہے کہ انہوں نے اپنے خلاف مماتیوں' مودودیوں' اور دیگر دیوبندیت سے

تعلق رکھنے والے لوگوں کے حوالہ جات پیش کرنے کی راہ ہموار کر دی ہے۔

یہاں ان چند لوگوں کے نام ملاحظہ فرمائیں جن کے متعلق اہل سنت حضرات ان کا انکار کر چکے ہیں جن کے متعلق دیوبندیوں نے چار و نا چار مان لیا ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آسکے۔

۱۔ پیر نصیر الدین نصیر ۲۔ ڈاکٹر طاہر القادری ۳۔ مفتی محمد اسلم قادری

۴۔ پیر کرم شاہ الازہری ۵۔ اشرف سیالوی ۶۔ مفتی اقتدار احمد نعیمی

۷۔ مفتی محمد خان قادری ۸۔ پیر سیف الرحمٰن سیفی ۹۔ ابوالخیر زبیر حیدر آبادی

۱۰۔ سید عبدالقادر جیلانی (راولپنڈی) ۱۱۔ ریاض احمد گوہر شاہی ملاحظہ ہو﴿ص ۲۲۸﴾

اس آخری شخص کو بھی اس دیوبندی مکار نے اہل سنت کے اکابرین میں شمار کیا ہے اور اپنی خرد ماغی کی وجہ سے پھر اس کا رد بھی نقل کر دیا۔ اس کے علاوہ کتاب میں ایسے شخص اور ایسی کتابیں بھی پیش کی گئی ہیں جن سے اہل سنت کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن فکر آخرت سے بے خوف ہو کر اس شخص نے انہیں درج کر دیا ہے۔ کچھ حضرات و کتب کے بارے وضاحت گذر چکی ہے اور مزید اپنے مقام پر آئے گی۔

جھوٹ ھی جھوٹ:

اب ذرا مؤلف مذکور کے جھوٹوں پر ایک نظر ڈال لیں:

۱﴾لکھا ہے ختم نبوت کے مسئلے پر۔۔۔۔۔ دیگر مسالک کی کوئی جماعت نہیں (ص ۷) ''ختم نبوت'' کے نام پر دیوبندی جو ادھم مچاتے ہیں، وہ محض اس لیئے ہے کہ اپنے بڑوں کے لیے نبوت کا جو دروازہ انہوں نے کھولا تھا، مرزا قادیانی مکار ذرا تیز نکلا، وہ گھس گیا اور دیوبندی کھڑے منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس لیے بظاہر قادیانیوں کی مخالفت کی جاتی ہے، ورنہ ان کا قادیانیوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ باقی رہا ختم نبوت کے مسئلے پر اہل سنت کی جماعت تو وہ پہلے دن سے ہی چلی آ رہی ہے آج بھی اکابرین اہل سنت کا ڈھیروں ڈھیر لٹریچر منظر عام پر موجود ہے جو قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوا رہا ہے۔ جن کا انکار کوئی عقل کا اندھا ہی کر سکتا ہے۔

۲﴾مزید لکھا ہے ''اس دور میں تحفظ دین کی سعادت علماء دیوبند کے حصے میں ہے'' (ص ۷)

جھوٹ ہے۔

دین کی مخالفت کی شقاوت دیوبندیوں کے حصے میں آئی ہے' اشرفعلی تھانوی کی سن لیجیئے' وہ کہتے ہیں:

''مان لو کہ میں نکما ہوں بے کار ہوں نہ ملک کے کام آیا نہ قوم کے کام آیا۔۔۔الخ (ملفوظات حکیم الامت ۵/۲۰۴ ملفوظ نمبر ۱۹۶)

مزید کہتے ہیں:

''اصل تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے اور کسی کام کا چھوڑا ہی نہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت ۷/۲۷۴ ملفوظ نمبر ۳۷۸)

تبلیغ کے سلسلے میں اپنا رازیوں فاش کرتے ہیں:

''میں نے مدرسہ دیوبند والوں کو اس کا مشورہ دیا تھا کہ ملک کے تمام اطراف میں باقاعدہ مبلغین کی جماعت جاتے رہنا چاہیئے جن کا کام صرف تبلیغ ہو اور ہر شہر میں اس کی آبادی کی نسبت سے مبلغ یا ان کی آمدو رفت رہنا چاہیئے مگر کوئی خاص انتظام نہیں ہوا۔ (ملفوظات حکیم الامت ۶/۳۲۲ ملفوظ نمبر ۴۴۹)

دیوبندیوں کے مفتی محمد عیسٰی نے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے تبلیغی مراکز کا حال یوں لکھا تھا:

''پاکستان میں تبلیغی مراکز میں دروس قرآن کا سلسلہ عرصہ سے نہیں ہو رہا۔ کہیں بھی بڑے بڑے اجتماع میں قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا''۔ (کلمۃ الھادی الی سواء السبیل ص ۲۲۵)

اس سے دیوبندیوں کے ''تحفظ دین کی سعادت'' کا اندازہ ہر کوئی لگا سکتا ہے۔

۳ دیوبندی نے رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھتے ہوئے لکھا ہے: ''نبی پاک علیہ السلام نے حضرت حسن کو دعائے قنوت لکھائی۔۔۔الخ (ص ۳۶)

اس پر سنن نسائی ص ۲۵۲ جلد ۱ کا حوالہ دیا ہے' حالانکہ یہ بات پوری کتاب میں کسی جگہ بھی نہیں ہے۔

۴ لکھا ہے ''بریلوی دوست یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان کا نہ کرنا ہمارے لیے دلیل نہیں کہ ہم بھی نہ کریں۔ (ص ۳۸)

جھوٹ ہے کیونکہ یہ صرف بریلوی دوست ہی نہیں کہتے ''دیوبندی پوست'' بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

دیوبندیوں کے ''حکیم الاسلام'' قاری طیب نے لکھا ہے: ''بہت سے مباحاتِ اصلیہ جو صحابۂ کرام کے زمانہ میں زیرِ عمل نہیں آئے مگر اباحت اصلیہ کے تحت جائز ہیں۔

(کلمہ طیبہ ص ۱۱۰)

یعنی بہت سارے امور ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیے لیکن ان کا نہ کرنا ناجائز ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ اصلاً وہ جائز ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام تقی عثمانی نے لکھا ہے:

مثلاً میں نے عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے ایک کتاب لکھی اور کتاب لکھنے کا مقصد تبلیغ و دعوت ہے اور کتاب لکھنے کے بعد دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کتاب کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دیجئے۔ تو یہ ایصال ثواب درست ہے۔ حالانکہ کتاب لکھ کر ایصال ثواب کرنے کا عمل نہ تو کبھی حضور اقدس ﷺ نے کیا اور نہ صحابہ کرام نے کیا۔ (بدعت ایک سنگین گناہ ہے ص ۳۵)

نہ رسول اللہ ﷺ نے کیا'' نہ صحابہ کرام نے کیا''، لیکن ان کا نہ کرنا دیوبندیوں کے لیے دلیل نہیں اس لیے وہ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

۵ ❁ درج بالا جملہ کے بعد دیوبندی نے لکھا ہے:

''کیونکہ ہمارے پاس اعلیٰ حضرت بریلوی کی شخصیت ہے جن کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کی زیارت کا شوق کم ہو جاتا ہے وہ جو ہمیں کہہ رہے ہیں کر وتم تو ہم ضرور کریں گے۔ (ص ۳۸)

نری بکواس، سراسر الزام اور سو فیصد بہتان ہے۔

اس کے جواب میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ:

''دیوبندی نادان کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی کیا ضرورت ہمارے پاس تو تھانوی گنگوہی، نانوتوی، دربھنگی، نعمانی، گکھڑوی اور قاری طیب و تقی عثمانی جیسے ملاں ہیں جو مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ان سے بھی بڑھ کر ہیں وہ جو ہمیں گستاخیوں، بے ادبیوں، غیر شرعی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں تو ہم ان کی مان کر ضرور کریں گے۔

۶ ''لکھا ہے بریلوی حضرات عید میلا د النبی کو کفر وایمان کا معیار سمجھتے ہیں''۔(ص ۴۳)

جھوٹ اور بہتان ہے۔ ہمارے ہاں ضروریات دین کا اقرار وانکار ہی ایمان کفر کا معیار ہے۔جب کہ دیوبندی حضرات کے ہاں شریعت معیار نہیں نانوتوی گنگوہی کا خود ساختہ دین معیار ہے گنگوہی نے خود کہا ہے کہ:''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر''۔(تذکرۃ الرشید ۲/ ۱۷)

ملاحظہ فرمائیں :ابھی'' کچھ نہیں'' تو اتنا بڑا دعویٰ کہ ''حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے'' گویا دوسروں کی زبان سے نکلنے والا حق نہیں ہے سراسر باطل ہے۔اور'' ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر''یعنی دوسروں کی اتباع میں ہدایت ونجات نہیں بلکہ گمراہی وہلاکت ہے۔

اب اگر وہ کچھ ہوتے تو کتنا بڑا اودھم مچاتے۔۔۔ظاہر ہے ایسا خلاف شرع دعویٰ دیوبندیوں ہی کے دل گردے کا کام ہوسکتا ہے' سنی مسلمان کا نہیں۔

۷ لکھا ہے:'' خانصاحب نے سیدہ عائشہؓ کی توہین کی اور گندے شعر ان کی ذات کی طرف منسوب کیے'' (ص ۴۰)

لعنة اللّٰه علی الکاذبین ! یہ ایسا گندا' گھناؤنا اور لچر جھوٹ ہے کہ دیوبندی سارے اکٹھے ہو جائیں گڑھے مردوں کو بھی لے آئیں پورا زور لگا کر بھی اسے ثابت نہیں کر سکتے لعنت' لعنت' ہزار بار لعنت!

حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین ان کے اپنے گھر میں موجود ہے۔ملاحظہ ہو:'' ایک آدمی کو کشف ہوا کہ حضرت عائشہ تھانوی دیوبندی کے گھر میں آنے والی ہیں تھانوی نے بتایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

(الخطوب المذیبہ للقلوب المنیبۃ ص ۱۱۵)

اس ظالم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی ماں کا تصور کر کے بیوی کو مراد لیا اور پھر'' ہاتھ آئے گی '' کا جملہ کسی مولوی کی نہیں بلکہ بازاری اور بدکردار آدمی کی زبان ہے۔دیوبندیوں کی خود ساختہ شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری نے کہا:'' ارے دیکھو وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ دروازے پر تو کھڑی نہیں''

(عطاء اللہ بخاری ص ۲۰۵) تھانوی نے یہ بات ملفوظات ۱/ ۹۱ ملفوظ نمبر ۱۱۲ میں بھی کہی ہے۔

مزید ملاحظہ ہو: عاشقان رسول ﷺ کے ایمان افروز واقعات ص ۳۰۰ تا ۳۴۲ ایک (دیوبندی) نے حضرت عائشہ سے گندی حرکت کرنے کا خواب دیکھا۔ (ملفوظات حکیم الامت ۷/ ۳۶۶ ملفوظ نمبر ۵۴۵)

۸ مزید لکھا ہے: شیعوں کے عقائد ونظریات کو اہل سنت کے عقائد ونظریات کے لبادہ میں اپنے بریلوی حضرات کو دیئے جس پر وہ آج تک مست ہیں۔ (ص ۴۰)

بالکل بکواس ہے۔ اعلیٰ حضرت نے شیعوں کے رد میں ایسی وقیع خدمات سرانجام دی ہیں کہ دیوبندیوں کو بھی ماننا پڑا، جیسا کہ ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی کا حوالہ گذر چکا ہے۔

اگر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے شیعوں کے عقائد ونظریات دیئے ہیں، تو حق نواز جھنگوی دیوبندی نے اسی مشن پر اپنی سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی ہے، تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ دیوبندی بھی شیعوں کے عقائد دینے والوں کے نقش قدم پر ہیں۔

۹۔ دیوبندی نے ص ۱۵۲ پر ''حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین'' کا عنوان قائم کر کے حدائق بخشش حصہ ۳ ص ۳۷ کے حوالے سے چار شعر لکھ کر مکاری کی ہے کہ اس میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی ہے۔ جو کہ سراسر کذب وافتراء ہے، کیونکہ یہ حصہ سوئم نہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف وترتیب ہے، نہ کسی معتبر سنی عالم کی اس پر تصدیق ہے، نہ ہی وہ شعر حضرت عائشہ کے بارے میں ہیں بلکہ اس صفحہ پر ''علیحدہ'' کا عنوان موجود ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اس حصہ کے مرتب اس کی تردید اور اس سے رجوع کر چکے ہیں۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود جھوٹے دیوبندیوں کا وہی راگ الاپتے رہنا بذات خود گستاخی، توہین اور بے ادبی ہے۔ جس نے انہیں اندھا اور بے بصیرت کر دیا ہے۔

؎ خرد کی نامسلمانی سے فریاد

۱۰ ایک مقام پر مجذوبانہ بڑھا نکتے ہوئے دیوبندی مرفوع القلم نے لکھا ہے:

''بریلوی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں اپنے علماء کی کثرت نہیں دکھا سکتے نہ ان کے مدارس زیادہ ہیں نہ علماء (ص ۴۶)

اس دیوبندی نے ''سنی علماء'' کو تو مان لیا ہے صرف خباثت قلبی کے اظہار کے لیے کثرت کا انکار کیا ہے۔تو وہ سن لے کہ پاک لوگ تھوڑے بھی ہوں تو کافی ہیں جب کہ ناپاک لوگوں کی کثرت بھی بے معنٰی۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ (پارہ 7المائدہ100)

ترجمہ محمود الحسن دیو بندی:(ص ۱۶۰) تو کہہ دے کہ برابر نہیں ہیں ناپاک اور پاک اگر چہ تجھ کو بھلی لگے ناپاک کی کثرت۔

باقی رہی علماء اہل سنت کی کثرت کا انکار تو کنوئیں کے مینڈک کو اس کا ادراک کیسے ہوسکتا ہے ہم ان شاءاللہ العزیز آگے چل کر علمائے اہل سنت کے مقام و مرتبہ کا اعتراف دیو بندیوں کے گھر ہی سے پیش کر دیں گے اور اس کے ساتھ ان کے خود ساختہ علاموں اور ملاؤں کی علمی حقیقت بھی انہی کے گھر سے کھول کر رکھ دیں گے۔

؎ اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے　　　دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

تب تک کے لئے وہ اپنی ہی ایک عبارت پڑھ لے شاید قلبی مرض میں کچھ کمی واقع ہو جائے اس نے لکھا ہے ''بہت سارے بریلوی علماء''(ص ۱۵۹) کہیں یہ مریض الباطن اسے دیکھنے سے اپنی آنکھیں نہ بند کر لے۔

۱۱﴾ دیو بندی نے لکھا ہے''نوٹ'' بریلوی حضرات کی اکثر جامع مسجد کے باہر لکھا ہوتا ہے کہ یہ مسجد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مسلک پر ہے''(ص ۴۶)

حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ہماری اکثر جامع مسجد کے باہر یہ جملہ نہیں لکھا ہوتا۔

۱۲﴾مزید لکھا ہے''حالانکہ بریلوی مسلک اور محدث دہلوی کے مسلک میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔(ص ۴۶)

یہ بالکل جھوٹ ہے۔اس کے مقابلے میں یہ کہنا درست ہوگا کہ''دیو بندی دھرم اور محدث دہلوی کے مسلک میں زمین و آسمان کا فرق ہے''اور اس میں کوئی مبالغہ بھی نہیں تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

۱۳﴾خبث باطنی کا اظہار کرتے ہوئے دیوبندی مفتری نے بریلوی مسلک پر یوں افتراء کیا ہے۔''ہمارے بریلوی دوست قبر کو بوسہ بھی دیتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔(ص ۴۸)

یہ بدبخت ٹولہ مرتے دم تک اسے بریلوی مسلک ثابت نہیں کرسکتا۔ ہے کوئی دیوبندی سورما جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یا کسی اور ثقہ و معتبر سنی عالم سے اہل سنت کا یہ مسلک ثابت کردکھائے۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی و قودها الناس والحجارۃ

۱۴۔دیوبندی دجال یوں بہتان تراشی کرتا ہے:

''بریلوی حضرات کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھیل و مشغلہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا ہے''(ص ۵۰)

اگر اس خبیث میں دم خم ہے تو دکھائے کوئی ایسا شخص جس پر کسی ثقہ و مستند سنی عالم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہو اور اس کے عقیدہ و نظریہ میں بے دینی و خرابی نہ ہو۔

جی چاہتا ہے کہ یہاں اس بے شرم کے منہ پر اس کے باوے ''اشرفعلی تھانوی'' ہی سے ایک تھپڑ رسید کر دوں۔تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''کافر تو ہم کہتے ہی ہیں''۔(ملفوظات حکیم الامت جلد اص ۱۶۶ ملفوظ نمبر ۱۹۹)

اور اگر مسلمانوں کے اسلام کا انکار سننے کا شوق ہے تو کان کھول کر سنیئے! تھانوی دیوبندی نے کہا ہے۔''مسلمان مسلمان نہ رہے''۔(ملفوظات حکیم الامت جلد اص ۲۰۲ نمبر ۲۸۱)

لہذا جو بکواس کرنی ہے دل کھول کر لے'اب کسی دوسرے کو شکوہ بھی نہیں ہوگا' کیونکہ گھر کی چیز گھر ہی میں رہے گی۔بشرطیکہ کوئی حیا کی رمق بھی باقی ہو۔

۱۵﴾مزید یوں زبان درازی کی ہے:

''بریلوی حضرات ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دے چکے''(ص ۵۰)

اس پر لعنت کے جتنے بھی ڈوگر برسائے جائیں کم ہیں کہ یہی وہ بہتان ہے جو دیوبندی گلی گلی لگاتے پھرتے ہیں۔بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک' اپنی تقریروں اور کتابوں میں عرصہ دراز سے اسے دہرایا جا رہا ہے۔عوام الناس کو گمراہ کرنے اور اپنے حواریوں کو خوش کر کے چندہ کھرا کرنے کا یہ مکروہ دھندہ اپنایا جا رہا

ہے۔ ہے کوئی انصاف پسند اور حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا دیوبندی جو اپنے ان منہ پھٹ' زبان دراز اور بے لگام ملاؤں کے گریبان پکڑ کر پوچھے کہ اس بہتان کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ ساری دنیا کے مسلمان تو ایک طرف آج تک کسی سنی عالم نے کسی چھوٹے سے محلے میں رہنے والے مسلمانوں کو بھی ''کافر'' قرار نہیں دیا۔ ایسے ہی منہ زور اور بے شرم لوگوں کو لگام دینے کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے خود لکھا ہے:

''ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرہ ذرہ سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں' ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔۔۔۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا' شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا' مولانا شاہ فضل الرحمٰن کو کہہ دیا' پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچا گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذ باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو کہہ دیا۔ غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا۔ (تمہید الایمان ص ۱۲۶ مکتبۃ المدینہ)

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بناء پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے۔۔۔۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بار بار اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنو والے کو کافر نہیں کہتے۔ (الحق المبین ص ۲۵ نعمان اکادمی)

معلوم ہوا کہ یہ تہمت بے شرم' بہتان باز اور بے لگام دیوبندیوں کی طرف سے بڑی دیر سے لگائی جا رہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

۱۶﴾ اسی طرح کی ایک اور تہمت لگاتے ہوئے یوں کہا گیا ہے:

''احمد رضا خان صاحب کا مسلمانوں کو کافر بنانا'' اہل دیوبند (ہدیۂ بریلویت ص ۱۶۶)

یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ ہزار جھوٹ' تہمت اور خیانت کے باوجود دیوبندی اس کا کوئی حوالہ نہیں دے سکا۔ اور نہ ہی قیامت تک کوئی دیوبندی میں اس کی جرأت ہے۔

کیونکہ اعلیٰ حضرت تو کیا کسی سنی عالم نے بھی یہ نہیں کہا کہ اہل دیو بند یعنی دیو بند میں رہنے والے سارے لوگ کافر ہیں یا دیو بند میں رہنے والے مسلمان بھی کافر ہیں۔ یہ دیو بندیوں کے اشرفعلی دیو بندی تھانوی ہی کا کام ہے کہ اس ظالم و کافر گر نے بریلی میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو مسلمان ماننے ہی سے انکار کر دیا۔عبارت ملاحظہ ہو لکھا ہے:

اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام ساری بریلی مسلمان ہوتی (ملفوظاتِ حکیم الامت ۲۶/۳ ملفوظ نمبر ۱۲) یعنی بریلی میں سب کافر ہیں' ایک بھی مسلمان نہیں۔استغفراللّٰہ !لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ!

اب جان گئے کہ گستاخوں کو کافر کہنے والا کون ہے اور مسلمانوں کو کافر کہنے والا کون ہے۔

۱۷﴾ مزید یوں بہتان تراشی کی ہے:

حضور ﷺ کو بکریاں چرانے والا (راعی) کہنا کفر ہے۔(ایمان کی پہچان حاشیہ تمہیدالایمان ص ۱۰۰)

اول تو ہمارے پاس ص ۱۰۰ پر نہیں ص ۹۷ پر اس طرح کا مضمون ہے' دوسرے وہاں پر عبارت اس طرح نہیں اور ''راعی'' کا کلمہ بھی ہر گز نہیں۔یہی وجہ ہے کہ دیو بندی نے اسے بریکٹ میں لکھا ہے' تیسرے یہ کہ اس جاہل ولا یعقل کو اتنی خبر بھی نہیں نرے راعی اور راعی الغنم میں بڑا فرق ہے۔۔۔۔۔۔راعی الغنم بکریاں چرانے والا اور راعی محافظ و نگہبان کو بھی کہتے ہیں راعی کا یہ معنیٰ خود حدیث پاک میں موجود ہے۔اگر کوئی صاحب علم ہو تو ہم اسے بخاری شریف سے اصل حدیث پاک دکھا دیں گے۔ایمان کی پہچان ص ۹۷ پر یہ جملہ لکھا ہے:

''یعنی ان منافقوں کی گستاخیاں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہرا ہونے کی دعا کرنا یا تکبر والا کہنا یا بکریاں چرانے والا کہنا) اگرچہ کفر ہے۔لیکن یہ الفاظ ان گستاخوں کے گستاخانہ کلمات سے بہت ہلکے ہیں' جنہوں نے آقا ﷺ کو علم میں شیطان سے بھی کم بتایا اور آپ ﷺ کو علم میں معاذ اللہ جانوروں کے برابر ٹھہرا دیا۔

ثابت ہوا کہ دیو بندی نے بہتان گھڑا ہے۔

۱۸﴾ مزید یہ عنوان لکھا ہے: حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ''نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی'' (ص ۵۷)

یہ سراسر مکاری اور دغا بازی ہے وحدت کا معنیٰ ''اللہ'' اور نورِ وحدت کا معنیٰ ''اللہ کا نور کر دیا'' تف ہو! ایسے نام نہاد مفتیوں اور خود ساختہ اسلام کے متکلموں پر جنہیں وحدت کا معنیٰ بھی نہیں آتا اور جان بوجھ کر فریق مخالف پر افترا و الزام کر کے اپنی دنیا و آخرت برباد کر رہے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ واضح رہے کہ وحدت یکتائی و بے مثل ہونے کے معنیٰ میں ہے ''نورِ وحدت کا ٹکڑا'' یعنی ہمارے نبی ﷺ بے مثل ہیں۔ اور اگر ''اللہ کے نور سے پیدا ہونا'' ناقابل برداشت ہے تو لگایئے فتویٰ اپنے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی دیوبندی پر کیونکہ اس نے ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے: آپ نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے۔۔۔۔۔ پیدا کیا۔ (نشر الطیب ص ٦)

اور ایک فتویٰ تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نکوردوی پر لگا دو اس نے لکھا ہے۔ ''حضور کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تخلیق فرمایا ہے۔ (سفینۂ افضال الرحمٰن ص ٢٧٠) یہاں ان کی زبانیں گنگ ہیں، اگر کچھ غیرت ہے تو بولیئے!

١٩۔ اس خبیث ٹولے نے اپنے اندر کا گندیوں اچھالا ہے پہلے رسائل رضویہ سے کفر ابی طالب کا حوالہ دے کر لکھا۔ ''معلوم ہو گیا کہ ابی طالب ضروریاتِ دین کا منکر تھا'' (ص ٦٧) اور پھر لکھا فاضل بریلوی لکھتے ہیں اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے (فتاوٰی افریقہ ص ١١٩) اس کے بعد اپنے اندر کا خبث ونجاست اگلتے ہوئے ایمان ابی طالب کے قائلین کو کافر بنانے لگا۔۔۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ

؎ خدا جب دین لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے

ان بدبختوں اور کور باطنوں کو اتنا پتا نہیں کہ جو شخص دین ہی کا منکر اور سرے سے ہی کافر ہو اسے ضروریات دین کا منکر کہنا بے وقوفی ہے اور پھر اس خود ساختہ اصول کے مطابق علمائے اہل سنت کو کافر بنانا اس بات کی دلیل مہیا کرتا ہے کہ اہل سنت نہیں خود دیوبندی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ قائلین ایمان ابی طالب کے بارے میں حضرت امام احمد رضا خان قادری کا موقف یہ ہے ''ابو طالب کے باب میں اگرچہ قول حق وصواب وہی کفر وعذاب اور اس کا خلاف شاذ ومردود و باطل ومطرود پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو''۔

(شرح المطالب فی مبحث ابی طالب بنام اسلام ابی طالب ص ۶۵)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ظالموں کا مقصد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر اہل سنت کی کردار کشی اور ان پر الزام تراشی اور بہتان تراشی ہے اور بس۔ لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ

ع آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر آتا ہے

عواء الکلب لا یظلم البدر کتوں کے بھونکنے کی وجہ سے چاند کی روشنی کم نہیں پڑتی۔

۲۰ دیوبندی مکار نے ص ۱۰۷ پر "احمد رضا صحابہ کرام سے بڑھ کر" کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

"احمد رضا کو دیکھنے سے صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہو گیا" (وصایا شریف ص ۲۱) حالانکہ "شوق کم ہو گیا" کی شرارت بھی کسی خناس کاتب کی طرف سے تھی۔ اہل سنت کے کسی ذمہ دار نے ایسا نہیں لکھا اور اسی وصایا شریف کے ساتھ یہ وضاحت بھی کئی بار چھپ چکی ہے۔ "یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں اس عبارت میں تحریف کر کے وہابی کاتب نے "لطف آ گیا شوق کم ہو گیا بنا دیا۔۔" اس تحریف پر آگاہی کے بعد مرتب وصایا کی طرف سے صفائی و رجوع کے بعد ابھی تک ہنگامہ مچایا جا رہا ہے۔۔ (وصایا شریف ص ۴۰ بروگریسو بکس)

جبکہ نوری کتب خانہ بازار داتا دربار لاہور، مکتبہ نعیمیہ چوک دلگراں لاہور کے شائع کردہ قدیم ایڈیشن میں ہے "صحابہ کرام کی زیارت کا شوق زیادہ ہو گیا"۔ (ص ۳۱ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے قہر خداوندی ص ۲۱۴، وصایا شریف ۳۴، آئینہ اہل سنت ص ۱۶۸)

ثابت ہو گیا کہ

ہیرا پھیری کرنا ان کا کام ہے سارے تھانوں میں درج ان کا نام ہے

یہاں اشرفعلی دیوبندی کا بیان تبلیغی جماعت کے گنجوں کے بارے میں پڑھ لیں "کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ حضرات صحابہ کیسے تھے تو ان لوگوں کو دیکھ لو۔

(خدام الدین لاہور ص ۱۶ کالم نمبر ۱۔۲، نومبر ۱۹۷۴۔ بحوالہ قہر خداوندی ص ۲۱۳)

گویا اب صحابہ کرام کو دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

تھانوی دیوبندی کو کسی مرید نے خط لکھا:

''میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔'' (اشرف المعمولات ۵۰ مزید المجید ۱۸' ملفوظاتِ حکیم الامت ۱۵/۱۲۴) تھانوی نے اس کو توبہ نہیں کرائی بلکہ خاموش رہ کر اس کی تائید کر دی کیونکہ معاملہ اپنے گھر اور اپنی ذات کا تھا۔

۲۱ دیوبندی شاطر نے ایک عنوان قائم کیا ''احمد رضا خان صاحب کی سیرت میں صوفیہ کا کوئی رنگ نہیں'' جبکہ اس کے نیچے یہ عبارت لکھی:

''سوانح نگاروں نے اعلیٰ حضرت کی صوفیانہ زندگی۔۔۔۔کا کہیں پر ذکر نہیں کیا''۔

(امام احمد رضا نمبر ص ۲۱۷)

ملاحظہ فرمائیں کہ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ''سیرت میں'' صوفیہ کا کوئی رنگ نہیں'' یہاں پر تو سیرت نگاروں کی بے توجہی اور بے التفاتی کی شکایت کی جا رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تصوف و طریقت پر مشتمل کتب اور آپ کی صوفیانہ زندگی پر مواد موجود ہے جو اکابر سوانح نگاروں نے جمع کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی سلوک تصوف پر کتب کے لیے

حیاتِ اعلیٰ حضرت تصانیف و تالیفات' کتابیات ص ۸۶'۸۳ از ملک العلماء مولانا علامہ ظفر الدین بہاری۔ اور آپ کی صوفیانہ زندگی کے لیے' امام احمد رضا اور تصوف' از مولانا محمد احمد مصباحی' اور شیخ کامل از محمد اجمل رضا قادری۔

دیوبندی تصوف کے نمونے ہم تفصیل سے دکھائیں گے سر دست صرف ایک نمونہ دیکھتے جائیے: ''تھانوی دیوبندی کہتا ہے: ''ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ ذکر میں مزا نہیں آتا۔ میں نے کہا مزا تو مذی میں ہے یہاں کہاں مزہ ڈھونڈتے پھر رہے ہو۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت ۹/۱ ۷' ملفوظ نمبر ۹۳' ۴/۷ ملفوظ نمبر ۸۰ جلد ۴ ص ۳۱۰ ملفوظ نمبر ۴۳)

مذی کیا ہے

خود تھانوی ہی سے پوچھ لیتے ہیں: ''جو بی بی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ۴۹/ ۶ ملفوظ نمبر ۴۳)

ایسے تصوف پر چار حرف 'جس میں اللہ کے ذکر کو مذی (گندے پانی) سے بھی کم درجہ قرار دیا جائے۔تھانوی دیوبندی کہتا ہے:

''نہ میں کامل نہ مکمل نہ مدلل یہ سب غلط ہے'' (ملفوظاتِ حکیم الامت ۱۴۹/ ا ملفوظ نمبر ۱۷۴)

مزید تھانوی کی چھیڑ چھاڑ اور شرارت دیکھئے؛ کہا ہے:

''ایک لڑکا تھا کانپور کے مدرسہ میں پڑھتا تھا۔۔۔۔میں اس کو چھیڑا کرتا تھا۔

(ملفوظاتِ حکیم الامت ۱۰۵/ ۵ نمبر ۱۱۰)

اس کے ساتھ یہ بات بھی جوڑ لیجئے تو اس چھیڑنے کا مفہوم بھی سمجھ میں آ جائے گا تھانوی نے کہا ''تصنیف کے کمرے میں میں جہاں تنہا ہوتا ہوں کسی نوعمر لڑکے کو نہ بھیجا کریں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں'' (مجالس حکیم الامت ص ۵۷)۔۔۔۔بلکہ یہ نفس پر بے اعتمادی کبھی کبھی بوس و کنار کی حد تک پہنچ جاتی تھی خود لکھا ہے:

کنار و بوس سے دونا ہوا عشق مرض بڑھتا رہا جوں جوں دوا کی

(مواعظ میلاد النبی ص ۶۷)

گویا روکنے کے باوجود نہ رک سکے 'عشق کے ہاتھوں مجبور ہو گئے' کنار و بوس تک ہی نہیں رہے بلکہ مرض مزید بڑھتا رہا۔

مدرسہ دیوبند کی روحانی اور دینی حالت کے بارے میں تھانوی نے دوٹوک لکھا ہے:

''تعمیر بھی بہت بڑی ہے کتب خانہ بھی بہت بڑا ہے آمدنی بھی بہت زیادہ ہے مجمع بھی کثرت سے ہے مگر وہ چیز جو اس وقت تھی وہ نہیں گویا جثہ ہے روح نہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت ۳۰۷/ ۵ ملفوظ نمبر ۳۳۴)

۲۲ اس کوڑھ مغز اور دغا باز دیوبندی مولف نے ''معراج کی رات خدا خدا سے ملا'' کے تحت یہ شعر لکھا ہے؛

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش ۱/۱۱۴)۔(ص ۱۴۵)

لیکن اس بد بخت نے یہ نہیں بتایا کہ اس شعر میں کونسا لفظ ہے جس کا یہ معنٰی ہے کہ ''خدا خدا سے ملا''۔۔۔حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے جلوے یعنی پیدا کیے ہوئے نور ہیں۔ جو معراج کی رات لامکاں کی طرف گئے تھے۔

اب اپنے گھر کی خبر لیجئے دیوبندیوں کا ایک ولی رام پور میں رہتا تھا اس کا حال ملاحظہ ہو لکھا ہے:

''خاں صاحب نے فرمایا کہ رام پور میں ایک اور مجذوب رہتے تھے اپنے آپ کو رب العٰلمین کہتے تھے ۔۔۔اور یہ بھی کہ آج پھر صبح سے رب العالمین کو رب العٰلمین سے ملنے کا شوق ہو رہا ہے'' (ارواحِ ثلاثہ ص ۳۸۸ حکایت نمبر ۴۴۲)

۲۳﴾ اس سلسلے میں ایک اور بہتان لگاتے ہوئے ''تم خدا بھی ہو اور خدا سے جدا بھی ہو'' کے تحت یہ شعر لکھا ہے: خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی خدا پر تم کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

(حدائق بخشش ۲/۱۰۴)(ص ۱۴۵)

کوئی عقل مند بتائے کہ اس شعر میں ''تم خدا بھی ہو'' کس لفظ کا معنیٰ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

لعنة الله علی الکاذبین

وہاں تو صاف کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو خدا کہتے نہیں بنتی کیوں کہ آپ خدا نہیں ہیں اور اگر کوئی کہے آپ خدا سے جدا ہیں، تو یہ بات بھی درست نہیں۔۔۔قرآن خود اعلان کر رہا ہے: ماودعك ربك وماقلی اس کا ترجمہ حسین علی واں بھچروی نے یوں کیا ہے ''یعنی نہیں چھوڑا تجھ کو اور نہ رنج ہوا ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو چھوڑا نہیں وہ ان کے ساتھ ہے۔

۲۴﴾ غیر شرعی عقائد کے تحت نمبر ۴ پر ''خدا بے بس اور بے اختیار۔ ولی سب اختیارات والا'' کا عنوان دے کر ملفوظات ۴/۸۷ سے غزوہ احزاب میں شمالی ہوا کے انکار کا واقعہ لکھا ہے (ص ۱۴۵)

اس واقعہ سے یہ اخذ کرنا کہ ہوا نے انکار کر دیا اللہ بے بس اور بے اختیار ہے تو یہ بالکل پاگل پن اور بے وقوفی کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ جس طرح ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا گیا لیکن اس نے انکار کیا، تو اس سے خدا کا بے

بس ہونا لازم نہیں آتا۔ایسے ہی بادشاہی کا واقعہ ہے۔

اور پھر خدا اور ولی کا مقابلہ کرنا خردماغی اور خبث باطن سے کم نہیں ۔۔۔ یہ ایک ہی عبارت پر دو جھوٹ اور بہتان ہیں۔

یادر ہے دیگر مصنفین کے علاوہ یہ واقعہ خود حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی نقل کیا ہے۔

ملاحظہ ہو!(مدارج النبوۃ فارسی ۲/۷۳_۲/۲/۲۹۲،۲۹۱ مترجم غزوہ خندق) پر موجود ہے۔

اب یہ بےشرم اور منہ پھٹ مؤلف یہاں بھی زبان درازی کرے کہ شیخ دہلوی کے عقائد غیر شرعی ہیں ان کے نزدیک خدا بےبس اور ولی سب اختیارات والا ہے۔۔۔۔۔العیاذ باللّٰہ

قارئین! یہاں پر اس جھوٹے ٹولے کی حقیقت مزید سمجھ جائیں گے کہ جوانہوں نے کہا تھا کہ ''بریلوی مسلک اور محدث دہلوی کے مسلک میں زمین وآسمان کا فرق ہے''(ص ۴۶)

سراسر جھوٹ اور بکواس ہے۔دراصل یہ دیوبندی ٹولہ اکابر کا غرور ہے۔

۲۵ اس مؤلف نے ''خدا اور رسول ﷺ گلے ملے'' کے عنوان کے تحت یہ شعر لکھا ہے۔

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

(حدائق بخشش ۱۱۱/۱،ص ۱۴۶)

کوئی شخص خوردبین لگا کر بھی اس شعر سے ''خدا اور رسول ﷺ گلے ملے'' کا جملہ تلاش نہیں کرسکتا۔اس فریب کار اور دھوکہ باز دیوبندی پارٹی نے اپنے بڑوں کی پیروی میں ''وصل وفرقت'' کو خدا اور رسول ﷺ بنادیا اور اپنی بدد ماغی سے انہیں گلے ملادیا۔معاذ اللہ

ذرا اپنی چارپائی کے نیچے بھی ''ڈنگوری'' پھیر دیں۔

طارق جمیل کہتا ہے''اللہ تو ہم سے بہت دور ہے پر ہمیں پتہ ہے تو ہماری شہ رگ سے قریب ہے یہ سارا مجمع تیرے ہی قدموں میں چپٹا ہوا ہے۔انھوں نے تجھے پکڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔آجا آجا ہمیں گود میں لے

لے۔'' (دعا ملحقہ البیان الجمیل ص ۱۱۹۔ ۱۱۸) اور قاسم نانوتوی نے کہا ہے ''گویا میں اللہ عزوجل کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں'' (سوانح قاسمی ۱۳۲/۱۔ تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۴۳۔ مبشرات دار العلوم ۶۳۔ سوانح عمری ص ۳)
کتنا چسکا پڑھ گیا ہے دیوبندیوں کو ''گود میں بیٹھنے کا'' اس سلسلے میں انہوں نے خدا تعالیٰ کو بھی معاف نہیں کیا۔

۲۶۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر بہتان باندھتے ہوئے ''خدا نبی کا منشی ہے'' کو ثابت کرنے کے لیے یہ شعر لکھا ہے:

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

(حدائق بخشش ۲۰/ ا ص ۱۴۶)

شعر کا مفہوم صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی جدھر توجہ ہو جائے رحمت کے فرشتے ادھر ہی مائل ہو جاتے ہیں لیکن ''اس نطفہ ناتحقیق'' نے اس شعر سے خدا کو نبی کا منشی بنا دیا۔ اس ظاہر و باطن کے اندھے کو اپنے محمود الحسن کے مرثیے کا یہ مصرعہ دکھائی نہیں دیا وہ کہتا ہے۔ ''جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا''
(مرثیہ ص ۹، از محمود الحسن)

یعنی رشید احمد گنگوہی کا مقام یہ ہے کہ خدا بھی اس کے ماتحت ہے۔ معاذ اللہ۔

۲۷۔ ''اللہ تعالیٰ حضور سے مشورہ لیتا ہے'' اس عنوان کے تحت ''الامن والعلیٰ ص 84 سے لکھا ہے ''ترجمہ: بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں (ص ۱۴۸)

لیکن اس نے اتنا نہیں بتایا کہ یہ ترجمہ کس کا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف نقل کی ہے اور یہ بے ایمان اس حدیث کو ''غیر شرعی عقائد'' کے تحت نقل کر کے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو بھی غیر شرعی قرار دے رہا ہے۔ لعنت، لعنت، لعنت!

اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں ایسا اندھا و بدحواس ہو چکا ہے کہ حدیث رسول پر بھی ہاتھ صاف کر رہا ہے۔ ویسے اس پارٹی کو قرآن و حدیث سے کیا غرض انہیں تو اپنے دیوبندی گستاخ ملوں کا گھڑا ہوا دھرم

چاہیئے۔

لیکن گزارا وہاں بھی نہیں ہوگا کیونکہ اگر اللہ کا حضور ﷺ سے مشورہ کرنا غیر شرعی ہے تو اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت ابراہیم (بن ادھم)۔۔۔۔اللہ کے نزدیک صاحب عزت تھے یہ کتنی بڑی عزت ہے کہ مالک دوجہاں مشورہ کریں اگر کہے تو سب کو ڈبو دوں'' (ملفوظاتِ حکیم الامت ۲۸/۵ ملفوظ نمبر ۱۳) بتایئے یہ ظالم تھانوی مخالفت شرع کے کس درجے پر ہے؟

۲۸﴾ دیوبندی مؤلف نے ایک عنوان قائم کیا ''نور کا انکار اور بشریت کا اقرار بریلوی قلم سے'' (ص ۲۵۷)

پھر اس کے تحت چودہ عدد حوالہ جات نقل کیے۔لیکن اتنی تگ ودو کے باوجود بھی وہ کسی ایک عبارت سے بھی یہ جملہ نہیں دکھا سکا کہ جس میں ''نور کا انکار'' ہو۔

یہ اس کی بدباطنی اور خردماغی ہے کہ وہ ''اقرارِ بشریت'' کو ''انکار نورانیت'' کا ثبوت بنا رہا ہے اگر اس میں دم خم ہے تو وہ اپنے حواریوں سمیت کسی ثقہ ومعتبر سنی عالم سے نور کا انکار دکھائے ورنہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔

۲۹﴾ یہ شخص اتنا جاہل یا پاگل ہے کہ اسے اپنے گھر بھر کی خبر نہیں ایک مقام پر لکھتا ہے:

''مطالعۂ بریلویت سات جلدیں۔۔۔۔علامہ ڈاکٹر خالد محمود'' (ص ۵۳۳)

اس کتاب کی سات نہیں آٹھ جلدیں ہیں، جیسا کہ اس کے مزعوم متکلم اسلام ''محمد الیاس گھمن'' نے لکھا ہے۔

''مطالعۂ بریلویت'' ۸ جلدیں۔علامہ ڈاکٹر خالد محمود (ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔فرقہ بریلویت ص ۶۰۹)

یہ وہ کتاب ہے جس میں خالد محمود نے نامحمود اور مذموم چال چلتے ہوئے اپنے خبط وخبث کا اظہار کرتے ہوئے یورپ میں یہود ونصاریٰ کے زیر سایہ بیٹھ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور علماء ومشائخ اہل سنت پر مختلف قسم کی الزام تراشیاں اور بہتان طرازیاں کی ہیں، خلیل احمد انبیٹھوی، عبدالشکور کاکوروی، حسین احمد

ٹانڈوی، اور منظور نعمانی کی نقالی کی اور آج اس کی ذریت اس کے اُگلے نوالے چبارہی ہے۔
اس کی تفصیل اور تردید کے لیے محاسبۂ دیوبندیت از مولانا محمد حسن علی رضوی اور ڈاکٹر خالد محمود کی فریب کاریاں از مولانا سید تبسم بادشاہ بخاری ملاحظہ فرمائیں۔

۳۰ خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے اپنے پیشہ ور مناظر ''منظور احمد نعمانی'' کے بارے میں لکھا ہے:
''مناظرِ اسلام فاتح رضاخانیت حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' (ص ۱۰)
بڑے دھڑلے سے ''نعمانی'' کہا جاتا ہے، جب کہ اشرفعلی دیوبندی کا تبصرہ ملاحظہ ہو:
''ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ فلاں صاحب نعمانی (یہ نعمانی خوب لگایا جس سے دھوکہ ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب کی اولاد میں ہوں'') ۔۔۔۔۔۔۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت ۶/۳۲۶ ملفوظ نمبر ۴۵۵)
تھانوی کے تبصرے سے معلوم ہوا کہ دیوبندی ٹیم ''دھوکے باز'' ہے۔

۳۱ اور پھر منظور کو فاتح رضاخانیت کہنا بھی جھوٹ ہے کیونکہ اس نے جگہ جگہ اہل سنت سے شکست کھائی اور مناظرہ بریلی میں حضرت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ کے مقابلہ میں اپنی جوتیاں، عصا، کتابیں، چشمہ اور اپنی اچکن چھوڑ کر بھاگ گیا اور اپنی جان بچائی، اور آئندہ اہل سنت سے مقابلہ کرنے سے توبہ کرلی۔ اس شکستِ فاش کے بعد اسے بریلی شہر چھوڑنا پڑا، اس کا ماہنامہ الفرقان بریلی سے چھپنا بند ہوگیا۔

دیوبندیوں نے خود لکھا ہے: ''حضرت مولانا نعمانی نے اپنی مساعیٔ جمیلہ کا رخ ملک کے دوسرے عام حالات دیکھ کر دوسری طرف بدل دیا۔ دوسرے تمام کاموں (مناظرہ غیرہ) سے دل چسپی ختم ہوگئی اور سارے کام چھوڑ چھاڑ کے بس اسی ایک کام کو اپنالیا یہاں تک کہ بریلی کے اسی تکفیری فتنہ کے رد میں بعض اہم کتابیں جو اس وقت لکھی جاچکی تھیں لیکن چھپنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تھی ان کے مسودات کی حفاظت کی بھی فکر نہیں رہی بلکہ ان میں دو کتابیں وہ تھیں جن کے خاصے حصے کی کتابت بھی ہوچکی تھی ۔۔۔ ان کی بھی کتابت رکوادی گئی ۔۔۔۔۔ وہ ساری کاپیاں اور مسودات ضائع ہوگئے۔ (فتح بریلی کا دل کش نظارہ

ص۱۹)

مزید لکھا ہے: بریلی طبقہ کے ساتھ بحث ومناظرہ کے بارے میں اب حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب کی رائے کافی بدل چکی ہے اور وہ اب ان موضوعات پر ان لوگوں سے مناظرہ اور یہ طریق بحث ومباحثہ پسند ہی نہیں فرماتے۔(ایضاً ۲۴)

ایک بار پھر اس پیراگراف کو پڑھ کر فیصلہ کر لیں کہ منظور دیوبندی فاتح ہے یا مفتوح؟

منظور دیوبندی نے خود اعتراف کیا ہے:

بریلویت کے موضوع سے جو میری خاص واقفیت اور مناسبت تھی میرا اندازہ ہے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ۔۔۔آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اب سے ۳۰۔۳۵ سال پہلے محمد منظور نام کا آدمی جو کام کرتا تھا اب وہ اس دنیا میں نہیں رہا اس کی جگہ اب اسی نام کا ایک دوسرا آدمی ہے اور وہ بے چارہ اس کام کا بالکل نہیں ہے۔(بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص۱۳۔۱۸)

ان تین عبارات میں ''دل چسپی ختم ہوگئی'' ''مسودات کی حفاظت کی بھی فکر نہ رہی'' دو کتابوں کی کتابت بھی رکوادی'' ''ساری کاپیاں اور سارے مسودات بھی ضائع ہوگئے'' ''رائے کافی بدل چکی ہے'' بحث ومباحثہ پسند ہی نہیں فرماتے' واقفیت بالکل ختم ہو چکی ہے' اب وہ آدمی دنیا میں نہیں رہا'' اور وہ بیچارہ اس کام کا بالکل نہیں'' کے جملے کیا ثابت کر رہے ہیں؟ یہی نا حق کی صداقت اور دبدبہ نے منظور نعمانی کو چاروں شانے چت کر دیا اور وہ جیتے جی مر گیا۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

۳۲﴾ دیوبندی ٹولہ اہل سنت وجماعت کو ''رضاخانی'' اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو ''بانی بریلویت'' کہتا نہیں شرماتا۔اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو باور کرایا جائے کہ یہ کوئی نیا فرقہ ہے' جس کی بنیاد مولانا امام احمد رضا خان قادری نے رکھی۔۔۔۔نام نہاد مفتی محمد مجاہد نے بھی اپنے بڑوں کی لکیر پیٹتے ہوئے یہ کرتب دکھایا ہے۔

ملاحظہ ہو: ہدیۂ بریلویت کتاب کا نام اور اس کے صفحات ۱۵' ۱۶' ۲۳' ۱۴۰' ۱۳۹۷ اور ص ۱۳ پر لکھا ہے

''بریلوی مذہب''۔

دیوبندی دُم چھلوں کا یہ وہ گھناؤنا عمل ہے، جو ان کے اکابر مثلاً رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی، حتّٰی کہ حسین احمد ٹانڈوی کو بھی نہیں سوجھا، گویا یہ چیلے اپنے گروسے بھی دو قدم آگے نکل گئے۔

دیوبندیوں کا اہل سنت کو نیا فرقہ باور کرانے کے لیے 'رضا خانی' 'بریلوی' اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو بانی بریلویت قرار دینا سراسر دھوکہ اور نرا فریب ہے۔

حضرت مولانا شاہ اجمل قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''رضا خانی نام کا دنیا میں کوئی فرقہ نہیں یہ خاص عبدالشکور لکھنوی کا طبع زاد لقب ہے جو انہوں نے اہل سنت کے لیے نیا تجویز کیا ہے ان سے پہلے جو ان کے اکابر گزرے ہیں انہوں نے بھی کبھی اہل سنت کو فرقہ رضا خانی نہ کہا تھا۔

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا پر تیرے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

(ردسیف یمانی ص ۵)

دیوبندی مولویوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ دین کے عالم تھے، جس سے کسی نئے فرقے کی بنیاد رکھنے والی بات کا رد ہو جاتا ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱) اعزاز علی دیوبندی نے لکھا ہے: 'میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر بدعتی اور مشرک کہتے رہے بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت، عالم دین، صاحب فکر ونظر پایا ہے۔ (رسالہ النور تھانہ بھون ص ۴۰ شوال ۱۳۴۲ھ بحوالہ طمانچہ ص ۴۰)

(۲) شبیر عثمانی نے لکھا: ''مولانا احمد رضا خان ۔۔۔۔ بہت بڑے عالم اور بلند پایہ محقق تھے۔ (رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ بحوالہ طمانچہ ص ۴۱)

(۳) انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے: ''مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔ (رسالہ دیوبند ص ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ بحوالہ طمانچہ ص ۳۹)

(۴) سلیمان ندوی نے لکھا ہے: مولانا بریلوی صاحب مرحوم ۔۔۔۔ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو

عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں ۔ (ماہنامہ ندوہ ص ۱۷ اگست ۱۹۱۳ء بحوالہ طمانچہ ص ۳۵۔۳۶)

(۵) شیخ اکرام نے لکھا ہے: انہوں (اعلیٰ حضرت) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی (موج کوثر ص ۷۰)

۳۳﴾ دیوبندی مؤلف نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا تعلق دیوبندی فرقہ کے ساتھ جوڑنے کی ناپاک کوشش اور جھوٹا تائثر دیا ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کو ان کے خلاف باور کرانے کی بھرپور فریب کاری کی ہے۔ (ص ۴۶)

حالانکہ دیوبندیوں کا حضرت شیخ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک سے کوئی تعلق نہیں ہے' یہ بات دیوبندی خود کہہ چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو: انظر شاہ کشمیری دیوبندی (مدرسہ دیوبند کے استاذ التفسیر) نے لکھا ہے:

''شیخ مرحوم تک ہماری سند ہی نہیں پہنچتی نیز حضرت شیخ عبدالحق کی فکر کلیۃً دیوبندیت سے جوڑ بھی نہیں کھاتی۔ سنا ہے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے تھے کہ شامی اور شیخ عبدالحق پر بعض مسائل میں بدعت و سنت کا فرق واضح نہیں ہوسکا۔ (فٹ نوٹ ماہنامہ البلاغ ص ۴۹ مارچ ۱۹۶۹ء)

اس آئینہ میں دیوبندیت کا چہرہ خوب دیکھا جاسکتا ہے۔

﴿۳۴﴾ یہاں اس جھوٹ اور واویلا کا بھی تیاپانچا ہوجانا چاہیئے کہ جو دیوبندی خود کو اہل سنت کہتے پھرتے ہیں' جیسا کہ ''ہدیۂ بریلویت'' میں جگہ جگہ اپنے نام کے ساتھ اہل سنت والجماعت لکھا ہے (یہ الگ بات ہے کہ ان جاہلوں کو جملے کی ترکیب کا شعور نہیں' قاعدہ اور قرینہ کی بھی خبر نہیں) یہ دیوبندیوں کا سراسر مغالطہ اور سوفی صد دھوکہ وفریب ہے۔

یہ لوگ ہرگز اہل سنت نہیں ہیں بلکہ قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کے گھڑے ہوئے نئے دین ودھرم کے پیروکار ہیں یہ کوئی الزام نہیں' بلکہ یہ ایسی حقیقت ہے جسے خود دیوبندیوں نے تسلیم کر رکھا ہے۔ اس پر صرف دو حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) انظر شاہ کشمیری نے لکھا ہے: ''اکابر دیوبند جن کی ابتداء میرے خیال میں سیدنا امام مولانا قاسم صاحب

رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہے' دیو بندیت کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہوں'' (ماہنامہ البلاغ ص ۴۸ مارچ ۱۹۶۹ء۔ ۱۳۸۸ھ)

یعنی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مقابلے میں نانوتوی اور گنگوہی امام اور فقیہ اکبر بھی ہیں اور عظیم انسان بھی اور دیو بندیت کا آغاز ان ہی دو حضرات سے ہوا ہے۔

(۲) تقی الدین ندوی دیو بندی نے لکھا ہے:

زکریا سہارنپوری نے کہا ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ (صحبتے با اولیاء ص ۱۲۶)

کیا سمجھے آپ؟ ''دیو بندی دین'' نانوتوی اور گنگوہی کا گھڑا ہوا ہے۔ دوسروں کو بدعتی' بدعتی کا طعنہ دینے والے' نیا دین گھڑنے کی پھبتیاں کسنے والے اور بعد کی پیداوار قرار دینے والے دراصل خود بدعتی' نئے دین والے اور بعد کی پیدوار ہیں۔ اصل میں یہ خود مجرم ہیں اور ''چور بھی کہے چور چور'' کے مقولے پر عمل کر کے عوام الناس کی توجہ اپنی طرف سے ہٹا کر بچنا چاہتے ہیں' لیکن ہم نے انہیں رنگے ہاتھوں پکڑ کر عوام کے سامنے ننگا کر دیا ہے' اپنے چہرے کی سیاہی چھپانے کے لیے مصنوعی نقاب اوڑھ لینے سے کچھ نہیں بنتا' شیر کی کھال پہن لینے سے گدھا شیر نہیں بن جاتا' گدھے کا گدھا ہی رہتا ہے۔

نوٹ: دیو بندیوں کے گدھا ہونے پر ہم بعد میں ان کا اپنا ایک حوالہ ذکر کریں گے۔

﴿۳۵﴾ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو انگریز کا حامی ثابت کرنے کے لیے ''چیلنج'' کی موٹی سرخی جما کر لکھا ہے: ''احمد رضا خان نے تو کبھی انگریز کی مخالفت کی ہی نہیں وہ تو انگریز کے حق میں فتوے دیتا تھا'' (ص ۴۸۸)

یہ ایسا گندا الزام ہے' جسے کوئی دیو بندی جسے اپنے حلالی ہونے کا یقین ہے' مرتے دم تک ثابت نہیں کر سکتا۔

باقی رہا ''انگریز کی مخالفت کی ہی نہیں'' تو اس پر لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر ہم بتانا چاہتے ہیں کہ:

(۱) دیو بندی جس ''علامہ معین الدین چشتی اجمیری'' کے حوالے بار بار اعلیٰ حضرت کے خلاف دیتا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۳۲' ۱۲۵ وغیرہ) انہوں نے بھی مانا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تسلیم کیا ہے

''گورنمنٹ برطانیہ کو فوجی امداد نہ دی جائے''۔

(اوراق گم گشتہ ص ۵۷۶ از رئیس احمد جعفری بحوالہ تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص ۲۷۲)

(۲) سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں: حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بلاشبہ حریت پسند تھے انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی (جہان رضا ص ۱۱۸ از مرید احمد چشتی)

(۳) ایک مرتبہ انگریزی فوجیوں کو دیکھ کر فرمایا: ''کم بخت بالکل بندر ہیں''۔ (اکرام امام احمد رضا ص ۱۹۱ از مفتی برہان الحق)

(۴) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کارڈ اور لفافہ الٹا کر کے پتا لکھتے تا کہ ملکہ وکٹوریہ ایڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کا سر نیچے ہو جائے۔ (جہان رضا ص ۱۱۸ از مرید احمد چشتی) اور تو اور پروفیسر ایوب قادری دیوبندی (مجاہد دیوبندی کا تسلیم شدہ: ہدیۂ بریلویت ص ۴۸۳) نے بھی لکھا ہے۔ ''مئی ۱۸۵۷ء کے دوسرے ہفتے میں جب دیگر مقامات کی وحشت ناک خبریں بریلی پہنچیں تو انگریزی حکام بہت خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاطاً ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء کو نینی تال پہنچا دیا (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۵۰)۔۔۔۔۔۔ کیونکہ انگریز جانتے تھے کہ بریلی والے انگریزوں کے کس قدر مخالف ہیں۔

یہ بھی یاد رہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے عیسائی انگریزوں کے رد میں درج ذیل تین کتابیں لکھیں:

(۱) الصمصام علی مشکک فی آیة علوم الارحام (۲) بیل مژدہ آراو کیفر کفران نصاریٰ (۳) هدم النصرانی والتقسیم الایمانی

(حیاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۲۱ حصہ تصانیف)

اور یہ بھی دماغ میں رہے کہ اشرفعلی تھانوی دیوبندی بھی تحریکوں سے الگ رہا ہے، اسنے کسی تحریک میں بھی شرکت نہیں کی اور یہ بات اس نے خود تسلیم کی ہے۔

چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(۱) یہ تحریکات خالص مذہبی اور دینی تحریکات نہ تھیں'' (ملفوظات ۱۲۵/ ۵ ملفوظ نمبر ۱۲۱)

(۲) ان تحریکات میں مصالح سے زائد مفاسد ہیں (ایضاً ص ۲۰۰ ملفوظ نمبر ۱۹۴)

(۳) تحریکات کے زمانے میں ۔۔۔واقع میں تعداد زیادہ ان ہی کی تھی جو شریک نہ تھے۔ (ملفوظات ۱۷۳/۲ نمبر ۶۱۷)

(۴) تھانوی تحریک خلافت میں بھی شریک نہ ہوا تھا جس پر اس کو گالیاں دی گئیں (ایضاً ۲۵۵/۴ نمبر ۳۲۷) ہے کوئی مائی کالال جس میں شرم وحیا کی ادنیٰ رقم بھی موجود ہو اور جو سوال ہم سے کیا تھا کہ "چیلنج ہے کہ کوئی ایک مستند حوالہ دکھادے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ احمد رضا خان نے اپنی پوری زندگی انگریز کے خلاف چلائی جانے والی کسی تحریک کی سربراہی کی ہو' اس میں کوئی حصہ لیا ہو' کسی ایک جلسے کی صدارت و قیادت کی ہو جو انگریز تسلط کے خلاف ہو۔۔۔۔۔۔۔۔الخ (ص ۴۸۷)

اب ہم یہ اعتراض ان پر الٹ رہے ہیں اسے صاف کر کے دکھائیں ورنہ کہہ دیں کہ تھانوی دیوبندی اوران کے دوسرے کئی مولوی انگریز اور برطانوی حکومت کے پٹھو تھے۔۔۔۔۔۔اور مزے کی بات یہ کہ تھانوی نے یہ تک لکھ دیا ہے کہ "انگریزوں کے خلاف جو جلسے کیئے ہڑتالیں کی جلوس نکالے یہ سب بھی یورپ ہی کی تقلید سے کیا"۔ (ملفوظات ۱۷۱/ ۶ ملفوظ ۲۱۷)

اور تھانوی کہتا ہے "ایک بہت بڑے عالم نے جن کا اب انتقال ہوگیا ہے دیوبند میں خود مجھ سے یہ فرمایا کہ جب جلسہ میں بیان ہو اس میں انگریزوں کی اطاعت وفرمانبرداری "اولی الامر منکم" سے ثابت کی جائے" (ملفوظات ۹۸/ ۵ ملفوظ نمبر ۱۰۰)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں میں دین' تہذیب اور شرم وحیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے برے کرتوت اپنے بڑوں کے ہیں اور اعلیٰ حضرت کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ یہاں اشرفعلی تھانوی کا یہ تبصرہ کتنا برموقع ہوگا۔
"تہذیب اور انسانیت سے گزر کر بے جاد باؤ ڈالنا شروع کر دیا الزامات کے پل باندھ دیئے ہماری قوم کی ایک بات کا رونا ہو تو کوئی روئے ایک بات ہو تو اس کی شکایت کرے دین تو دین بعضوں میں تہذیب اور ادب بھی نہیں رہا اور یہ سب چیزیں جب خدا کا خوف قلب کے اندر ہو تب ہی پیدا ہوسکتی ہیں۔" (ملفوظات ۱۱۵/ ۶ ملفوظ نمبر ۱۳۷)

مزید کہا ہے "عجب ہڑبونگ ہے نہ کوئی حدود ہے نہ اصول محض بے ڈھنگا پن جو جی میں آیا کرلیا جو منہ میں

آیا کہہ دیا (ایضاً ۹۸/ ۵ ملفوظ نمبر ۱۰۰)

بس اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے ہم صرف یہ کہیں گے کہ:

ع اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

﴿۳۶﴾ ہدیۂ بریلویت کے ص ۳۴ پر البلاغ المبین کو شاہ ولی اللہ کی کتاب قرار دیا ہے۔(۱) جب کہ وہ ان کی کتاب ہی نہیں سلیمان ندوی دیوبندی نے کہا ہے'' یہ شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے، ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے۔(تذکرۂ سلمان ص ۴۶۹)

(۲) پروفیسر ایوب قادری نے اپنی ترجمہ شدہ کتاب میں بھی یہی لکھا ہے (مجموعہ وصایا اربعہ ص ۲۷، ۲۸، ۲۹)

(۳) غلام رسول کو بھی کہنا پڑا'' البلاغ المبین تو یقیناً شاہ ولی اللہ کی کتاب نہیں (ایضاً)

(۴) ماہر القادری دیوبندی نے لکھا ہے قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور نواب قطب الدین خاں نے اسی زمانے میں تردید کر دی تھی کہ البلاغ المبین وغیرہ شاہ صاحب کی تحریر نہیں ہے (ملخصاً) پندرہ روزہ بصیرت ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء بحوالہ فاران کراچی)

﴿۳۷﴾ دیوبندی شاطر ایک بار پھر اعلیٰ حضرت پر بہتان لگاتے ہوئے لکھتا ہے:'' احمد رضا خان کی ساری زندگی'' بریلی'' کے ایک حجرے میں بیٹھ کر ہر اس تحریک پر کفر کا فتویٰ لگاتے جو انگریز کی مخالفت پر کمر بستہ ہو ''(ص ۴۷۱)

لیکن اس بد بخت نے اس پر کوئی حوالہ و عبارت پیش نہیں کی ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ وہ اپنے تمام دیوبندی جانوروں کو جمع کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا کوئی ایک ہی فتویٰ تلاش کر لائے کہ جس میں یہ جملہ ہو کہ '' انگریز کی مخالفت کرنے والے کافر ہیں'' جب کہ اس کے برعکس ہم تھانوی کی عبارات پیش کر آئے ہیں جس میں اس نے ان تمام تحریکوں کو دین کے خلاف قرار دیا اور صاف لکھ دیا کہ وہ تحریکیں دینی نہیں تھیں۔

اب دیوبندیوں کے انداز میں کہنے دیا جائے کہ
اشرفعلی تھانوی کی ساری زندگی ''تھانہ بھون کے ایک حجرے میں بیٹھ کر ہر اس تحریک پر کفر کا فتوی لگاتے گزری جو انگریز کی مخالفت پر کمر بستہ تھی۔

﴿۳۸﴾ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ پر بہتان لگاتے ہوئے لکھتا ہے:
''ولی سارا ننگا ہوتا ہے۔ صرف لنگوٹ پہنتا ہے''۔ (مواعظ نعمیہ ص۲۳۶ حصہ دوم) (ہدیۂ بریلویت ص۲۱۴)

بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے' یہ لوگ شرم وحیا اور اخلاق و آداب کی تمام حدود پھلانگ رہے ہیں' (مواعظہ نعیمیہ ص۲۳۶ حصہ دوم) پر ایسی کوئی عبارت نہیں ہے' وہاں پر تو حضرت مفتی صاحب جاہل لوگوں کی باتوں کا رد کر رہے ہیں:
دراصل اس بیان میں انہوں نے لکھا تھا ''وہابی' دیوبندی' قادیانی وغیرہ کتنی ہی عبادت کریں' ولایت میسر نہیں ہوتی'' (ایضاً ص۲۳۴)
اس ظالم نے اس بات کا بدلہ لینے کے ان پر لیے بہتان ہی باندھ دیا لیکن یہ نہ سوچا کہ الٹے لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

﴿۳۹ تا ۴۳﴾ خاندان دہلی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:
''شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتوی دیا تو انگریز کو یہ بات کہاں گوارا تھی۔ انگریز نے ایک سازش بنائی کہ اس خاندان کے علماء کے خلاف کچھ فتوی فروش علماء کھڑے کیے جاویں جو فرقہ بندی کے عنوان سے عامۃ الناس کو ان علماء حقہ سے نفرت دلا سکیں جن علماء سوء کو ان کے مقابلہ میں لایا گیا ان میں سر فہرست مولوی فضل رسول بدایونی، عبدالسمیع رامپوری، غلام دستگیر قصوری اور احمد رضا خان صاحب شامل ہیں (ص۹)
چونکہ مجاہد دیوبندی نے کتاب کا آغاز ہی ''یا بے ایمانی تیرا آسرا'' کہہ کر کیا ہے اس لیے وہ ورق ورق اپنی بے ایمانی بے شرمی اور بے لگامی کی داستان رقم کر رہا ہے اس عبارت میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ یہ ہے:

(۱) ہندوستان کو دارالحرب کہنا درست اور دارالاسلام کہنا غلط ہے۔

(۲) خاندان دہلی کے خلاف کرنے والے فتویٰ فروش اور علماء حقہ سے نفرت دلانے والے ہیں۔

(۳) ان علماء کے مقابلے کے لیے جن علماء کو لایا گیا ان میں ایک مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں۔

(۴) یہ علماء فرقہ بندی کرنے والے ہیں۔

اگرچہ یہ چاروں باتیں ان علماء اہل سنت پر جھوٹ، بہتان اور الزام ہے۔۔۔۔۔ تاہم اس سلسلے میں ہم حقیقت حال واضح کرر ہے ہیں:

(۱) ہندوستان کو دارالحرب کہنے والے کون ہیں؟ ملاحظہ ہو:

"شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے خود فقہائے احناف کا ایک قول دارالاسلام ہونے کا نقل کیا ہے (فتاویٰ عزیزی ۱۰۰/ افارسی۔ ص اردو)

رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے: ہند کے دارالحرب ہونے میں علما حال مختلف ہیں اس میں بندہ فیصلہ نہیں کرتا۔ (فتاوٰی رشیدیہ ص ۴۴۶، ۱۸۲)

قاسم نانوتوی نے کہا ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں شبہ ہے۔۔۔۔۔ سود کے معاملے میں دارالاسلام قرار ہونا چاہیئے۔ (قاسم العلوم ص ۱۷۳، ۳۶۲)

محمود الحسن نے دونوں فریق کو صحیح کہا ہے۔ (سفرنامہ شیخ الہند ص ۱۶۶)

انور کشمیری نے دارالامان قرار دیا ہے۔ (ہندوستان کی شرعی حیثیت ص ۳۴)

سید احمد آف رائے بریلی کے خلیفہ کرامت علی جونپوری نے کہا: مطابق فقہ مذہب حنفی کے دارالاسلام ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (اسلامی مجلس مذکرۂ علمیہ کلکتہ ص ۳)

اشرفعلی تھانوی نے بھی دارالاسلام ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (تحذیر الاخوان ص ۹)

دیوبندی شرارتی سمجھ گئے ہوں گے کہ انگریز کو خوش کرنے والا کون ہیں؟ اہل سنت بریلوی یا دیوبندی وہابی

(۲) خاندان دہلی کا مخالف کون ہے؟ اس سلسلے میں اگر مزید کچھ نہ بھی کہا جائے تو اوپر والی بحث ہی کافی ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے ہندوستان کو دارالحرب کہا اور دیوبندی اس کے خلاف فتوی دے رہے

ہیں۔ واضح ہو گیا کہ فتویٰ فروش اور فرقہ باز کون ہے؟ ایک حوالہ مزید دیکھ لیں!
انظر شاہ کشمیری نے لکھا ہے "میرے نزدیک دیوبندیت خالص ولی اللہی فکر نہیں ہے"۔ (ماہنامہ البلاغ مارچ ص ۴۸ ۱۹۶۹ء) رشید احمد گنگوہی کا جملہ بھی دیکھ لو! لکھتا ہے: "مولانا شاہ عبدالعزیز کا منع فرمانا غلط ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱)
اے نادان گستاخ! اپنی اصلیت جان لے، علمائے حقہ کے خلاف نفرت دلانے والے تم ہی شریر و مکار آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لے!
(۳) تیسرے نمبر پر جن علماء کرام کا نام لکھ کر جھوٹ بولا ہے کہ انہیں خاندان دہلی کی مخالفت کے لیے لایا گیا اور پھر انہیں علماء سوء کہا۔ اس کا جواب بھی آ گیا کہ خاندان دہلی کی مخالفت دیوبندی کرتے ہیں لہٰذا وہ علمائے سوء ہیں۔ و لا شك فيه
اس بات کا اعتراف ابوالکلام آزاد (جس پر دیوبندی **مؤلف** نے ترس کھایا ہے) (ہدیۂ بریلویت ص ۲۲۷) نے کیا ہے:
"مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔۔۔۔۔ ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحیٔ تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔" (آزاد کی کہانی ص ۳۶)
مزید کہا ہے: مولانا منور الدین اور ان کی جماعت جا بجا استناد و استشہاد بعض علماء کی کتابوں، شاہ عبدالعزیز کے طرز عمل اور مختلف مکاتیب و ملفوظات سے کرتے تھے اور اسے دلیل و حجت سمجھتے ہیں۔ مولانا اسماعیل صرف قرآن و حدیث سے سند مانگتے تھے۔ (ایضاً ۳۶)
گویا اسماعیل دہلوی اور آج کل کے دیوبندی بتانا چاہتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز اور ان کا خاندان قرآن و حدیث کے خلاف تھا، کیا اس سے بڑھ کر بھی علمائے حقہ کے خلاف نفرت دلانے کا کوئی انداز ہو سکتا ہے؟
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

مولوی اسماعیل۔۔۔مسلک پیران مثل خود شیخ ولی اللہؒ پر انکار فرمایا‘‘
(شمائم امدادیہ ص ۶۲‘ امدادالمشتاق ص ۷۹)
ثابت ہو گیا کہ اسماعیل دہلوی اور اس کے پیروکار ہی علماء سو ہیں اہل سنت کے بارے میں ایسی بات جھوٹ اور بکواس پر مبنی ہے۔
(۴) پھر ان سنی علماء کرام کو فرقہ بندی اور انتشار کرنے والا قرار دینا بھی بہت بڑا فریب اور جھوٹ ہے۔
فرقہ بندی‘ تشتت وافتراق اور انتشار واختلاف کا سہرا بھی دیوبندی وڈیروں کے سر ہے‘ ملاحظہ فرمائیں:
اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں خود اعتراف کیا ہے: ’’میں جانتا ہوں اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت پہ شورش ضرور ہو گی‘‘۔ (ارواح ثلاثہ ص ۸۴ حکایت ۵۸)
احمد رضا بجنوری دیوبندی نے لکھا ہے: ’’افسوس ہے اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں‘‘۔ (انوارالباری ج ۱۱ ص ۱۰۷)
مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے: ’’مولوی اسماعیل جو ہندوستان میں فرقہ موحودیہ کا بانی ہے‘‘۔ (حیاتِ طیبہ ص ۹۹)
گذشتہ صفحات میں نانوتوی اور گنگوہی کے نیا دین ایجاد کرنے پر حوالہ جات گذر چکے ہیں۔
اسماعیل دہلوی کے چچا شاہ عبدالقادر نے اسماعیل کو فتنہ گر قرار دیا ہے۔ (بوادر النوادر ص ۴۶۹ از اشرفعلی تھانوی دیوبندی)
شاہ عبدالقادر نے اسماعیل کو فتنہ باز بھی کہا ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۹۸ حکایت ۷۲)

ع کس ادا کیا اقرار گنہگاروں نے

۴۴۔ مزید جھوٹ بولتے ہوئے کہا گیا ہے:
مذکورہ بالا شخصیات کا پہلا مورچہ شاہ اسماعیل شہید سے شروع ہوا۔ (ص ۹)
اسماعیل دہلوی کو مورچہ کسی نے نہیں بنایا بلکہ وہ خود خاندان دہلوی کا کٹر مخالف ہے‘ انگریزوں کا دلی خیر خواہ

'مسلمانوں کا بدخواہ، اسلام کا غدار اور گستاخوں اور بے ادبوں کا طرفدار تھا۔۔۔۔اس کے برعکس یوں کہنا مناسب ہے کہ مسلمانوں کو لڑانے' ہندوستان کا امن تباہ کرنے اور اسلام کے نام پر توہین وتنقیص پر مبنی نظریات پھیلانے کے لیے انگریز نے اسماعیل دہلوی کی ذات سے مورچہ بندی کا کام لیا تھا۔

۴۵۔ یہ جھوٹ بھی بولا گیا'' کہ علماء دیوبند کے خلاف محاذ آرائی شروع ہوگئی'' (ص ۹)

ذکر کیے گئے اہل سنت تو کیا دیوبندیوں کی گستاخیوں' بے ادبیوں اور توہین آمیز عبارتوں کے خلاف ہر غیرت مند مسلمان نے احتجاج کیا' اس کا اعتراف خود دیوبندیوں کو بھی ہے۔

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:'' جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئ صاحب کے۔ (ملفوظات حکیم الامت ۲۹۷/۵ ملفوظ نمبر ۳۱۴)

قصص الاکابر صفحہ ۱۵۹ پر ہے جب مولانا قاسم صاحب نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا قاسم صاحب کی مخالفت کی۔'' حتیٰ کہ تھانوی کی عبارت سے پریشان ہوکر اس کے مریدوں نے بھی لکھ دیا کہ ظاہری طور پر دیکھنے سے عبارت بے ادبی پر مشتمل نظر آتی ہے اور ہمیں جواب دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ ملاحظہ ہو! (تغییر العنوان مع بسط البنان ص ۲۸)

عرب وعجم کے پونے تین سو کے لگ بھگ علمائے کرام نے ان پر فتوے جاری کیے کیا وہ سب محاذ آرائی کرنے والے باطل پرست تھے؟

۴۶۔علمائے اہل سنت پر جھوٹ بولتے ہوئے ص ۱۰ پر کہا گیا ہے:

'' علمائے دیوبند کی عبارات کو قطع وبرید کر کے جو مطالب ومعانی بیان کیے گئے''

بالکل بہتان ہے' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر علمائے اہل سنت نے عبارات ِمتنازعہ فیھا کو مکمل نقل کیا ہے ان میں ہرگز ہرگز کوئی قطع وبرید نہیں کی گئی۔

ہاں دیوبندیوں نے اپنی گستاخانہ عبارتوں پر پردہ ڈال کر علماء حرمین اور دیگر مسلمانوں کو ضرور دھوکہ دیا۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین' رد المہند' الصوارم الھندیہ' تحقیقات' دعوتِ فکر' الحق المبین' زیروزبر' عظمت

حبیب کبریا ورد عبارات کفریہ، دیو بندیوں سے لا جواب سوالات اور فیصلہ کن مناظرے وغیرہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

۴۷۔مزید لکھا ہے:''جو مطلب و معانی بیان کیے گئے ہیں علمائے دیو بند یکسران کی تر دید کرتے چلے گئے۔(ص ۱۰)

یہ بھی سادہ لوح عوام سے دھوکہ ہے' کیونکہ جب وہ عبارتیں توہین و گستاخی پر مبنی ہیں تو پھر یکسران کی تر دید کرنے سے کیا بنتا ہے' اپنے اسماعیل دہلوی کی سن لیجئے !اس نے لکھا ہے: یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر لفظ میں بے ادبی کا بولیے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے معما اور پہلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں' کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں (تقویۃ الایمان ص ۸۸ مکتبہ سلفیہ لاہور)

۴۸۔اہل سنت پر بہتان تراشی کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے:

''بریلوی حضرات توحید کو کبھی وہابیت کی ایجاد لکھتے ہیں''(ص ۴۴)

اتنا بڑا بہتان باندھ کر کوئی دلیل دینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔اگر یہ سچے ہیں تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا کوئی قول دکھادیں!

۴۹۔''بریلوی حضرات کے پسندیدہ کھانے'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے''الو حلال ہے''(ص ۲۱۲) پھر لکھتا ہے:''الّو حلال ہے احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ''(ص ۴۵)اس بات کے جھوٹا ہونے کا ثبوت اتنا ہی کافی ہے کہ اس مکار نے خود ہی لکھ دیا ہے''خاں صاحب نے اُلو کھانے کی تضعیف کی ہے۔(ص ۴۵۱)۔۔۔۔اب اندازہ لگائیے ایسے دومونہے،منافق اور کمینہ خصلت لوگ اعلیٰ حضرت اور علمائے اہل سنت کے منہ آتے ہیں۔اور ان کے حواری وحاشیہ بردار یہ دعویٰ کرتے نہیں شرماتے۔

''کتاب ہدیۂ بریلویت ہے۔حضرت مفتی صاحب نے اپنے مختلف اکابرین اور ہم عصر ساتھیوں کی کتب سے ایسا مواد یکجا کیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں ردّ بریلویت میں یہ اپنی مثال آپ ہے۔۔۔۔اور بریلوی اس کے آگے دُم دبا کر بھاگنے پہ مجبور ہو جائیں گے۔(ص ۷،۸)

چیلنج:۔ ہمارا گوجرانوالہ سے دیوبند تک کھلا چیلنج ہے کہ اگر کوئی دیوبندی حلالی ہے تو ثابت کرے کہ اعلیٰ حضرت نے ''اُلّو'' کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے ورنہ آیئے دیکھیے ان کے گرو جی گنگوہی نے لکھا ہے :''فقہاء نے اس (اُلّو) کو حلال لکھا ہے''۔۔۔۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۸ کتاب شکار اور ذبح کے مسائل)

ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اس دجال پارٹی کی یہ کتاب درحقیقت دیوبندیت کا محاسبہ ہے، مخطی مجاہد صاحب مفاسد دیوبندی نے بے شرم ساتھیوں کے دجل وفراڈ پر مشتمل کتب سے ایسا پلندہ تیار کر دیا ہے کہ دیوبندیوں کو جکڑنے اور ان کو گریبانوں سے پکڑنے کے لیے نیز کتر بیونت، قطع وبرید، جعلسازی، ودھوکہ بازی اور کذب بیانی والزام تراشی میں اپنی مثال آپ ہے۔ جو کوئی بھی ہمارے تبصرہ کو بغور دیکھ کر ان کی خرد برد، دست اندازی اور کرتب سازی کو اچھی طرح سمجھ لے گا وہ دنیائے دیوبندیت کو ناکوں چنے چبانے کے لیے اپنے پاس بہت بڑا ذخیرہ پائے گا، اور دیوبندی اس سے یوں غائب ہوں گے جیسے ''گدھے کے سر سے سینگ''۔

ہمارے اس مقالہ کو بغور پڑھ لینے کے بعد ہر انصاف پسند اور معتدل مزاج اس پارٹی کے بارے میں یقین سے کہہ سکے گا کہ

؎ اگر دجال بر روئے زمیں است همیں است و همیں است و همیں است

ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق، رسول اکرم ﷺ کی رحمت اور بزرگان دین کے فیض سے ''ہدیۂ بریلویت'' کا مکمل طور پر جائزہ لیں گے، غافلوں کے لئے ہمارا یہ مقالہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔

ہر سلیم الفطرت سے ہم پوچھنا چاہیں گے کہ جو لوگ اس قدر جھوٹے، مکار، دجال، شاطر اور دغا باز ہوں، کیا ان کی باتوں پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ کیا ان کے حوالہ جات قابل اعتماد ہو سکتے ہیں؟ ان کے دعووں میں صداقت ہو سکتی ہے؟ اعلیٰ حضرت اور دیگر اہل سنت کے خلاف کیے گئے بیانات میں کوئی حقیقت ہو سکتی ہے؟

جو لوگ فرضی کتابیں گھڑ لیں، غیر ذمہ دار لوگوں کے کلام سے استدلال کریں۔ دیوبندیوں کو سنی بنا کر واویلا کریں، اکابرین اہل سنت کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کریں وہ ہرگز ہرگز کسی اعتبار واعتماد کے لائق نہیں

ہوں گے۔

جھوٹ بولنے سے جن کو عار نہیں
ان کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں

اللہ تعالیٰ ایسے قمار بازوں اور فریب کاروں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔

آمین بحرمة سید المرسلین

وصلی اللہ علی حبیبه محمد و آلہٖ و صحبه اجمعین

خیر اندیش: **ابو عبداللہ نقشبندی**

26 مئی 2014ء۔26 رجب 1435ھ بروز پیر بوقت عصر

حصہ اول

دیوبندی دھرم کی حقیقت بجواب بریلوی مذہب کی حقیقت

باب نمبر 1: عقائد کے لیے دلیل کہاں سے لیں؟

عقیدہ ایک بنیاد ہے جس پر اعمال کی قبولیت وعدم قبولیت کا مدار ہے۔اگر عقائد درست ہوں تو معمولی عمل پر بھی پہاڑوں کے برابر ثواب مل سکتا ہے اور اگر عقائد میں خرابی واقع ہو جائے نظریات بگڑ جائیں ضروریات دین کے خلاف افکار قائم کر لیے جائیں تو اعمال کا تانا بانا بکھر کر رہ جاتا ہے۔پہاڑوں کی مثل اعمال بھی اکارت جاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اعمال سے قبل عقائد ونظریات کو درست کیا جائے۔

عقیدہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے' اور اس کی کتنی اقسام ہیں' اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ رقم فرماتے ہیں:

فائدہ جلیلہ: مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں۔

ا۔ضروریات دین:

ان کا ثبوت قرآن عظیم وحدیث یا حدیث متواتر' یا اجماع قطعی قطعیات الدلالت' واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے۔جن میں نہ شبہہ کی گنجائش نہ تاویل کوراہ۔اوران کا منکر یاان میں باطل تاویلات کا منکر کافر ہوتا ہے۔

۲۔ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت:

ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اس لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ' بدمذہب بددین کہلاتا ہے۔

۳۔ثابتات محکمہ:

ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی' جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب کو مطروح ومضمحل اور التفات خاص کے ناقابل بنا دے۔اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد' صحیح یا حسن کافی اور قول سوادِاعظم وجمہور علماء کا سند وافی فان ید اللہ علی الجماعۃ

ان کا منکر وضوح امر کے بعد خاطی وآثم خطا کار وگناہ گار قرار پاتا ہے' نہ بددین وگمراہ' نہ کافر وخارج از اسلام۔

۴۔ظنیات محتملہ:

ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی ہے' جس نے جانب خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔ان کے منکر کو صرف مخطی و قصوروار کہا جائے گا' نہ گنہگار' چہ جائیکہ گمراہ' چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتب کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف۔

ع ہر سخن وقتے وہر نکتہ مقامے دارد اور ع گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی اصلاً ضرورت نہیں حتی کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریات دین میں بھی۔بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں۔مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا۔۔۔۔تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر مرڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔مگر جنون وتعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔(دس عقیدے ۸۱تا۸۳ فرید بک اسٹال لاہور)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ اسلامی عقائد اور ان کے دلائل کا خلاصہ اس طرح ہے:

۱۔ضروریات اسلام: کا ثبوت قرآن، حدیث متواتر یا اجماع سے ہو، اور وہ دلائل اپنے مفہوم پر ثبوت اور دلالت میں قطعی اور واضح ہوں۔ان میں کوئی شک وشبہ اور تاویل نہ ہو۔ان کا منکر کافر ہوتا ہے۔

۲۔ضروریات مذہب: ان کا ثبوت بھی دلائل مذکورہ سے ہو وہ دلائل قطعی ہوں لیکن ان کی دلالت قطعی ہو ان میں تاویل کا بھی احتمال ہو۔ان کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا، البتہ وہ گمراہ، بددین اہل سنت سے خارج ہوگا۔

۳۔ثابتات محکمہ: ان کے ثبوت کے لئے ظنی دلائل کافی ہوتے ہیں، لیکن اس قدر وزنی ہوتے ہیں کہ مخالف کو پچھاڑ دیتے ہیں، ان کے لیے خبر واحد اور قول جمہور معتبر ہے۔ان کا منکر (مسئلہ پوری طرح واضح ہو جانے پر) گنہگار قرار پاتا ہے۔

۴۔ظنیات محتملہ : یہ وہ نظریات ہیں جن کے لئے ایسی ظنی دلیل بھی کافی ہوتی ہے،جس میں مخالف کے لیے بھی کافی گنجائش ہوتی ہے۔اس کے منکر کو صرف مخطی اور خطاوار کہا جاتا ہے۔

۵۔ہر بات کے لئے اسی مرتبہ کی دلیل کی ضرورت ہے۔جو اس سے اعلیٰ درجہ کی دلیل مانگے وہ جاہل یا مکار ہے۔

۶۔عقیدہ کے لئے قرآن مجید اور حدیث شریف میں واضح طور پر ہونا کوئی ضروری نہیں۔

۷۔بہت ساری دینی ضروری باتیں ہیں جن کا ذکر آیات اور احادیث میں نہیں مگر ان کا منکر کافر ہوتا ہے۔

۸۔یہ نری جہالت یا واضح گمراہی ہے کہ ہمیں تو صرف قرآن ہی دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے۔

اکابرین کی تصریحات: یہاں اکابرین و معتمد شخصیات کی چند عبارات پیش کی جارہی ہیں، جن سے واضح ہوگا کہ قطعیات کے لئے دلیل قطعی اور ظنیات کے لئے ''دلیل ظنی'' درکار ہوتی ہے اور ''عقائد ظنیہ'' کو ظنی دلائل سے ہی ثابت کیا جاتا ہے۔ہر بات کے لئے قرآنی آیت کا ہونا ضروری نہیں۔

علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی ۱۲۳۹ھ علیہ الرحمۃ عقائد اور ان کے دلائل سے بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

"ان العقائد قسمان فقسم لابد فيه من تحصيل اليقين كوجود الواجب وحدته و قسم ظنى لا يمكن فيه تحصيل اليقين كفضيلة الرسل على الملك فلا باس فيه باتباع الظن لا جماعهم ----

(نبراس شرح شرح العقائد ص۲۴)

ترجمہ: بلاشک وشبہ عقائد کی دو قسمیں ہیں :ایک قسم وہ جس میں یقین کا حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً واجب (اللہ تعالیٰ) کا موجود ہونا اور واحد ہونا اور دوسری قسم وہ ہے جس میں علم یقینی کا حاصل ہونا ممکن نہ ہو، مثلاً رسولوں کی فرشتوں پر فضیلت ۔اس دوسری قسم میں دلیل ظنی کی اتباع کرنے میں کوئی حرج نہیں ، کیوں کہ متکلمین علما نے اجماعی طور پر اپنی کتب میں اسے ذکر کیا ہے۔لہٰذا بعض متکلمین نے جو دلائل ظنیہ کو درجۂ اعتبار سے ساقط قرار دیا ہے وہ درست نہیں۔پس تو اس (ضابطہ) کو (خوب) یاد کرلو۔

۲۔یہی علامہ پرہاروی ایک دوسرے مقام پر اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

”و ان المسائل الاعتقادية قسمان احدهما مايكون المطلوب فيه اليقين كوحدة الواجب وصدق النبى ﷺ و ثانيهما ما يكتفى فيها بالظن كهذه المسئلة والاكتفاء بالدليل الظن انما لايجوز فى الاول بخلاف الثانى (ایضاص ۵۹۸)

عقائد کے مسائل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ پہلی وہ کہ جس میں علم یقینی مطلوب ہو جیسے: واجب (اللہ تعالیٰ) کا واحد ہونا اور نبی کریم ﷺ کا سچا ہونا۔ ۲۔ دوسری قسم وہ کہ جس میں علم ظنی ہی کافی ہو، جیسے یہ مسئلہ (عام انسانوں کی رسل ملائکہ پر فضیلت) دوسری قسم میں دلیل ظنی کافی ہوتی ہے، پہلی قسم میں کافی نہیں۔

۳۔ علامہ پرہاروی اس کے بعد ایک سوال کا جواب دیتے ہیں، سوال و جواب دونوں درج ذیل ہیں:

”وان قلت قدذم القرآن اتباع الکفارالظن فی دینهم و قال تعالى ان الظن“ ----

(ایضاً ص ۵۹۸)

اگر تو کہے کہ قرآن نے کفار کے دینی امور میں ظن (گمان) کی پیروی کرنے کی مذمت کی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: حق کے مقابلے میں گمان کچھ فائدہ نہیں دیتا اور متکلمین نے اسی سے عقائد میں گمان کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ تو میں جواب (میں) کہتا ہوں برا اور ممنوع یہ ہے کہ نظر صحیح، مفید یقین سے سستی کرتے ہوئے روگردانی کر کے گمان کو کافی سمجھا جائے، اس امر میں جہاں علم یقینی حاصل کرنا مطلوب ہو اور جب کسی حکم پر دلیل ظنی قائم ہو تو ظن کے مطابق عقائد کے بارے میں اسے قبول کرنا ممنوع نہیں بلکہ اس کا انکار کرنا ممنوع ہوگا کیونکہ اس (انکار) کے برخلاف دلیل (ظنی) قائم ہے۔

۴۔ علم العقائد کی مشہور زمانہ کتاب ”شرح العقائد“ میں علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”ولاخفاء فی ان هذه المسئلة ظنية يكتفى فيها الدلالة الظنية“ (شرح العقائد ص ۱۷۷، النبراس ص ۵۹۸)

اور کوئی پوشیدگی نہیں کہ مسئلہ ظنی (عقیدہ کا) ہے یہاں ظنی دلائل پر ہی اکتفا ہوگا۔

فائدہ: یہاں علمی افادہ کے طور پر سرفراز گکھڑوی کے شبہ کا ازالہ حضرت مفتی غلام فرید ہزاروی کے قلم سے ملاحظہ ہو!

قارئین کرام سرفراز صاحب راہ ہدایت سے ہٹ کر اپنی کتاب راہ ہدایت کے صفحہ ۲۰۲ میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اور علماء عقائد جن امور کو عقائد کہتے ہیں وہ سب قطعی ہیں اور ان کے دلائل بھی قطعی ہیں عقیدہ کوئی بھی ایسا نہیں جو غیر قطعی یا ظنی ہو۔ جس کا ثبوت ظنی دلیل سے ہو سکتا ہو۔

حضرات محترم! اس کور باطن کو کون سمجھائے یہ تو جہل مرکب کا مریض ہے۔ اس کو کسی ایسے معالج کے پاس جانا چاہئے جو اس کی کور باطنی کے علاوہ اس کے جہل مرکب کے مرض کا شافی علاج کر سکے۔ سرفراز صاحب راہ ہدایت سے پھرے ہوئے ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نزاع اس میں نہیں کہ کیا کوئی مسئلہ بھی خبر واحد سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں مسئلہ کے اثبات کا جھگڑا نہیں جھگڑا صرف عقیدہ کے اثبات کا ہے تو اس کا شافی و وافی جواب نبراس کی دونوں عبارتوں میں آ چکا ہے کیونکہ دونوں عبارات میں عقائد کی تقسیم کی صراحت موجود ہے مسائل اعتقادیہ کی تصریح موجود ہے ان عبارات میں صرف مسائل پر بحث نہیں کی گئی بلکہ اعتقادی مسائل کی بحث ہے اور ظنی عقائد کی تصریح فرمائی ہے۔ اور شارح نے شرح عقائد کی عبارت میں لفظ مسئلہ سے مراد عقیدہ ہی بتائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی لایعنی گفتگو اور ہیرا پھیری کر کے سرفراز صاحب میدان مارنا چاہتے تھے اور گلوخلاصی کے لیئے اکابر کی عبارات میں بددیانتی اور خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کر کے عوام کو فریب دینا چاہتے ہیں۔۔۔۔الخ (اثبات علم الغیب ج ا ص ۱۶۱۔۱۶۳)

۵۔ دیوبندیوں کے استاذ الاساتذہ عبدالاحد دیوبندی رئیس المتکلمین واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے شرح عقائد کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور اس میں کوئی خفا نہیں کہ یہ مسئلہ ظنیہ ہے۔ ادلۂ ظنیہ اس میں کافی ہو سکتی ہیں'' (کنز الفرائد شرح اردو شرح العقائد ص ۱۶۵)

۶۔ حضرت امام ابن الھمام حنفی (۸۶۱ ھ) کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ کمال الدین (۹۰۵ھ) رقم طراز ہیں:

مصنف کا ''ان ثبت'' کہنا شاید اس وجہ سے ہے کہ وہ اس ثبوت نبوت کی بات کر رہے ہیں جو عقائد میں معتبر ہے بہر حال اگر اس سے انہوں نے وہ ثبوت مراد لیا ہے جو دلیل قطعی یا ظنی سے عام ہو تو پھر تردید کی

کوئی وجہ نہیں۔(المسامرہ شرح المسایرہ ص ۱۷۲)

مزید ایک جگہ پر انہوں نے ''عقائد اصلیہ'' اور ''فروع'' کی تقسیم کرتے ہوئے اس مؤقف کی تائید فرمائی کہ عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ کی تقسیم درست ہو۔(ایضاً ص ۲۰۹)

اسی طرح انہوں نے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنے کے ایک اعتقادی مسئلہ کو ''محققین کے نزدیک ظنی مسئلہ'' قرار دیا ہے(ایضاً ص ۲۱۵ ماتن اور شارح دونوں نے)

۷۔علامہ فضل اللہ تورپشتی (۶۶۱ھ) علیہ الرحمۃ نے ''المعتمد فی المعتقد'' میں جگہ جگہ ''عقائد ظنیہ'' سے متعلق امور پر بحث کی ہے، خبر واحد وغیرہ سے ثابت ہونے والے مسائل کو بھی عقائد کا نام دیا ہے۔مثلاً: ص ۲۱۹ فصل چہارم ورمراتب لی رضی اللہ عنھم۔۔۔،ص ۱۹۳ فصل۔۔درآنچہ امام بحق بعد وز پیغمبر۔۔۔ص ۱۶۴ فصل دھم درایمان باشرائط ساعت۔۔۔۔،۱۶۸ فصل دھم۔۔۔،۱۶۹،۱۸۳،۱۸۸ در بیان مسائل اعتقادی۔۔۔۔،

اس کے علاوہ متعدد مقامات پر غور وفکر کرنے سے اہل علم مسئلہ کی نوعیت کو سمجھ سکتے ہیں۔

خلاصۃ الکلام : درج بالا عبارات سے واضح ہوگیا کہ:

۱۔عقائد کی دو قسمیں ہیں، قطعیہ اور ظنیہ ۲۔عقائد قطعیہ کا ثبوت دلائل قطعیہ سے جبکہ عقائد ظنیہ کے ثبوت کے لیے دلائل ظنیہ سے استدلال بالکل درست ہے۔

۳۔علما عقائد کتب عقائد میں عقائد ظنیہ کے اثبات کے لیے ظنی دلائل بیان کرنے پر متفق ہیں۔

۴۔جن بعض متکلمین نے دلائل ظنیہ کے عقائد ظنیہ میں غیر معتبر ہونے کا قول کیا ہے وہ غلط ہے۔

صاحب ہدیۂ بریلویت کا دھوکہ و تضاد: دیوبندی مؤلف نے ص ۱۴ پر ''عقائد کے لئے دلیل کہاں سے لیں؟'' کا عنوان قائم کر کے اپنے فاسد گمان میں بڑی تحقیق وجستجو کے ساتھ موافق اور مخالف حضرات کے حوالہ جات نقل کر کے بڑا تیر مار لیا ہے۔جبکہ ان کی یہ ساری کاوش حسب سابق دھوکہ وفریب اور تضاد پر مبنی ہے، مثلاً

پہلے نمبر پر لکھا کہ عقیدہ کے لیے صرف وہی حدیثیں قابل قبول ہوں گی جو قطع اور یقین کا فائدہ دیں

۔۔۔عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد صحیح بھی ناکافی ہے۔

لیکن ساتھ ہی دوسرے نمبر پر لکھ مارا ''عقیدہ کے لیے نص قرآنی پیش کی جائے۔''

اب جو آدمی اپنی دو باتوں (وہ بھی ایک ہی جگہ پر، پہلے دوسرے نمبر پر) کا توازن بھی برقرار نہ رکھ سکے وہ کتابیں لکھنا شروع کر دے تو کس قدر تباہی مچائے گا۔ دیوبندی دھرم کے خود ساختہ ''متکلم اسلام'' اس کی ایسے مکروہ وخلاف اصول سعی کو نہ صرف پسند کرتا ہے بلکہ اسے لاجواب قرار دیتا ہے۔

دراصل دیوبندیت ایسے ہی تضاد گوئی، دھوکہ دہی اور اصول شکنی پر مبنی ''دھرم'' کا نام ہے۔

ان نالائقوں سے کوئی صاحب پوچھے کہ اگر عقیدہ کے لئے حدیثیں قابل قبول ہوں تو پھر نص قرآنی کا مطالبہ کرنا نادانی ہے اور اگر نص قرآنی درکار ہے تو پھر حدیثیں قبول ہونے کا قول حماقت ہے۔

واہ رے دیوبندی تیری کون سی کل سیدھی

اگر کسی دیو کے بندے کو اپنے علم وتحقیق پر کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ہو تو کتب عقائد میں سے کسی مقام پر تصریح دکھائے کہ عقیدہ کے لئے نص قرآنی پیش کی جائے۔

ہمت ہے تو اپنے عقائد پر نص قرآنی پیش کرو: ہم ان جھوٹے اور قمار بازوں کی حقیقت دنیا پر واضح کرنے اور ان کی تضاد گوئی کو عالم آشکار کرنے کے لئے اس پارٹی کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر ان کے اندر کوئی ہمت ہے، کوئی دم خم ہے، کوئی جرأت ہے تو دوسروں سے نص قرآنی کا مطالبہ کرنے کے بجائے اپنے عقائد پر نص قرآنی پیش کرو۔

زندگی ایک دوڑ ہے تو سانس پھولے گی ضرور　　　یا بدل مفہوم اس کا یا پھر فریاد نہ کر

دیوبندی عقائد کی ایک مختصر فہرست ہم پیش کر دیتے ہیں اور اس پر نص قرآنی پیش کرنا دیوبندیوں کا کام ہوگا۔

ا۔خلیل احمد انبیٹھوی نے رشید احمد گنگوہی کی پوری تصدیق وتائید کے ساتھ لکھا ہے: ''شیطان وملک الموت کو یہ وسعت (علم محیط زمین) نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔۔۔(براہین قاطعہ ص ۵۵)

اس عبارت میں ایک طرف خلیل و رشید نے نبی کریم ﷺ کے علم کا شیطان کے باطل علم سے مقارنہ کر کے آپ ﷺ کی بہت بڑی توہین کی ہے اور دوسری طرف نبی کریم ﷺ کے علم وسعت کا انکار کر کے شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت پر نص کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ

۱۔ لاؤ وہ نص قطعی ''جس میں حضور اکرم ﷺ کی وسعت علم'' کا انکار کیا گیا ہو۔

۲۔ لاؤ وہ نص جس میں شیطان اور ملک الموت کی ''وسعت علم'' کا اظہار کیا گیا ہو۔

۳۔ منظور نعمانی دیوبندی نے لکھا ہے: ''دنیاوی کے علوم ہرگز آنحضرت ﷺ کے لئے باعث کمال نہیں۔ (سیف یمانی ص ۱۲) نص قرآنی پیش کیجئے جس میں ہو کہ محیط زمین کا علم کمال نہیں ہے۔

۴۔ قاسم نانوتوی نے لکھا ہے: ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس ص ۵)
لاؤ وہ نص قرآنی جس میں ہو کہ انبیاء امت سے عمل میں ممتاز نہیں ہوتے بلکہ بظاہر کم درجہ بھی ہو سکتے ہیں

۵۔ تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات کے لئے بھی حاصل ہے'' (حفظ الایمان ص ۹)
ہمیں فی الحال اس سے غرض نہیں کہ لفظ ''ایسا'' سے مراد اس قسم کا یا اس قدر یا اتنا ہے ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اصول پرست دیوبندیو! لاؤ وہ نص قرآنی جس سے ثابت ہو کہ حضور جیسا علم غیب زید، عمرو، ہر بچے، ہر پاگل اور تمام حیوانات اور چوپایوں کو حاصل ہے یہ قدرتی انتقام ہے کہ حضور کے علم غیب کا انکار کرنے والے ہر جانور حتی کہ پاگلوں کے لئے بھی علم غیب مان رہے ہیں۔

۶۔ تھانوی دیوبندی نے طواف کی دو قسمیں بنا کر ''طواف لغوی'' کو مزاروں اور قبروں کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ (حفظ الایمان ص ۴) وہ کون سی نصوص ہیں جن سے دو اقسام کا ثبوت اور دوسری قسم کا جواز ثابت ہوتا ہے؟

۷۔ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ورنہ لازم آئے گا کہ بندے کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زیادہ ہو۔ (یکروزی فارسی)

ہے کوئی ایسا دیوبندی جو ایسی نصوص قرآنی پیش کرے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔''

۸۔ دہلوی جی نے مزید لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان وجہت سے پاک ماننا حقیقی بدعت ہے''
(ایضاح الحق الصریح ص ۳۵ فارسی طبع دہلی)

نوٹ: قدیمی کتب خانہ کراچی سے شائع شدہ اس کا ترجمہ نام ''بنام بدعت کی حقیقت'' کے ص ۷۷ پر یہ مذکور ہے۔

۹۔ تھانوی دیوبندی کا کہنا ہے کہ
اگر سجدہ بزرگ کی طرف ہو اور نیت خدا کی ہو تو حرج نہیں۔ ملاحظہ ہو: (بوادر النوادر ص ۱۲۸ طبع لاہور)

۱۰۔ اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے: ''یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف ہی حکم لائے، اللہ کو مانتے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانتے'' (تقویۃ الایمان ص ۳۶ مکتبہ سلفیہ لاہور)
یہ اللہ پر بھی بہتان ہے اور تمام رسولوں پر بھی۔ دیوبندی وہ نصوص پیش کریں جس میں اس چیز کا بیان ہے

۱۱۔ دہلوی جی نے مزید لکھا ہے: ''اور یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۳۵)
قرآن کی کس آیت میں ہر بڑی چھوٹی مخلوق کو چمار سے بھی ذلیل کہا گیا ہے۔ وہ نص قرآنی پیش کرو۔

۱۲۔ ایک مقام پر لکھا ہے:
''من گھڑت نام شرک ہیں'' (ایضاً ص ۶۸)

۱۳۔ مزید اپنا غیر شرعی عقیدہ یوں بیان کیا گیا ہے:
''جس کا نام محمدؐ یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔'' (ایضاً ص ۶۸)

۱۴۔ ایک جگہ اور لکھا ہے:
''یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔'' ۔۔۔۔ (ایضاً ص ۹۳)

۱۵۔ ایک مقام پر لکھا ہے:

''غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟'' (ایضاً ص ۸۹)

دوسروں سے نص قرآنی کا بے دھڑک مطالبہ کرنے والو! اپنے ان عقائد پر کوئی نص ہے تو پیش کرو۔

۱۶۔محمد زکریا سہارنپوری نے قرآن کی تلاوت اور ذکر الٰہی کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے:

''نماز کا معظم حصہ ذکر ہے۔قرأت قرآن ہے یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا۔۔۔ نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے۔(فضائل اعمال ص ۳۶۹)

استغفر اللہ! قرآن کی کس آیت میں لکھا ہے کہ غفلت کی حالت میں تلاوت معاذ اللہ بکواس ہو جاتی ہے؟

۱۷۔قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے: خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کا ہونا عوام کا خیال ہے ملاحظہ ہو (تحذیر الناس ص ۳)

قرآن کی کس نص میں یہ تصریح ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی درست نہیں اور یہ عوام کا خیال ہے۔

۱۸۔نانوتوی جی مزید لکھتے ہیں:

''کذب (جھوٹ) کو منافی شان نبوت سمجھنا خالی غلطی سے نہیں'' (تصفیۃ العقائد ص ۲۴)

بتاؤ! وہ کون سی نص ہے جہاں پر جھوٹ کو شان نبوت کے خلاف سمجھنا غلطی قرار دیا ہے۔

۱۹۔رشید گنگوہی نے لکھا ہے: ''لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصۂ رسول اللہ ﷺ کی نہیں'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۸)

کس آیت میں ہے کہ رحمۃ اللعالمین رسول اللہ ﷺ کی صفت خاصہ نہیں۔

۲۰۔رشید گنگوہی دیوبندی نے کہا ہے: ''سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

کس آیت قرآنی میں اس بات کی تصریح ہے کہ حق صرف رشید گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے۔

دیوبندیوں کا عقل کو حجت اور سند بنانا:

ایک طرف دیوبندی کہتے ہیں کہ صوفیا کی بات حجت نہیں مشائخ کا مشرب دلیل نہیں جیسا کہ اس پارٹی نے بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عبارت کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

''(جب) حلال اور حرام کے مسئلہ میں صوفیاء کرام کی بات حجت اور سند نہیں (تو عقائد میں ان کی گول مول اور مجمل باتیں کب قابل قبول ہوسکتی ہیں) (مکتوبات دفتر اول ص ۳۳۵ مجدد الف ثانی ص ۱۴)

حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اصل عبارت (جس کا ترجمہ دیوبندیوں نے کر رکھا ہے) یوں ہے: ''اور صوفیا کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے'' (مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۶)

لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دوسروں کو اس قسم کے حوالے سنانے والے دیوبندیوں کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث اور اقوال فقہا تو رہے ایک طرف گندی باتوں کو ثابت کرنے کے لئے اپنی ناتمام عقل کو بھی حجت وسند بنا لیتے ہیں ملاحظہ ہو:

اشرفعلی تھانوی نے کہا: عقل کا ایک اقتضا تو یہ بھی ہے جیسا کہ ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا کہ ارے خبیث! یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہوسکتا ہے ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جائے اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوی سے جائز رکھا جائے گا (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۵۴، ملفوظ ۴۹ بعنوان دینی حالت کی بربادی کا سبب)

ہمیں ماں سے بدکاری کرنے والے سے اور اپنا گوہ کھانے والے بدبخت سے غرض نہیں بات تو یہ ہے کہ اس بیمار امت کے بے عقل نیم حکیم نے تمام تر شرم وحیا اور خوف خدا اور فکر آخرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ان چیزوں کو عقل کے فتوی سے جائز رکھا جائے گا۔

تف ہو ایسی عقل پر جو ماں کے ساتھ زنا کاری کو جائز رکھے اور چار حرف ان لوگوں پر جنہوں نے بجائے اس کے کہ وہ قرآن وحدیث کے نصوص کا ذکر کر کے اسے حرام، گناہ اور ممنوع قرار دیتے انہوں نے اسکے مقابلے میں عقل کو حجت اور سند بنا کر اس حرام کاری کو جائز قرار دے دیا۔ اب گھمن پارٹی چلو بھر پانی میں ڈوب مرے کہ دوسروں کو حلت وحرمت اصول سمجھانے والوں کے اپنے باوے کا کیا حال ہے۔

حلال وحرام میں صوفیا کے اقوال کو حجت نہ ماننے کا بھی جھانسہ دینے والے عقل کے فتویٰ سے ماں کے

ساتھ زنا کاری اور نری حرام کاری کی اجازتیں دے رہے ہیں۔

تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے عقل فطری چیز ہے فطرت ایک کی عقل سے دوسرے کی عقل میں تفاوت ہوتا ہے فطرت ہی ہے کسی میں زائد ہوتی ہے کسی میں کم۔ (ملفوظات جلد ۵، صفحہ ۲۴۲، ملفوظ ۲۴۳، عقلوں میں تفاوت)

دونوں اقتباس پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ دیوبندیوں میں اس آدمی کی نسبت عقل زیادہ ہے، کیونکہ یہ عقل کے فتویٰ سے بدکاریوں کو جائز رکھتے ہیں۔

گوہ کھانے کی بات چل نکلی ہے تو یہاں ایک اور دیوبندی موحد کا حال ملاحظہ فرمالیں۔ تھانوی نے بیان کیا ہے:

ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر حلوہ وغلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انھوں نے بشکل خنزیر ہوکر گوہ کو کھالیا پھر بصورت آدمی ہوکر حلوہ کھایا۔ اسکو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے۔ (امداد المشتاق)

یہ بھی عقل کے فتویٰ سے اسکو جائز سمجھتے ہونگے بلکہ انھوں نے حلوہ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز ہے) غلیظ گند اور گوہ وغیرھم کو ایک چیز قرار دینے کی جسارت کرڈالی لیکن یہ پھر بھی تھانوی دیوبندی کے ہاں موحد ہی ٹھہرے، شاید یہ بھی تھانوی عقل نارسا کا فتویٰ ہوگا۔

بتایئے! عقل کی رو سے بدکاریوں اور گندخوریوں کو جائز قرار دینے والے کس منہ سے دوسروں کو ادلیہ شرعیہ دکھا سکتے ہیں۔ لیکن جب مقصد دھوکہ اور فریب اور اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنا ہو تو پھر ایسی ٹیڑھی راہ ہی اختیار کی جاتی ہے۔ ؎ الٹی عقل کسی کو خدا نہ دے دے موت پر یہ بدادا نہ دے

گمان اور رائے کا اعتبار: مفتی مجاھد دیوبندی نے یہ تأثر بھی دیا ہے کہ عقائد میں گمان کا اعتبار نہیں ہے (۱۴)

ہم اس کے اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی چند عبارات پیش کردیتے ہیں کیونکہ نمبر ۳ پر اس نے آپ کی عبارت کو دلیل بنایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

ا۔ شرع شریف کے مکلّف حضرات پر سب سے پہلے ضروری ہے کہ علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ

سعیھم کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں کیونکہ آخرت کی نجات ان ہی بزرگوں کی بے خطا آراء اور اقوال کی تابعداری پر موقوف ہے۔(دفتر اول مکتوب ص۱۹۳،مترجم ص۵۰)

۲۔سب سے پہلے علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیھم جو کہ فرقۂ ناجیہ ہے کی رائے کے مطابق عقائد درست کرنا ہے۔(دفتر سوم مکتوب ۳۴،ص ۱۱۹)

۳۔مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں اس فقیر کی رائے خاص اور علم مخصوص ہے علم کلام کے اختلافی مسائل میں اس فقیر کی رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے۔(مبدأ و معاد ص۵۴ مترجم)

۴۔مسائل کلامیہ سے کیا مراد ہے؟اس کی وضاحت درج ذیل عبارت میں ہے:

''علوم و معارف الھیہ کا انحصار اہل سنت کی رائے اور ان کے عقائد کلامیہ اور (علم کلام) کے ثبوت سے پیوستہ ہیں اور ہزاروں شہود و مشاہدات کو صرف حق جلا و علی کی بے چونی و بے چگونی کے ایک مسئلہ کے برابر نہیں سمجھتے جو کہ مسائل کلامیہ میں سے ہے۔''(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۷ص ۳۳۵ مترجم)

۵۔مزید دیکھ لیں!آپ فرماتے ہیں:اس بحث کو علم کلام یعنی عقائد کے ساتھ ملحق کر دیا ہے۔(دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷،ص ۲۴۳ مترجم)

یہ چند اقتباسات ''مکتوبات امام ربانی'' دیوبندیوں کے ادارہ مجددیہ کراچی،مترجم زوار حسین دیوبندی سے نقل کئے ہیں،انصاف کی نظر سے دیکھنے والوں کو یہاں عقائد کے ساتھ ''رائے'' کا ذکر ضرور نظر آئے گا۔ اب اہل سنت و جماعت کے خلاف سازش بلکہ شرارت کرنے والے گھمنی،دیوبندیوں کو کچھ تو شرم کرنی چاہیئے۔

آیت قرآنی کی تفسیر حدیث کے خلاف کس نے کی؟ عقائد کے اثبات کے لئے استدلال کے سلسلہ میں اصول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:''قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر جب بسند صحیح جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو تو اس کے مقابلہ میں اگر کوئی بڑے سے بڑا مفسر بھی کچھ کہے تو اس کی بات مردود ہوگی۔اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تفسیر قابل اخذ ہوگی۔جبکہ اس کی سند بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو(ہدیۂ بریلویت ص۱۴)

قید در قید کھانے کے باوجود ہم اس کے برعکس یہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ آیت قرآنی کی تفسیر حدیث صحیح کے خلاف کس نے کی ہے اور بجائے حدیث کو قبول کرنے کے دیوبندی اس وڈیرے کی بیان کردہ تفسیر بلکہ تحریف کو آج تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں، اور ساری برادری اس کی تاویلوں پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیجئے پردہ اٹھتا ہے:

یہ ہیں دیوبندی مدرسہ کے بانی یعنی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی آنجہانی، منکر قرآنی۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں (تحذیر الناس ص ۳)

ایک بار پھر اس عبارت کو پڑھ لیجیے تا کہ آپ ان کے مقصد تک رسائی حاصل کر سکیں ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' درست نہیں اور یہ عوام یعنی جاہل لوگوں کا خیال ہے۔

اس کے جواب میں اسی گھمن ٹولے کے رئیس المناظرین ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی کا تبصرہ ہی ملاحظہ فرمائیں:

اوکاڑوی دیوبندی نے کہا ہے: ''انسانوں کی ہدایت کے لیے سلسلہ ختم نبوت جاری فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک جتنے برحق نبی آئے لیکن محمد ﷺ کو آخری اور خاتم النبیین قرار دیا گیا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین آنحضرت نے اس کی تشریح میں خود ارشاد فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع رہا ہے ۔۔۔الخ (تریاق اکبر بزبان صفدر ص ۹۳)

مزید کہا ہے: ''مرزا قادیانی اپنی عمر کے تقریباً ساٹھ سال تک آیت خاتم النبیین کا وہی معنی کرتا رہا جو خود رسول اقدس ﷺ سے تواتر اور اجماع سے ثابت تھا اس کے بعد جب اس نے یہ معنی کیا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں کیونکہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے یہ معنی کسی شیطان سے چرایا گیا ظاہر ہے کہ اگر پہلا معنی اسلامی تھا تو یہ یقیناً کفر ہے (ایضاً ص ۹۵)

کیا سمجھے ہیں آپ ؟ قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' لینے کا انکار کیا اوراوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

۱۔آیت میں آپ ﷺ کو آخری نبی قرار دیا گیا ہے۔

۲۔آیت کے جملہ ''خاتم النبیین'' کا معنی ''آخری نبی'' خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔

۳۔یہ معنی آپ ﷺ سے متواتر اوراجماع سے ثابت ہے۔

۴۔تمام مسلمانوں کا اسی معنی پر اجماع ہے۔

۵۔آیت میں خاتم النبیین کا ترجمہ ''آخری نبی'' کا انکار مرزا قادیانی نے کیا ہے۔

۶۔یہ معنی کسی شیطان سے چرایا گیا ہے۔

۷۔قادیانی نے اس کا معنی کیا کہ ''آپ کی توجہ نبی تراش ہے''

۸۔آیت کا اسلامی معنی تو ''آخری نبی'' ہے دوسرا معنی یقیناً کفر ہے۔

آیئے کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہم مرزا قادیانی اور قاسم نانوتوی دیوبندی کی فکر وخیال اور عقیدہ ونظریہ کے ایک ہونے پر ایک دوسری عبارت پیش کر دیتے ہیں جو قاری طیب دیوبندی کی ہے اور پھر اس پر تبصرہ بھی اپنی طرف نہیں بلکہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے عزیز مدیر تجلی دیوبند عامر عثمانی دیوبندی کا کیا ہوا تبصرہ نقل کر دیں گے، تاکہ اول وآخر سارے کا سارا معاملہ دیوبندیوں کے گھر ہی رہے اور انہیں ہم پر غضبناک کرنے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے چنانچہ

دیوبندیوں کے حکیم الاسلام قاری طیب دیوبندی نے لکھا ہے :

''ختم نبوت کے عنوان کے تحت حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔۔۔(ختم نبوت والی آیت لکھ کر) آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمۂ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی (آفتاب نبوت ص ۸۳)

اس پر مدیر تجلی عامر عثمانی کا تبصرہ چشم عبرت سے پڑھیں، وہ لکھتے ہیں:

''قادیانیوں کو اس سے یہ استدلال بھی ملا کہ روح محمدی تو بہر حال فنا نہیں ہوئی وہ آج بھی کہیں نہ کہیں موجود ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ پہلے اس نے ہزاروں انسانوں کو نبوت بخشی تو اب نہ بخشے''

مرید تجلی نے قادیانی کا یہ دعوی بھی نقل کیا ہے کہ

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لیے مہر دی جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی۔(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ بحوالہ تجلی نقد و نظر نمبر ۷۳)

اب عین دوپہر کے اجالے میں دیوبندیوں اور بالخصوص نانوتوی وطیب کا اصل چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں تو مرزا قادیانی اور دیوبندی عبارتوں کو سامنے رکھ کر عامر عثمانی کا یہ دھماکہ خیز بیان پڑھئے!

حضرت مہتمم صاحب نے حضور کو ''نبوت بخش'' کہا تھا مرزا صاحب ''نبی تراش'' کہہ رہے ہیں، حرفوں کا فرق ہے، معنی کا نہیں۔(ماہنامہ تجلی دیوبند ص ۷۸ نقد و نظر نمبر)

اس بحث سے ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے بیان کردہ تفسیر نبوی کو نانوتوی نے بدلا۔اجماع کے برعکس خم ٹھونک کر کھڑا ہوا اور قاری طیب نے اس کا شیطانی معنی کیا۔مرزا قادیانی کی فکر و نظر کو پروان چڑھایا۔

فیصلہ کن مرحلے کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے یہاں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کے تبصرے کا یہ حصہ ضرور پڑھ لیں۔''اب قادیانی جماعت کی طرف سے وہ خراج عقیدت ملاحظہ فرمایئے جسے اپنے مسلک کے پیش رو اور مقتدا کی حیثیت سے انہوں نے مولانا قاسم صاحب نانوتوی کے حضور میں پیش کیا ہے۔

جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے معنوں کی تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے سطور بالا میں جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی کے حوالہ جات سے ذکر کیا ہے(افادات قاسمیہ ص ۱۶، زیروز بر ص ۱۲۳)

ایک معمولی ذہن کا آدمی بھی اتنی بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی مخالف کے مسلک پر قائم رہنے کا ہرگز عہد نہیں کرسکتا۔پیچھے چھپنے کا یہ پرخلوص اعتراف اسی شخص کے حق میں متصور ہوسکتا ہے۔جسے

اپنا ہم سفر اور اپنا مقتدا سمجھا جائے۔

مرزا قادیانی کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی دیوبندی نے کہا تھا کہ ''یہ معنی کسی شیطان سے چرایا گیا۔ اب روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قادیانیوں نے آیت قرآنی کا معنی تفسیر نبوی سے روگردانی کرتے ہوئے جس شیطان سے چرایا تھا وہ ہے دیوبندی بڑی خوشی سے کہہ سکتے ہیں کہ:

ع اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

دیوبندیوں کے ''قاسم العلوم والخیرات'' کے قرآن وسنت اور اجماع امت کے انکار کا یہ کوئی نیا سلسلہ نہیں بلکہ ان کی زندگی کا معمول ہی یہی تھا۔ اس کی ایک مثال اور دیکھ لیں: قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

''ارواح انبیاء کرام علیھم السلام کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل نور اور چراغ اطراف وجوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوا ان کے اوروں کی روح کو خارج کر دیتے ہیں۔'' (جمال قاسمی ص ۱۶)

مزید لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ کی حیات دینوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔ اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا (آب حیات ص ۳۷)

ایک اور مقام پر یوں لکھا ہے:

''بالجملہ موت انبیاء اور موت عوام میں زمین وآسمان کا فرق ہے، وہاں استتار حیات زیر پردہ موت ہے اور یہاں انقطاع حیات بوجہ عروض موت ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۸،۱۶۹)

ان تینوں مقامات کا خلاصہ یہ ہے کہ بوقت وصال حضور اکرم ﷺ کی روح مقدس، آپ کے جسم انور سے خارج نہیں ہوئی اور یہ عقیدہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

اس بات کا اعتراف دیوبندیوں کو بھی ہے۔ مثلاً

ا۔ سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی کڑمنگی نے لکھا ہے:

تمام مسلمان اس نظریہ کے حامل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی ہے اور وفات کا لفظ آپ کے حق میں بولنا بالکل درست اور صحیح ہے لیکن وفات کے بعد آپ کو پھر حیات مرحمت ہوئی۔۔۔ جمہور علما اسلام موت کا معنی انفکاک الروح عن الجسد ہی کرتے ہیں (تسکین الصدور ص ۲۱۶)

یعنی جمہور علما اسلام کے نزدیک موت روح کے جسم سے جدا ہونے کا نام ہے اور آپ ﷺ کو وفات کے بعد پھر حیات مرحمت ہوئی ہے۔ جبکہ نانوتوی دیوبندی مسلمانوں کے ایک عقیدے کے خلاف راہ پر قائم ہے۔اور قرآنی فیصلہ ہےو من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جھنم و ساء ت مصیرا (النساء،۱۱۵) یعنی جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے، ہدایت واضح ہو جانے کے بعد مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے،تو ہم اسے اسی کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۲۔گکھڑوی کا تبصرہ تو آزادانہ تھا،محمد حسین نیلوی دیوبندی سرگودھوی نے نام لے کر لکھا ہے (گروہ نمبر۔ا جسد اطہر سے روح مبارکہ حضرت کی خارج ہی نہیں ہوئی بلکہ اندر ہی اندر سمٹ کر رہ گئی اور پہلے سے زیادہ حیات قویہ ہوگئی ہے، یہ ہے مسلک حضرت قاسم العلوم والخیرات نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔۔۔

’’جمال قاسمی ص ۱۵ میں واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں: انبیاء کرام علیھم السلام کے ارواح کا اخراج نہیں ہوتا۔‘‘

حضرت نانوتوی جس معنی سے موت مانتے ہیں یہ متعارف نہیں بلکہ حضرت موت بمعنی ’’ستر الحیاۃ‘‘ کہتے ہیں۔(ندائے حق ج ا ص ۵۷۲)

نیلوی دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

’’لیکن حضرت نانوتوی کا یہ نظریہ صریح خلاف ہے اس حدیث کے جو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل فرمائی ہے(ایضاً ج ا ص ۶۳۶)

مزید لکھا ہے: مگر انبیاء کرام علیھم السلام کے حق میں مولانا نانوتوی قرآن وحدیث کی نصوص واشارات کے خلاف جمال قاسمی ص ۱۵ میں فرماتے ہیں : ارواح انبیاء کرام علیھم السلام کا اخراج نہیں ہوتا (ایضاج ا ص ۷۲۱)

یہاں آکر انہوں نے صاف الفاظ میں اعتراف کرلیا کہ نانوتوی دیوبندی کا نظریہ قرآن،حدیث کی نصوص واشارات کے خلاف ہے۔

نانوتوی کی پرستش اور خانہ بربادی: اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے باوجود کہ نانوتوی دیوبندی کا مؤقف قرآن، حدیث اجماع امت اور تمام مسلمانوں کے خلاف ہے، پھر دیوبندی ملاں بجائے اس کو گمراہ، بددین اور کافر و بے ایمان قرار دینے کے، اس کی پوجا پاٹ اور ''پرستش'' میں لگے ہوئے اپنی خانہ بربادی اور عاقبت کی تباہی کا سامان یوں کرتے ہیں۔

گکھڑوی دیوبندی چوں کہ نہایت چالاک، مکار اور عیار آدمی ہے، اس لئے وہ بجائے نانوتوی کے انکار کے خود بھی ڈوبا اور دوسروں کو بھی اپنا شریک جرم کر لیا، مثلاً اس نے لکھا ہے:

''اور بعض علمائے ملت جن میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند بھی ہیں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا یہ معنی کرتے ہیں: کہ ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا فقط مثل نور چراغ، اطراف و جوانب سے قبض کر لیتے ہیں اور سوائے ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں (جمال قاسمی ص ۱۵، تسکین الصدور ص ۲۱۶)

یہ سراسر ''نانوتوی پرستی'' ہے ورنہ گکھڑوی تو مر کر مٹی میں مل گیا اس کا کوئی چیلہ چانٹا گھمن پارٹی کا کوئی خر دماغ ثابت کر دکھائے کہ وہ بعض علمائے ملت کون ہیں؟ ان کی تعداد کیا ہے؟ ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں۔ انہوں نے یہ نظریہ کس جگہ لکھا ہے؟ ان کا زمانہ کون سا ہے؟ اور پھر وہ اہل سنت ہیں یا کوئی اور؟ کیا یہ صرف نانوتوی کو بچانے اور اس کا کیس کمزور کرنے کے لئے علمائے ملت پر تہمت نہیں۔ یہاں گکھڑوی کی ایک عبارت ملاحظہ فرمالیں جس میں انہوں نے دوبارہ کذب و افترا سے کام لیا ہے لیکن دل کی چوری بھی پکڑی جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں:

''علمی اور ذوقی طور پر بعض دیگر علمائے کرام کی طرح موت کا جو معنی انہوں نے بیان فرمایا ہے اس کو نہ تو وہ عقائد ضروریہ سے سمجھتے ہیں اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں'' (تسکین الصدور ص ۲۱۷)

اپنے اور دیوبندی بے بصیرت حضرات کے دلوں کی تسکین تو شاید اسی جملے سے ہو سکے ورنہ بات یہ ہے کہ کیا گکھڑوی ملاں کو ''شیخ الحدیث'' کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود اتنا بھی شعور نہیں کہ ''تبلیغ'' کے لیے بستر بند جماعت کی طرح بستر اٹھا کر گلی گلی کا چکر لگانا ضروری نہیں، درس و تدریس اور تالیف و تحریر کے

ذریعے بھی تبلیغ ہوتی ہے۔کیا گکھڑوی صاحب نے اپنی ''چلت پھرت'' پارٹی کے ساتھ مل کر کبھی کوئی ''تبلیغی چکر'' لگایا ہے اگر نہیں تو کیا وہ تبلیغ کے بغیر ہی آنجہانی ہو گئے، کیا ان کا روزانہ بعد نماز فجر درس قرآن اور درس حدیث اور مسلسل تحریر و تالیف کا سلسلہ تبلیغ نہیں کہلائے گا۔تو جب نانوتوی صاحب نے بار بار اس عقیدہ کا اظہار کیا مثلاً جمال قاسمی، لطائف قاسمی اور آب حیات میں اس نظریہ کو لکھنا، کتب چھاپنا اور ان کی تشہیر کرنا کیا کسی تبلیغ سے کم ہے۔

معلوم ہوا کہ گکھڑوی کا فقط یہ کہہ دینا ''کہ اور نہ عام لوگوں کو اس کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں'' سے نانوتوی بچ نہیں سکتا۔اور نہ ہی سرفراز کے اس جملے سے نانوتوی کا انکار قرآن وحدیث چھپ سکتا ہے۔یہاں ایک بات ضرور ثابت ہو جائے گی کہ سرفراز دیوبندی کے ہاں دوہرا معیار، دوہری شریعت اور دینے لینے کے پیمانے جدا جدا ہیں۔اگر اس شخص میں انصاف نام کی کوئی چیز ہوتی تو اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی کہہ دیتا۔

؎ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

نانوتوی کی محبت نے ان لوگوں کو اندھا و بے بصیرت بنا رکھا ہے، محمد حسین نیلوی سرگودھوی دیوبندی لکھتا ہے:

''اب میرے اس قول سے یہ نہ سمجھ لینا حضرت نانوتوی کے حق میں گستاخی کر گیا ہے اور مرزا گاماں کے مساوی قرار دے گیا ہے والعیاذ باللہ! میرے ہاتھ اور پاؤں جل جائیں اگر ان کے حق میں گستاخی کروں ہمیں قرائن قویہ سے یہ یقین ہے کہ آپ فنا فی الرسول تھے، حد عشق رسول میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔(ندائے حق ص ۵۷۵)

ہم بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے صرف ہاتھ اور زبان ہی نہیں سارا بدن ہی جل کر خاکستر ہو جانا چاہیئے، جو اپنے بیگانے کے لحاظ سے حق اور باطل کا معیار ہی بدل لیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے قائل بھی ہوں تو پھر بھی ان پر زبان درازی اور طعن و تشنیع کا بازار گرم کرتے ہوئے کوئی شرم و حیا آڑے نہیں آتی، اور ان کے اپنے ''بابے'' قرآن کا

انکار کریں، حدیث کے منکر بنیں، مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر الگ چلیں اور مرزا قادیانی کے ''نقش قدم'' پر کاربند رہیں بلکہ قادیانی دجال کی جھوٹی نبوت کے لئے چور دروازے کھولیں۔ لیکن وہ قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام اور فنافی الرسول اور حد عشق میں انتہا کو پہنچنے والے قرار پائیں۔

یہ صرف اور صرف اکابر پرستی اور اسلام دشمنی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے ''باووں'' سے اندھی عقیدت کی بدولت اپنا بھی خانہ خراب کرلیا کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف قائم کئے گئے عقیدے کی بے جا حمایت اور طرف داری نے ان پر بھی وہی حکم صادر کردیا جو ایک قرآن وسنت اور اجماع امت کے منکر کے لئے ہوتا ہے۔

ثابت ہوگیا کہ دیوبندی تفسیر قرآن اور تشریح حدیث کے مقابلے میں اپنے ''وڈیروں'' کو ترجیح دیتے ہیں۔

نانوتوی فنا فی الدجال: گزشتہ عبارت میں کہا گیا ہے کہ نانوتوی صاحب ''فنافی الرسول'' تھے اس کے لئے انہوں نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف معنی کیا ہے۔ اب آیئے اس قانون کے تحت ہم نانوتوی دیوبندی کا جائزہ لیتے ہیں۔

پہلے ان کی عبارت ملاحظہ فرمالیں تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

''جیسے رسول اللہ ﷺ بوجہ منشائیت ارواح مؤمنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہوچکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجۂ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کرچکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا اور اسی وجہ سے اس کی حیات قابل انفکاک نہ ہوگی اور موت ونوم میں استتار ہوگا۔ انقطاع نہ ہوگا۔۔۔ الخ (آب حیات ص ۱۶۹)

اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھے تھے تو اپنے نوم کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بشہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ تنام عینای و لا ینام قلبی اور اس وجہ سے خیال مذکور یعنی دجال کا منشا ومولد ارواح کفار کو ہونا اور پھر اس کے ساتھ ابن صیاد ہی کا دجال ہونا زیادہ ترصحیح ہوا جاتا ہے اور اس کی صحت کا گمان قوی ہوا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ! حد ہوگئی ہے توہین اور گستاخی کی! آقائے کائنات، وجہ تخلیق کائنات حضرت

محمد رسول ﷺ ''روح الارواح'' ہیں اس لئے آپ کا تمام ممکنات کے لئے منشاء وجود، ہونا تو سمجھ میں آتا ہے۔ اپنے کسی اندرونی تعلق کی بنا پر دجال لعین کو اس کے ساتھ جوڑنا اور ''اس کے لیے بھی'' منشائیت ارواح کا قول کرنا کس چیز کی غمازی کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور دجال لعین دونوں ہی کو متصف بحیات بالذات قرار دینا، دجال کو پیارے آقا ﷺ کے برابر ٹھہرانا، رسول اکرم ﷺ کی طرح دجال کی حیات کو ناقابل انفکاک قرار دینا، اور اس کی موت اور نیند کو پیارے آقا ﷺ کی صفت سے مطابقت دینا اور پھر بے ادبی اور بے باکی کی انتہا یہ ہے کہ ابن صیاد لعین کے قول ''تنام عیناي و لا ینام قلبي'' کو دلیل بنا کر رسول اللہ ﷺ جیسا وصف اس کے لیے ثابت مان لینا، کیا یہ سب کچھ نانوتوی دیوبندی کے فنافی الدجال ہونے کی کھلی دلیل نہیں؟

کیا عاشق رسول ایسے ہوتے ہیں؟ ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ دیو کا بندہ کبھی عاشق رسول اور فنافی الرسول ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہم یہاں یہ بات بھی کہنا چاہتے ہیں کہ گھمن پارٹی اور بالخصوص مؤلف ہدیۂ بریلویت وہ نص قرآنی ضرور پیش کرے جس سے دجال کا متصف بحیات بالذات ہونا اور دیگر صفات میں رسول اللہ ﷺ جیسا ہونے کا ثبوت ہو۔

روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ دیوبندی قرآن، حدیث اور اجماع امت کو رد کر کے اپنے ملاؤں کے ''غیر شرعی اقوال'' کو ترجیح دیتے ہیں۔ سرفراز گکھڑوی نے دوٹوک تسلیم کیا ہے کہ جمہور علما اسلام موت کا معنی انفکاک الروح عن البدن ہی کرتے ہیں'' (تسکین الصدور ص ۲۱۶)

اور گزشتہ صفحات میں گزر چکا کہ نانوتوی نے اس مؤقف کی مخالفت کی ہے، گکھڑوی نے صرف نانوتوی کو بچانے کی خاطر بڑے ہاتھ پاؤں مارے لیکن قدرت نے ان سے یہ لکھوا ہی دیا کہ

''حضرات سلف۔۔۔ کے دامن وابستہ رہنا ضروری اور کامیابی کی چابی ہے اور ان سے اعراض نرا خطرہ کا الارم ہے'' علامہ اقبال مرحوم نے کیا اچھا فرمایا ہے کہ ؎ فرد قائم ربط ملت سے تنہا کچھ نہیں اس لئے قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے حضرات سلف صالحین کا دامن تھامنا ضروری ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے (تسکین الصدور ص ۸۱)

گویا نانوتوی جمہور سے ہٹ کر ہلاکت کے راستہ پر گامزن ہے، کامیابی سے دور اور تباہی کے نرغے میں ہے۔

نانوتوی کی طرز اپناتے ہوئے ایک اور دیوبندی اسی ہلاکت وتباہی کے راستے پر سرپٹ دوڑ رہا ہے وہ کون ہے؟ یوسف بنوری، گکھڑوی کی کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے جمہور سے یوں الگ ہوا ہے کہ:

''انبیاء کرام علیھم السلام ۔۔۔کی موت کی حالت بھی عام اموات جیسی نہیں، النوم اخو الموت اور تمام موتی میں تحقیق موت کے لیے انقطاع الروح عن الجسد بالکلیہ ہوتا ہے اور یہاں بالکلیہ نہیں ہوتا''۔ (تسکین الصدور ص۲۵)

مذکورہ بالا دیوبندی تبصرہ کے مطابق یہ نظریہ مسلمانوں کے اجماعی موقف کے خلاف ہے۔

دیوبندی گستاخانہ عبارات کے وکیل صفائی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی کانگریسی کو اقرار کرنا پڑا کہ نانوتوی جی نے قرآن وسنت کے خلاف خاتم النبیین کی تفسیر ومعنی کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے: معلوم کرنا چاہئیے کہ آیت ولکن رسول الله و خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے، خاتمیت مرتبی نہیں، حضرت مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں (الشہاب الثاقب ص۸۴)

یعنی صرف ''عام مفسرین'' کے خلاف ہی نہیں چلے بلکہ ان مسلمان مفسرین کا سراسر انکار کر دیا ہے۔

کیا اب بھی کوئی شبہ رہ گیا ہے کہ نانوتوی دیوبندی قرآن وسنت اور اجماع امت کا مخالف ومنکر ہے؟

سرفراز گکھڑوی اور مجاھد دیوبندی گتھم گتھا: مجاہد دیوبندی نے لکھا تھا: عقیدہ کے اثبات کے لیے خبر واحد صحیح بھی ناکافی ہے۔ جبکہ اس کے محقق اسلام حضرت مولانا سرفراز خان صاحب نے مجاہد کے منہ پر یوں تھپڑ رسید کیا ہے۔ ''یہ ارشاد کہ اہل حدیث اور ائمہ فن کے نزدیک اعتقاد کے لیے خبر واحد صحیح ہونی چاہئیے، اس میں بھی خاصہ کلام ہے۔ الخ (تسکین الصدور ص۲۲۴ باب ششم)

مجاہد اپنی بات کو اتفاقی ظاہر کر رہا ہے جبکہ اس کا ''محقق اسلام'' اس میں خاصہ کلام بتا رہا ہے۔

دوسرے دیوبندیوں سے دست و گریبان ہونے کی مثالیں :

مجاہد کے دیئے گئے اصول پر چند مزید دیوبندیوں کی اس کے ساتھ مقابلہ بازی، ہاتھا پائی اور دست و گریبان ہونے پر چنداور عبارات ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ مجیب اللہ قاسمی دیوبندی استاذ دارالعلوم (دیوبند) نے لکھا ہے: ''اعتقادی مسائل دوطرح کے ہیں ۔ایک تو وہ ہیں جس میں یقین مطلوب ہے تو ان کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی درکار ہے۔ دوسرے وہ مسائل ہیں جن میں ظن ہی مطلوب ہے جیسے یہی تفضیل کا مسئلہ ہے ایسے مسائل میں دلیل ظنی کافی سمجھی جاتی ہے۔(بیان الفوائد فی حل شرح العقائد ص۲۶۲ مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

زین العابدین کرنالوی دیوبندی نے لکھا ہے:

اسلامی عقائد دوطرح کے ہیں۔

قسم اول: وہ عقائد جن کا ثبوت قطعی اور یقینی ہو یعنی ان کا ثبوت نصوص قرآنیہ قطعیہ سے ہو یا احادیث متواترہ (یعنی متواتر کی اقسام اربعہ) سے ہواوران کوامت میں (خاص) شہرت کا ایسا درجہ حاصل رہا ہو کہ اس میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی ہواوراس میں تاویل (صحیح) کی بھی گنجائش باقی نہ رہی ہو مثلاً توحید و رسالت قرآن کریم کا کتاب اللہ ہونا ختم نبوت، جنت وجہنم کا وجود ایسے عقائد کوعلمائے کرام ضروریات دین کی اصطلاح سے یاد کرتے ہیں وغیرہ۔

قسم اول کا حکم: ایسے عقائد کا منکر کافر ہےاوردائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قسم دوم: وہ عقائد جن کا ثبوت تو قابل اطمینان طریقہ سے ہو دلائل بھی ان کے ثبوت کے مضبوط ہوں۔ لیکن ان کوقطعیت کا درجہ حاصل نہ ہو یا ان کا ثبوت احادیث متواترہ سے نہ ہو یا ایسا مقام ان کو حاصل نہ ہو جوضروریات دین کوحاصل تھا۔ مثلاً عذاب قبر کا ہونا یا نہ ہونا، شفاعت اوررویت باری تعالیٰ وغیرہ۔

حکم قسم دوم: ایسے عقائد کا منکر کافرنہیں ہے لیکن ایسے عقائد کا حامل شخص شدید گمراہ ہے۔

(ماخوذ حیات انبیاء کرام مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

''(عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ۶۱ مکتبۃ الحسن لاہور)

عبدالواحد دیوبندی (مفتی جامعہ مدنیہ لاہور) نے عقائد کی تقسیم اور ان کے دلائل کے سلسلہ میں لکھا ہے:

جاننا چاہیئے کہ وہ عقائد جو کتب اسلامیہ میں درج کئے جاتے ہیں تین قسم کے ہیں۔

قسم اول: وہ ہیں کہ جو یقینی اور قطعی ہیں اور پھر ان کی تین نوع ہیں۔

ا۔وہ کہ جو قرآن کی ظاہری عبارت سے ثابت ہیں مثلاً جنت و دوزخ اور قیامت کا وقوع

۲۔وہ کہ جن کا مضمون نبی ﷺ سے بہ نقل متواتر ثابت ہو خواہ متواتر لفظی ہو یا متواتر معنوی ہو جیسے عذاب قبر۔

۳۔وہ کہ جن پر امت کا اجماع ہو گیا ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت۔

قسم دوم: وہ عقائد ہیں جو محض عقلی دلائل سے ثابت ہوں اگر چہ ان کے نقلی دلائل بھی موجود ہوں ۔شریعت کی باتیں نبوت پر موقوف ہیں اور وہ موقوف ہے ثبوت باری تعالیٰ اور مسئلہ ثبوت اور مسئلہ عصمت انبیاء پر جو کہ عقلی دلائل سے ثابت ہیں۔

قسم سوم: وہ مسائل ہیں کہ جو اخبار آحاد سے ثابت ہوں یا علماء نے ان کو قرآن و حدیث سے استنباط کر کے ثابت کیا ہے لیکن اسلامی فرقوں کا آپس میں اختلاف ہے جیسے قرآن کے قدیم یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہونے کا مسئلہ اور فرشتوں پر انبیاء کی فضیلت کا مسئلہ اور یہ مسئلہ کہ کرامات اولیاء حق ہیں وغیرہ۔ان مسائل میں اہل سنت سلف صالحین صحابہ و تابعین کے پیرو ہیں اور ان کے مخالف لوگ محض اپنے خیالات سے ان نصوص کا انکار یا تاویل کرتے ہیں۔(اسلامی عقائد ص۱۴ مجلس نشریات اسلام کراچی)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! کہاں مجاہد دیوبندی کا احادیث متواترہ اور صرف نص قرآنی کو اثبات عقیدہ کے لیے خاص کرنا اور کہاں عبدالواحد صاحب کا ''قسم دوم'' میں ان عقائد کو بیان کرنا ''جو محض عقلی دلائل سے ثابت ہوں'' اور اس کی مثال ہیں ''شریعت کی باتیں نبوت پر موقوف ہیں اور وہ موقوف ہے ثبوت باری تعالیٰ اور مسئلہ ثبوت نبوت اور مسئلہ عصمت انبیاء پر'' اور آخر میں واضح طور پر لکھ دینا کہ ''عقلی دلائل سے ثابت ہیں'' کیا اس سے ہر باشعور اور دانشمند یہ یقین نہیں کرے گا کہ یہ لوگ محض اہل سنت و جماعت اور بالخصوص اعلی حضرت، امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے اپنے اندرونی بغض و عداوت اور ذاتی عناد کی وجہ سے

حقائق اور مسلمات ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں۔
لیکن یہ دھندا کب تک چلے گا، عوام الناس کو حقائق سے کب تک بے خبر رکھا جائے گا؟
آخر ایک دن تو ایسا آ کے رہتا ہے کہ ظلمت کی رات چھٹ جاتی ہے اور صبح کا اجالا ہو جاتا ہے۔ کذب و افتراء دھوکہ وفریب مکاری وعیاری اور دجل وفراڈ کے بادل ہٹ جاتے ہیں اور حقیقت کو نمایاں ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

دیوبندی دین خود ساختہ ہے : یہاں ہم قارئین کو ورطۂ حیرت میں گم کر دیں گے کہ دوسروں سے قرآن وحدیث کا مطالبہ کرنے والوں کا اپنا دین ودھرم ہی ''خود ساختہ''، منگھڑت اور جعلی ہے۔
اس دعوی پر بھی ہم اپنی طرف سے نہیں دیو بندیوں کے گھر کے حوالے ہی پیش کریں گے، جہاں انہوں نے بڑی خوش دلی کے ساتھ اس چیز کو مان رکھا ہے، جو ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

دیوبندیت کا آغاز نانوتوی اور گنگوھی سے ھوا : دیوبندی مدرسہ کے استاذ تفسیر انظر شاہ کشمیری دیوبندی نے صاف صاف لکھا ہے: ''پس میرے نزدیک، دیوبندیت خالص ولی اللٰہی فکر بھی نہیں اور نہ کسی خاص خانوادہ کی گلی بندھی فکر دولت ومتاع۔ میرا یقین ہے کہ اکابر دیوبند جن کی ابتداء میرے خیال میں سیدنا الامام مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید گنگوہی سے ہوئی ہے۔ (ماہنامہ البلاغ کراچی ص ۴۸ بابت ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)
ا۔ اس اقتباس سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندیت ولی اللٰہی فکر بھی نہیں اور کسی خاص خانوادے کی فکر دولت و متاع بھی نہیں کیونکہ اس کی ابتدا قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی سے ہوئی ہے۔

دیوبندیت شاہ ولی اللہ سے بھی بعد کی پیداوار : درج بالا اقتباس سے بھی یہ بات لکھی جا چکی ہے لیکن ایک عبارت ملاحظہ ہو! یہی انظر شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:
''دیوبند کا وجود قدرت کا ایک عظیم لطیفہ ہے اور جن اکابر کو، فکر ونظر کی تراش وخراش کے لیے خدا تعالیٰ نے کھڑا کر دیا ہے، وہ عظیم انسان صدیوں کی الٹ پھیر میں، وجود پزیر ہوتے ہیں اس لیے یہ دیوبندیت کی

ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہوں (ایضاً)

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ

ا۔ دیوبندی وڈیروں نے خاص دیوبندی فکر و نظر کی تراش و خراش خود کی ہے۔

۲۔ ایسی فکر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی حاصل نہیں تھی۔

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عظیم انسان نہیں ہیں۔

۴۔ ان کے مقابلے میں دیوبندی باوے ایسے عظیم انسان ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

۵۔ اس لیے شاہ ولی اللہ سے نہیں نانوتوی و گنگوہی سے دیوبندیت کا آغاز ہوا ہے۔

دیوبندیت کے امام صرف نانوتوی و گنگوهی: یہی استاذ و تفسیر دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

''چند سال گزرتے ہیں دار العلوم دیوبند کے آفاقی کتب خانہ میں ایک با خبر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پروفیسر اچانک مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ دیوبندیت کیا ہے؟ اس کے جواب میں جب میں نے اپنی مذکورہ بالا دریافت ذرا تفصیل سے بیان کی تو سننے کے بعد وہ بولے کہ ''مولوی صاحب! اس حقیقت پر تو اکثر دیوبندی بھی مطلع نہیں، اور کھینچ تان کر خود کو ولی اللّٰہی فکر سے جوڑ رہے ہیں، حالانکہ دیوبندیت کے امام تو صرف یہی دو امام وقت ہیں۔ (ایضاً حاشیہ)

گویا ایک نہیں دسیوں دلائل اس بات پر قائم کیے گئے کہ خاندان دہلی اور دیوبندی دو جدا جدا فکریں اور الگ الگ مسلک ہیں۔ نادان ہیں وہ دیوبندی جو کھینچ تان کر خود کو شاہ ولی اللہ سے جوڑتے ہیں، کیونکہ دیوبندیت کے دنیا میں صرف دو امام ہیں، اور وہ دو امام (چشم بددور) قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی ہیں۔

شاہ صاحب اور دیوبندیت میں واضح فرق: صرف اسی پر بس نہیں انظر شاہ کشمیری دیوبندی ابھی مزید کچھ کہہ کر بات کو بالکل بے غبار کر دینا چاہتے ہیں، تاکہ کوئی دیوبندی خود کو شاہ ولی اللہ سے منسوب کرنے کی جسارت نہ کر سکے۔

ان کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

''کم از کم مجھے تو شاہ ولی اللہ اور دیوبند میں فرق نمایاں اور واضح نظر آتا ہے جس کے بعد دیوبندیت کو ولی اللٰہی فکر کا سرچشمہ قرار دینے میں مجھے تأمل ہے۔(ایضاً ص ۴۹)

جب واضح اور نمایاں فرق موجود ہے تو پھر دونوں کو ایک قرار دینا یا فکر ولی اللٰہی کو دیوبندیت کا سرچشمہ قرار دینا سراسر دھوکہ وفریب کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

دیوبندی، شاہ ولی اللہ سے دور: انظر شاہ دیوبندی نے شاہ ولی اللہ کی فکر کے علاوہ ان کے فقہ حنفی سے تعلق وتمسک پر بھی تنقید کی ہے، لکھا ہے''فقہ حنفی کی برتری کا یقین اور اس کی اشاعت ۔۔۔یہاں اس کا نام ونشان بھی نہیں، اگر ہے تو نہایت گول مول دبا دبایا اور یہی وہ بنیادی فرق ہے جو شاہ صاحب مرحوم سے کم از کم فقہ میں دیوبند کو دور لے جا کر کھڑا کرتا ہے، ''القصة بطولها'' اس لیئے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ دیوبندیت کے واقعی، امام وہی دو بزرگ ہیں، جن کا نام آپ مجھ سے سن چکے''(ایضاً)

اب بتایئے کہ کس منہ سے دیوبندی اپنا رشتہ شاہ ولی اللہ سے جوڑتے ہیں، ان کے ہاں تو گول مول مسلک ہے ان کی فقہ سے دیوبندی بہت دور جا کھڑے ہوتے ہیں، انہیں تو دیوبندی اپنا امام کہنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ ان کے گھڑے ہوئے''بزرگ'' تو صرف دو آدمی ہیں، نانوتوی وگنگوہی اور بس۔

شاہ عبد الحق محدث دھلوی سے دیوبندیت جوڑ نہیں کھاتی : دیوبندیت، جب نانوتوی وگنگوہی کی لگی بندھی فکر کا نام ہے تو اب ظاہر ہے کہ ماضی قریب کے بزرگ ہوں یا اس سے بھی پہلے کے دیوبندیت کا ان کے ساتھ کیا جوڑ ہوسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انظر شاہ کشمیری دیوبندی نے یہ چوٹی سر کر لی ہے کہ دیوبندیت کا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے کوئی تعلق وواسطہ ہرگز نہیں ہے۔یہ حقیقت انہی کے الفاظ میں دیکھیئے! لکھا ہے:

''ایک عرصہ تک میرا خیال یہ رہا کہ دیوبند کو اپنا تعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کیوں نہ قائم کرنا چاہیئے غالباً ہندوستان میں اپنی مخصوص نوعیت کے اعتبار سے حدیث کے سلسلہ میں ان کی خدمات کچھ کم وقیع نہیں ۔۔۔مگر پھر یہ رائے بھی بدل گئی۔اول تو اس وجہ سے کہ شیخ مرحوم تک ہماری سند ہی نہیں پہنچتی، نیز حضرت شیخ عبدالحق کی فکر کلیۃ دیوبندیت سے جوڑ بھی نہیں کھاتی ۔۔۔سنا ہے کہ حضرت مولانا

انور شاہ کشمیری مرحوم فرماتے تھے کہ ''شامی اور شیخ عبدالحق پر بعض مسائل میں بدعت وسنت کا فرق واضح نہیں ہوسکا'' بس اسی اجمال میں ہزارہا تفصیلات ہیں۔۔۔الخ (ایضاً حاشیہ)

دیکھ رہے ہیں آپ! بات بڑھتی بڑھتی کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے۔

ا۔شاہ ولی اللہ کی فکر بھی دیوبندیت سے یکسر مختلف ہے۔

۲۔شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی فکر بھی بالکل دیوبندیت سے جوڑ نہیں کھاتی۔

۳۔اور حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی فکر کا زاویہ بھی ٹیڑھا تھا بدعت وسنت کا فرق بھی ان پر واضح نہ ہو سکا۔

دیکھئے! اپنے گھڑے ہوئے اماموں اور گھریلو ''وڈیروں'' کو امام، عظیم انسان اور علوم ومعارف کے مرکز و محور ثابت کرنے کے لیے اکابرین کی کس طرح پگڑیاں اچھالی جارہی ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

مدرسہ دیوبند پر قبضہ اور جھڑپ: دیوبندی اپنے ''بابے'' قاسم نانوتوی کو بانی دارالعلوم دیوبند کہتے نہیں شرماتے آج ہم یہ بات بھی کھول دیتے ہیں کہ یہ شخص ہرگز ہرگز مدرسۂ دیوبند کا بانی نہیں ہے۔ یہ ظالم قابض ہے، نظریاتی اختلافات کی وجہ سے اس نے مدرسہ کے اصل بانیوں سے جھڑپ کی، آویزشیں ہوئیں دنگا وفساد کیا اور نہایت بے دردی کے ساتھ اپنا لاؤ لشکر لے کر بانیان مدرسہ پر حملہ آور ہوا اور انہیں وہاں سے نکال باہر کیا اور خود بلا شرکت غیرے ''بانی دارالعلوم دیوبند'' بن کر عدل و انصاف اور اخلاق ومروت کا منہ چڑانے لگا۔

فی الحال اس پر انظر شاہ دیوبندی ہی کا حوالہ ملاحظہ فرمالیں۔ تفصیل کسی مقام پر آئے گی ان شاء اللہ العزیز!

انظر شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے:

''الحاج صوفی روشن ضمیر مولانا عابد حسین بلاشبہ دارالعلوم کے ابتدائی بانی ہیں یہ ابتدائی آویزشیں جو حضرت مولانا قاسم صاحب اور حاجی عابد حسین مرحوم میں رہیں جن کی محتاط تعبیر شکر رنجی یا مشاجرات ہی سے ہوسکتی ہے، میرے نزدیک اس کی واقعیت صرف اتنی کہ عمارت کے مختصر یا وسیع کرنے پر دونوں بزرگوں کا

اختلاف رہا جیسا کہ میں اپنے بزرگوں سے برابر سنتا رہا، مجھے عرض کرنے دیجئے کہ یہ آویزش خالص " نظریاتی جنگ"، تھی میں تفصیلات میں تو ہرگز نہیں جاؤں گا اس لئے کہ وہ ایک دلخراش تاریخ کا باب ہے ۔(البلاغ کراچی ص ۵۰۔۴۹ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)

دیکھ لیجیے ہزار احتیاط کے باوجود دل کی بات زبان پر آ ہی گئی۔ اور چارو ناچار تسلیم کر ہی لیا کہ

۱۔ مدرسہ کے اصل بانی حضرت حاجی عابد حسین تھے۔

۲۔ وہ صوفی اور روشن ضمیر بزرگ تھے۔

۳۔ قاسم نانوتوی نے ان کے ساتھ آویزش، جنگ اور معرکہ آرائی کا سلسلہ قائم کیا۔

۴۔ اسے کوئی بہت ہی محتاط الفاظ میں شکر رنجی یا مشاجرات کہہ سکتا ہے ورنہ یہ خالص جنگ تھی۔

۵۔ یہ آویزش و لڑائی مدرسہ کی عمارت کو مختصر یا وسیع کرنے پر ہرگز نہ تھی۔

۶۔ اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ خالص نظریاتی جنگ تھی۔

۷۔ اگر اس کی تفصیلات بتا دی جائیں تو خاصہ مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

۸۔ کیونکہ قاسم نانوتوی کے دنگا و فساد اور غارت گری کی یہ داستان تاریخ کا ایک دلخراش باب ہے۔ یہ ساری باتیں انظر دیوبندی کی عبارت میں موجود ہیں جنہیں وہ بھرپور احتیاط کے باوجود کہہ گئے ہیں ہم اپنے ملک میں ان دیوبندیوں کے قبضہ کرنے اور مساجد و مراکز کو ہتھیا لینے کے واقعات اور نانوتوی کی اس دلخراش داستان کو سامنے رکھ کر کھلے بندوں کہہ سکتے ہیں کہ دیوبندی ابتداء ہی سے "قبضہ گروپ" اور غارت گروہ دنگا و فساد گروپ کی صورت میں چلا آ رہا ہے، اور یہ بھی پتہ چلا کہ یہ لوگ صوفی، درویش، روشن ضمیر بزرگوں سے بھی دست و گریباں ہونے سے نہیں شرماتے، یہ بات ان کی گھٹی میں رکھی گئی ہے۔

ہمارے قارئین کو اب یہ فیصلہ کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا کہ دیوبندیت واقعی چودھویں صدی کی پیداوار ہے، اس کا گزشتہ بزرگوں میں سے کسی مسلمہ شخصیت سے کوئی تعلق نہیں۔

انہوں نے اپنے خود ساختہ اور منگھڑت "افکار و خیالات" کو پروان چڑھانے کے لیے جن لوگوں سے مدرسہ چھینا تھا۔ یعنی حاجی عابد حسین صاحب وہ بھی نظریاتی طور پر ان کے مخالف تھے۔ ان کا عقیدہ بھی

دیو بند عقیدہ سے مختلف تھا، اس گستاخیوں والے دھرم کی بنیاد نانوتوی و گنگوہی جیسے بھگوڑوں نے رکھی ہے۔

دیوبندی دین کی بنیاد نانوتوی و گنگوھی نے رکھی : اگرچہ ہمارے اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے گزشتہ سطور میں دئے گئے ناقابل تردید حوالہ جات کافی ہیں، لیکن ہم یہ بات بھی دیو بندیوں سے کہلائے دیتے ہیں: تقی الدین ندوی مظاہری نے اپنے دھرم کے شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی کا ملفوظ نقل کیا ہے: ''ہمارے اکابر حضرت گنگوہیؒ وحضرت نانوتویؒ نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو (صحبتے با اولیاء ص ۱۲۵)

بات وہی ہے جو پیچھے گزری کہ دیوبندی دھرم کا آغاز نانوتوی اور گنگوہی نے کیا ہے۔ لیکن یہاں اس سے بھی واضح طور پر موجود ہے اس عبارت میں ''جو دین قائم کیا'' اور ''اس کو مضبوطی سے تھام لو'' کے جملے دعوت فکر دے رہے ہیں۔

اس عبارت کو دیکھنے کے بعد معمولی سمجھ رکھنے والا بھی جان لیتا ہے کہ وہ یہی بتا رہے ہیں کہ گنگوہی اور نانوتوی نے اپنے وقت میں مستقل طور پر ایک دین قائم کیا تھا، دیو بندیوں کو اسی دین سے وابستہ ہونا چاہئیے۔ اب انہیں دین اسلام اور شریعت مصطفوی کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ ان کے ''بزرگوں'' نے انہیں سب سے آزاد کر دیا ہے۔

نجات صرف گنگوھی کی پیروی میں : ہر مسلمان یہ یقین رکھتا ہے کہ اس کی نجات و کامیابی رسول اللہ ﷺ کی اتباع و پیروی میں ہے، لیکن خود رشید احمد گنگوہی بانی دیو بندیت کی سن لیجئے! اس کا کہنا ہے کہ نجات صرف میری پیروی میں ہے حق صرف میری زبان سے نکلتا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمالیں: لکھا ہے:

''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷) چونکہ بقول ان کے اب نیا زمانہ ہے اور اس دور میں نئے ہادی کی ضرورت ہے اور وہ رشید گنگوہی ہے۔

دیکھ رہے ہیں آپ! ابھی کچھ نہیں تو اتنا بڑا دعوی کہ حق وہی ہے جو ان کی زبان سے نکلتا ہے، باقی ہر زبان

سے نکلنے والا باطل ہے اور اب کسی اور کی اتباع و پیروی کچھ مفید نہیں صرف اور صرف گنگوہی کی پیروی سے نجات ہوگی، کیا یہ شان نبی کی نہیں ہوتی؟

ذرا اس عبارت کے تیور تو دیکھئے وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ میری زبان سے حق نکلتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اگر یہاں رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا تبصرہ بھی سنا دیا جائے تو ذہن کے دریچے مزید کھل جائیں گے، آپ لکھتے ہیں: ''پاسداری کے جذبے سے الگ ہو کہ صرف ایک لمحے کے لیے سوچئے! وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ رشید احمد کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ حق ہے بلکہ ان کے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ حق صرف رشید احمد ہی کی زبان سے نکلتا ہے، دونوں کا فرق یوں محسوس کیجئے کہ پہلے جملے کو صرف خلاف واقعہ کہا جا سکتا ہے لیکن دوسرا جملہ تو صرف خلاف واقعہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے تمام پیشوایان اسلام کی حق گوئی کو ایک کھلا ہوا چیلنج بھی ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں مولوی رشید احمد صاحب کے علاوہ کسی کی زبان بھی کلمۂ حق سے آشنا نہیں ہوئی۔

افسوس کہ گنگوہی صاحب کے اس کو مشتہر کرتے ہوئے دیوبندی علماء نے قطعا یہ محسوس نہیں کیا کہ اس میں دوسرے حق پرست علماء کی کتنی صریح توہین موجود ہے۔

اور اخیر کا یہ جملہ کہ ''اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر'' پہلے والے سے بھی زیادہ خطرناک اور گمراہ کن ہے کیا حصول نجات کے لیئے اب رسول عربی فداہ ابی و امی کا اتباع ناکافی ہے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ کسی کی اتباع پر نجات موقوف ہو یہ شان صرف رسول کی ہوسکتی ہے، نائب رسول ہونے کی حیثیت سے علما کرام کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول کی دعوت دیں اپنے اتباع کی دعوت دینا مطلقاً ان کا منصب نہیں لیکن صاف عیاں ہے کہ گنگوہی صاحب اس منصب پر قناعت نہیں کرنا چاہتے۔ (زلزلہ ص ۶۸، ۶۹)

آخر ایک ''دھرم'' کے بانی جو ہوئے، اس لئے اب انہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی دعوت دینے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنے پیروکاروں کے لیے صرف اپنے خود ساختہ دھرم پر عمل کرنے کا جذبہ دے رہے ہیں۔

گنگوھی کے بیٹے کا حکم بھی دین : بڑے میاں نے جو کہنا تھا وہ کہہ لیا، لیکن چھوٹے میاں رشید احمد کے بیٹے کی باری آتی ہے تو وہ بھی کسی طرح اپنے باپ سے کم نہیں، انہوں نے بھی اپنے حکم کو دین کا درجہ دے رکھا ہے۔

رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

گنگوہ میں آخری دربار یعنی صاحبزادہ جناب حکیم مسعود احمد صاحب دام اللہ ظلہ کی خدمت میں جس وقت بندہ نے پیش کئے۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ تیرے سوا اگر کوئی طمع نہیں کر سکتا میرا تجھ کو مشورہ نہیں بلکہ امر ہے ۔۔۔اگر کوئی الزام دے تو آخری جواب یہ دے دو کہ یہ بھی مسعود احمد کے حکم کی تعمیل ہے جو دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷)

یعنی جس طرح ایک مسلمان کے لیے آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ میں یہ کام کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ یہ اللہ و رسول کا حکم ہے بالکل اسی طرح دیوبندی اپنے گنگوہی زادے کی بات نہیں ٹال سکتے، اگر کوئی اعتراض کرے تو انہیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ'' آخری جواب'' یہ دے دو کہ یہ بھی مسعود احمد کے حکم کی تعمیل ہے جو دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ دیوبندی دین ہی ہوسکتا ہے جس کی بنیاد نانوتوی و گنگوہی نے رکھی کہ اس میں مسعود گنگوہی کا حکم دین ہو ورنہ مسلمانوں کے لئے ہرگز ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے۔

خلیل انبیٹھوی کی باتوں کا نام دین : دیوبندی دھرم میں ان کے خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی باتیں بھی ان کا دین ہے۔عبارت ملاحظہ فرمالیں: مولوی محمد سہول صاحب کے حوالے سے لکھا ہے:

''مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیض مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں ۔واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔(المہند ص ۹۶ ادارہ اسلامیات لاہور)

یعنی مذہب اسے قرار دیا جائے تو چودھویں صدی میں خلیل احمد نے لکھا ہے۔ظاہر ہے جب ان کے مذہب

کا آغاز ہی چودھویں میں ہوا تو مذہب بھی تو آج ہی لکھا جائے گا۔

یہ تمام عبارات پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں کہ دیوبندی دھرم چودھویں صدی کی پیداوار ہے۔

دیوبندیت کے بانیوں کا تعارف:

ہر چند کے دوپہر کے اجالے کی طرح ہر عام و خاص پر واضح ہو گیا کہ دیوبندی نیا دھرم ہے۔ اس کی بنیاد نانوتوی و گنگوہی نے رکھی۔ اس دین میں گنگوہی کی پیروی پر نجات ہوتی ہے۔ نانوتوی نے ''صوفی روشن ضمیر بزرگ'' سے نظریاتی جنگ لڑ کر اپنا مرکز دیوبند قائم کیا اور خود ساختہ بانی دارالعلوم دیوبند بن گیا۔ یہ دونوں بانیانِ دیوبندیت کس مزاج کے آدمی تھے، اور ان کی تعلیمات کیا تھیں؟ اس پر تفصیلی گفتگو پھر کبھی ہو گی، سر دست ہم ان کا مختصر تعارف کرا دیتے ہیں تا کہ قارئین کو تشنگی نہ رہے۔

رشید گنگوہی کا تعارف :

کہنے کی حد تک تو دیوبندی فرقہ انہیں مجسم نور، غوث الاعظم، امام ربانی، قطب العالم ظاہر کرتا ہے اور گنگوہی جی خود کو بلا شرکت غیرے نجات کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ مزید دیکھئے کہ وہ کس ''سرشت'' کے مالک تھے۔

سلسلۂ نسب : باپ کی طرف سے ان کا خود بیان کردہ سلسلہ نسب یوں ہے۔ رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد صاحب بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن قاضی علی اکبر۔ الخ جبکہ ماں کی طرف ان کے ماموں کا نقل کردہ سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

رشید احمد صاحب بن مسماۃ کریم النسا بنت فرید بخش بن غلام قادر۔ الخ ملاحظہ ہو: (تذکرۃ الرشید ص ۱۳)

دیوبندی، تقویۃ الایمانی اصولوں کے مطابق پیر بخش، فرید بخش مشرکانہ نام ہیں۔ (دیکھئے تقویۃ الایمان)

جبکہ غلام حسن، غلام علی اور علی اکبر نام عام دیوبندی اصول کے مطابق رافضیانہ، تشیعانہ ہیں۔

گویا اپنے ہی گھر کے اصولوں سے دیوبندی گنگوہی کے خاندان کے لوگ مشرکانہ اور رافضیانہ خیالات کے حامل تھے۔

اساتذہ کا تعارف: عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے: مولوی محمد تقی صاحب ماموں ہونے کے علاوہ چونکہ استاد بھی تھے۔۔ ''آپ نے فارسی کا کچھ حصہ مولوی محمد غوث صاحب سے بھی پڑھا ہے۔ آپ نے

ابتدائی صرف ونحو کی کتابیں جناب مولوی محمد بخش صاحب رامپوری سے پڑھی ہیں ۔(تذکرۃ الرشید ص ۲۶)

’’مولوی محمد بخش صاحب رامپوری حضرت کے نہایت ہی شفیق استاد تھے۔(ایضاً)

چونکہ یہ تقی، غوث، محمد بخش نام بھی دیوبندی اصول کے مطابق مشرکانہ ہیں تو ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے خاندان کے لوگ اور اساتذہ سب مشرکانہ خیالات کے حامل تھے۔

استاد کی علمی حالت : عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

حضرت مولانا کے والد جناب مولوی ہدایت احمد صاحب تقریب رخصت آٹھ ماہ کلکتہ سے تشریف لائے تو مکتب کے سب بچوں کا امتحان لیا جن میں حضرت مولانا بھی شامل تھے چونکہ یہ سارے بچے ایک میاں جی کے شاگرد اور نماز کا قاعدہ سیکھتے تھے اس لئے اسی میں امتحان ہوا اور اتفاق سے التحیات خود میاں جی صاحب کو غلط یاد تھی اس لئے بچوں میں جس بچے نے بھی سنائی برکاتہ کو بہ تشدید بَرَّکَاتُہ پڑھا۔(تذکرۃ الرشید ص ۲۳)

یہ استاد کا حال ہے، شاگرد کا علمی مقام کیا ہوگا۔

گنگوہی دیوبندی کا علمی مقام: گنگوہی جی کے سوانح نگار نے ان کا اپنا اعتراف لکھا ہے۔

’’حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں ہے‘‘(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۴۲)

اس پر ہم صرف یہی کہنا کافی سمجھیں گے کہ واقعی درست کہا:

ے مستند ہے ان کا فرمایا ہوا

چونکہ صرف ان کے منہ سے حق نکلتا ہے لہٰذا ان کے اس ’’فرمان‘‘ کو باطل کون کہہ سکتا ہے۔اور یہ بات واقعی درست ہے کہ گنگوہی جی کو سوائے گستاخیوں، بے ادبیوں کے کچھ آتا جاتا نہیں تھا۔

فرقہ دیوبندی انہیں فخر المحدثین کہتا نہیں شرماتا، جبکہ علم حدیث میں ان کا مقام ملاحظہ کیجئے:

میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

ایک دن اثناء قرأت میں فاتحہ خلاف الامام کے متعلق کسی موقع پر میں نے تذکرۃً عرض کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے الا ان یکون وراء الامام اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کو میں نے سنا کہ فرماتے تھے یہ حدیث ہر چند کہ موقوف جابر رضی اللہ عنہ پر ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ احکام کے متعلق ہے کہ صحابی اپنی طرف سے یہ استثنا نہیں کرسکتا تھا۔'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۹۲)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سائل تو روایت کے مآخذ سے جاہل تھا ہی گنگوہی نے تائید کر کے اپنے علم و تحقیق کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوڑ دیا۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہرگز نہیں۔ ثابت ہوا کہ ''**ایں خانہ همه آفتاب است**''

گنگوہی دیوبندی نے ایک مقام پر خود لکھا ہے: ''حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو'' (فتاوی رشیدیہ ص ۲۴۱)

یہ سراسر جھوٹ اور رسول اللہ ﷺ پر بہتان عظیم ہے، جو صرف اسماعیل دہلوی کے دفاع میں بولا گیا ہے کوئی دیوبندی اپنے ''امام ربانی'' کی بیان کردہ جھوٹی روایت دکھا کر سچا ثابت نہیں کرسکتا۔

متضاد فتوے : چونکہ گنگوہی دیوبندی کا علم نہایت سطحی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا، اس لئے وہ ایک بات کہہ کر خود ہی اس کے خلاف فتویٰ دے دیتے تھے، انہیں اتنا بھی شعور نہ رہتا کہ وہ پہلے کیا کہہ چکے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں!

ا۔ ایک جگہ لکھا: پس توشۂ مردہ کے ساتھ ہرگز کہیں قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہوتا۔ اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے ہرگز درست نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۶۹)

اور دوسرے مقام پر ''قرون ثلثہ'' کی قید کی دھجیاں یوں بکھرتے ہیں۔

''قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے۔'' (ایضاً ص ۱۶۶)

۲۔ ایک مقام پر ''توشہ'' کے لفظ کو منع کرتے ہوئے لکھا ہے:

''توشہ حق نام نذر کا رکھنا بدعت ہے ایسا لفظ موہم کہنا بیجا ہے اور جو کوئی معنی صحیح توشہ حق کے ہوویں بھی تاہم

موہم لفظ بولنا نہیں چاہیئے ۔(فتاوی رشیدیہ ص ۱۳۹)

یعنی ''توشہ'' کا لفظ اگرچہ اس کا صحیح معنی بھی ہو جائے تب بھی نہیں بولنا چاہیئے ۔

جبکہ دوسری جگہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ لفظ خود بولتے ہیں:

''ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کا توشہ کرنا درست ہے'' (ایضاً ص ۱۶۴)

۳۔ایک جگہ ایک عمل کو بدعت قرار دے کہ کہا کہ ثواب نہیں پہنچے گا:

''ان قیود وخصوصیات کے ساتھ بدعت بھی ہے اور ثواب بھی نہیں پہنچتا (ص ۱۵۶)

جبکہ دوسری جگہ بدعت قرار دے کر لکھ دیا کہ ثواب پہنچ جائے گا:

''کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس وپیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔'' (۱۶۶)

۴۔ایک مقام پر کہتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو مفصل حال معلوم نہیں''۔(۲۶۶)

دوسرے مقام پر اس کے وکیل صفائی بن کر یوں گویا ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت وشرک سے روکتا تھا۔مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔(۲۹۷)

پہلے ''مفصل حال معلوم نہیں'' اور اب اتنی تفصیلی معلومات کہ اس کی اچھائی اور مزاج کی شدت تک سے آگاہ ہو گئے،عمل بالحدیث اور بدعت وشرک سے روکنے تک کو جان گئے ہیں۔

مزید کہتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں،ان کے عقائد عمدہ تھے اور ان کا مذہب حنبلی تھا۔البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا اور عقائد سب کے متحد ہیں۔اعمال میں فرق حنفی،شافعی،مالکی حنبلی کا ہے۔(۲۹۷)

ملاحظہ فرمائیں!نجدیوں کی ایک صفت سے آگاہی ہے اور عقائد میں انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

۵۔ایک مقام پر ہندوستان کی کیفیت کے متعلق اپنی بے علمی کو یوں بیان کیا ہے:

''ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق حال بندہ کی خوب نہیں ہوئی۔۔۔اور بندہ کو پھر خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے''۔(۵۳۶)

جبکہ دوسری جگہ یوں فتویٰ ٹھوک دیا کہ

''سب ہندوستان بندہ کے نزدیک دارالحرب ہے''۔(۶۳۳)

غور فرمایا آپ نے! یہ کوئی فخر المحدثین بول رہا ہے یا رأس الجاہلین!

جب خوب تحقیق نہیں تو پھر بغیر تحقیق کے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے دینا کس چیز کی غمازی کرتا ہے۔کیا خود کو اس حدیث کا مصداق نہیں بنایا جا رہا کہ جس میں سرور کائنات حضرت امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علماء اٹھ جائیں گے، جاہل لوگ رہ جائیں گے، لوگ انہیں اپنا سردار بنالیں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیں گے۔

یہاں ہم صرف ان پانچ مثالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔بوقت ضرورت یا عندالطلب مزید حوالہ جات پیش کر کے ہم ان لوگوں کی علمیت کا پردہ چاک کردیں گے۔

بصارت ختم ہوگئی : سطور بالا میں درج شدہ پانچ مثالوں سے گنگوہی جی کا علمی بصیرت سے محروم ہونا واضح ہوجاتا ہے، علاوہ ازیں وہ بصارت سے بھی تہی دامن ہوچکے تھے۔

میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

''آپ کی بصارت ضعیف ہوئی اور نزول آب نے آپ کو ظاہری بینائی سے معذور بنا دیا۔''(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۰۰)

گویا تب گنگوہی بصارت اور بصیرت سے محروم ہوکر

ع نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے

ذلیل و حقیر : یہ رشید گنگوہی صاحب اپنا تعارف یوں کراتے ہیں:

''میں تو اس سے زیادہ ذلیل و حقیر ہوں''(ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۲۶۰)

دیوبندیوں کا اصول ہے کہ ایسے جملوں کو تواضع پر محمول نہیں کرنا چاہئے ورنہ جھوٹ قرار پائے گا۔

ملاحظہ ہو:

مولوی ابو النصر گنگوہی کی ماں :

گنگوہی صاحب کہتے ہیں:

''مولوی ابوالنصر تو میری ماں ہیں ان کے بدن پر شاید کوئی ایسا حصہ نہ ہو جو میرے بول و براز سے ملوث نہیں ہوا''۔ (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۲۱۵)

یہ ذہن نشین رہے کہ گنگوہی عمر میں ابوالنصر سے دو سال بڑے تھے۔ (ج ا ص ۲۵)

معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی صاحب بڑے ہو کر بھی مولوی ابوالنصر پر بول و براز کرنے کے عادی تھے۔

بد خلقی کی شکایت : گنگوہی صاحب بداخلاق تھے لوگ حاجی امداد اللہ صاحب سے ان کی بدخلقی کی شکایت کرتے رہتے تھے، عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اپنے استاد مولانا عبدالمؤمن صاحب کی زبانی میں نے سنا تھا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں شکایت کی تھی کہ مولانا رشید احمد صاحب میں باوجود عالم ہونے کے خلق نہیں پایا تھا۔۔۔الخ

(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۵۷)

نوٹ: اعلیٰ حضرت سے مراد حاجی صاحب ہیں جیسا کہ اس کتاب میں متعدد مقامات پر یہ جملہ ان کے لیے موجود ہے۔

نشہ کرنے کی اجازت : گنگوہی جی نے پیری مریدی کا ڈھونگ بھی رچایا، ان کے ہاں شریعت کا لحاظ تو پہلے بھی نہیں تھا لیکن پیر بننے کے بعد بھرپور شریر ہونے کا ثبوت دیا کہ اپنے جاہل مریدوں کو نشہ تک کی اجازت دے دی۔ تھانوی دیوبندی نے بیان کیا ہے: ''حضرت مولانا گنگوہی سے ایک شخص گاؤں کا رہنے والا مرید ہونے آیا، کہتا ہے کہ میں افیم کھاتا ہوں فرمایا اچھا یہ بتا کتنی کھاتا ہے؟ اتنی میرے ہاتھ پر رکھ دے۔۔ چنانچہ اس نے ایک گولی بنا کر ہاتھ پر رکھ دی۔ حضرت نے اس کا ایک حصہ توڑ کر اسے کھلا دیا کہ اتنی کھا لیا کر۔ (ملفوظات ج ۴ ص ۳۱۸)

دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''ایک دیہاتی آپ سے بیعت ہوا اپنی دیہاتی زبان میں عرض کیا مولبی جی اور تو ساری چیزیں چھوڑ دوں گا پر افیم (افیون) نہ چھوڑ دوں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جانہ چھوڑنا'' (تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۸۔۱۴۷)

اب خود فیصلہ فرمائیں کہ ایک طرف گنگوہی جی کہتے ہیں: ''مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں۔ لوگوں کو توبہ کرا دیا کرتا ہوں'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۴۲)

اور دوسری طرف اپنے ہاتھ سے توڑ کر افیون کھلائی جا رہی ہے اسے کھانے کی کھلم کھلا اجازت دی جا رہی ہے، کیا یہی توبہ کرانا ہے، کیا یہی اصلاح کرنا ہے۔

مزید ملاحظہ فرمائیں: انہوں نے چونے والا پان بھی کھانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ میرٹھی صاحب نے بڑے دھڑلے سے لکھا ہے:

''چونے کو پان میں جائز فرماتے تھے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۷۰)

جب ان کا دعویٰ ہے کہ نجات اور کامیابی ان کی پیروی میں ہے اور حق صرف ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ تو اب وہ جو چاہیں کہیں، حرام کو حلال قرار دیں اور حلال کو حرام۔ بدخلقی کا مظاہرہ کریں یا نشہ کی اجازت دیتے رہیں۔ انہیں کون پوچھ سکتا ہے، ان کی ہر بات ہی دیوبندی دھرم میں حق اور اس پر عمل کرنا ہی نجات ہے العیاذباللہ تعالیٰ

شرم وحیا سے عاری: گنگوہی صاحب بدخلقی کے حامل تو تھے ہی ساتھ ساتھ شرم وحیا سے بھی بالکل عاری تھے۔

اس کے سوانح نگار نے لکھا ہے:

''ایک بار بھرے مجمع میں حضرت کی کسی تقریر پر ایک نوعمر دیہاتی پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی! عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے گردنیں جھکا لیں مگر آپ مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۰۰)

کس قدر بے شرمی اور بے حیائی کا مظاہرہ ہے۔ ایسی بات شاید بھانڈ اور بازاری لوگ بھی سر عام نہ کر سکیں جو ایک دینی مجمع میں اللہ والوں کے سامنے اور پھر ایک نوعمر لڑکے کے سوال پر دیوبندیوں کے امام ربانی، قطب

العالم اور غوث الاعظم کررہا ہے۔

عبارت میں ملاحظہ کیا آپ نے کہ سوال سن کر سب حاضرین کی گردنیں جھک گئیں۔یعنی سب مارے شرم کے سرنگوں ہوگئے۔لیکن اس گنگوہی کو ذرا بھر شرم وحیا نہ آئی اور کھلے عام جواب دے کر دوسروں کی شرم وحیا کو داؤ پر لگادیا۔

اور آج اس بات کو سننے،پڑھنے والے لوگ بھی مارے ندامت کے اپنا سر جھکا لیں گے۔لیکن دیوبندی اسے پھر بھی گنگوہی کی للّٰہیت،اخلاص،ذوق تعلیم اور فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی پر ہی محمول کریں گے۔

سچ کہا کہ کسی نے

بے حیا باش و هر چه خواهی کن

گنگوهی صاحب اپنے مرشد کے نزدیک: اب یہاں یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ یہ رشید(نارشید)اپنے شیخ حاجی صاحب کی نظر میں کیسے تھے اور حاجی صاحب انہیں کیا سمجھتے تھے،گنگوہی صاحب خود بیان کرتے ہیں:

''دوپہر کا کھانا مکان سے آیا تو ایک پیالہ میں کوفتے تھے نہایت لذیذ دوسرے پیالے میں معمولی سالن تھا اعلیٰ حضرت نے مجھے دسترخوان پر بٹھالیا مگر کوفتوں کا پیالہ مجھ سے علیحدہ ہی اپنی طرف رکھا۔اور معمولی سالن کا پیالہ میری طرف سرکا دیا میں اپنے حضرت کے ساتھ کھانا کھانے لگا اتنے میں حضرت حافظ ضامن صاحب تشریف لائے کوفتوں کا پیالہ مجھ سے دور رکھا ہوا دیکھ کر اعلیٰ حضرت سے فرمایا ''بھائی رشید احمد کو اتنی دور ہاتھ بڑھانے میں تکلیف ہوتی ہے اس پیالہ کو ادھر کیوں نہیں رکھ لیتے''اعلیٰ حضرت نے بے ساختہ جواب دیا:اتنا بھی غنیمت ہے اپنے ساتھ کھلا رہا ہوں جی تو یوں چاہتا ہے کہ چوڑوں چماروں کی طرح الگ ہاتھ پر روٹی رکھ دیتا۔

اس واقعہ کو عاشق الٰہی میرٹھی نے تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۷ پر اور تھانوی دیوبندی نے امداد المشتاق ص ۱۶۸ پر نقل کیا ہے۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حاجی صاحب گنگوہی کو چوڑوں چماروں کی طرح سمجھتے تھے۔

بیٹا آوارہ گرد: عاشق میرٹھی نے لکھا ہے:

''خدا بخشے مولوی محمود احمد مرحوم عنفوان شباب میں صحبت بد کے ہاتھوں کچھ آوارہ ہو گئے اور پہلوانی کے فن یعنی کثرت وغیرہ میں مبتلا ہو کر دینی تعلیم اور قید شرع سے کچھ باہر چل نکلے تھے۔۔۔آپ نے گھر سے نکال دیا (تذکرۃ الرشید ج ۲ص ۵۱)

گرونانک کی حمایت : گنگوہی جی گرونانک کے بارے میں کہتے ہیں:

''شاہ نانک جن کو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے ان کی حالت مشتبہ ہو گئی مسلمانوں نے کچھ ان کی طرف توجہ نہ کی سکھ اور دوسری قومیں کشف و کرامات دیکھ کر ان کو ماننے لگے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ص ۲۳۲)

گرونانک کو مسلمان ثابت کرنے اور اس کی کرامات منوانے کے لیے اسے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کا خلیفہ بنا دیا۔

رام کنھیا کی اچھائی: گنگوہی جی مسلمانوں کے خلاف ہی زبان درازی کرتے ہوئے انہیں بات بات پر کافر ومشرک بدعتی و دوزخی بناتے تھے، جبکہ کفار مشرکین کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔گرونانک کی حمایت کے بعد انہوں نے یہ تماشہ کر دکھایا کہ ہندوؤں کے بڑے کی تعریف کرنے لگے۔ملاحظہ ہو: عاشق میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا رام کنہیا اچھے لوگ تھے'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ص ۲۸۷)

مرزا قادیانی سے عقیدت : مرزا قادیانی لعین دیوبندیوں کے ''امام ربانی'' سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور اس کی عقیدت کوئی ڈھکی چھپی نہیں تھی، دیوبندی بھی اس سے باخبر تھے اور بڑی محبت اور فخر کے ساتھ اسے بیان بھی کرتے ہیں۔چنانچہ میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے:

''مرزا غلام احمد قادیانی جس زمانہ میں براہین لکھ رہے تھے اور ان کے فضل وکمال کا اخبارات میں چرچا اور شہرہ تھا حالانکہ اس وقت تک ان کو حضرت امام ربانی سے عقیدت بھی تھی اس طرف کے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے کہ حضرت مولانا اچھی طرح ہیں؟ اور دہلی سے گنگوہ کتنے فاصلہ پر ہے؟ راستہ کیسا

ہے؟ غرض حاضری کا خیال بھی معلوم ہوتا تھا اسی زمانہ میں حضرت امام ربانی نے ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا تھا کہ ''کام تو یہ شخص اچھا کر رہا ہے مگر پیر کی ضرورت ہے ورنہ گمراہی کا احتمال ہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج۲ص ۲۲۸)

گویا اگر مرزا قادیانی کو گنگوہی سے عقیدت و محبت تھی تو گنگوہی کو بھی اس کا پیر بننے کی خواہش تھی۔

نوٹ: یاد رہے کہ دیوبندیوں کی تسلیم شدہ کتاب (فتاوی قادریہ ص ۳۸۴) پر لکھا ہے کہ اس براہین میں کفریات انبار در انبار پائے اور رشید احمد گنگوہی نے قادیانی کو مرد صالح قرار دیا۔ گویا جس کتاب میں کفر یات ہیں گنگوہی اس کو اچھا کام قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ شروع دور میں گنگوہی اتنے نرم تھے کہ مرزا کی طرف سے تاویلیں کرتے تھے (مجالس حکیم الامت ج ۱ ص ۲۷۹)

آخرکار مرزا کو گنگوہی کی عقیدت و محبت کا کچھ تو صلہ ملنا چاہیئے، اس کی یہی صورت اختیار کی گئی کہ مرزا کے کفریات کی تاویلیں کی جائیں اور اسے مرد صالح قرار دیا جائے۔ اور پوری زندگی گنگوہی صاحب مرزے کے خلاف کوئی کتاب نہیں لکھ پائے اور نہ ہی اسے کافر قرار دیا ہے۔

لوگوں کے رحم و کرم پر: گنگوہی صاحب ناکارہ لوگوں کے رحم و کرم پر ہوتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے اپنے دانت اس لئے نہ بنوائے کہ لوگ رحم کرتے ہوئے نرم نرم حلوہ ہی بھیج دیں گے ورنہ روٹیاں چبانی پڑیں گی۔

''ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے فرمایا کہ کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے اور نرم نرم حلوہ ملتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۹۴ قصص الاکابر ص ۱۴۲)

دوسروں کو حلوہ خوری کا طعنہ دینے والوں کے وڈیرے حلوے کے لالچ میں دانتوں کو ہی جواب دے رہے ہیں۔

گنگوھی صاحب حقیقت میں انگریز سرکار کے ھیں: آخری بات نقل کر کے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کا تعلق کس کے ساتھ تھا اور اندرونی طور پر کون تھے، وہ

خود بیان کرتے ہیں:

’’میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔(تذکرۃ الرشید ج اص ۸۰)

یہ فرمان اس وقت جاری ہوا تھا جب گنگوہی جی کے خلاف انگریز بہادر کوان کے باغی ہونے کی غلط رپورٹیں دی گئیں۔جب یہ معاملہ گنگوہی دیوبندی تک پہنچا تو انہوں نے اپنی بھرپور صفائی دیتے ہوئے اپنی حقیقت کھول دی کہ انگریز سرکار کے باغی ہونے کے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔کیونکہ میں حقیقت میں مسلمانوں کا نہیں ہوں انگریز سرکار کا ہوں۔اگر مارا بھی جاؤں تو بھی کوئی فکر نہیں۔حکومت برطانیہ میری مالک ہے اسے اختیار ہے وہ جو چاہے کرے۔

ایک اقتباس میں انہوں نے جہاں یہ بتا دیا کہ وہ ظاہر میں مسلمانوں کے ہیں لیکن حقیقت میں انگریز سرکار کے ہیں۔وہاں ہمارے آقا ﷺ کے مقابلہ میں انگریز سرکار کو مالک ومختار بھی مان لیا ہے۔

لیکن اس میں کچھ افسوس کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ جو جس کا نمک خوار ہوتا ہے وہ اسے ہی اپنا مالک ومختار سمجھتا ہے۔دیوبندی مذہب میں رسول اللہ ﷺ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔(دیکھو تقویۃ الایمان)اور انگریز سرکار مالک ہے،اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

لیکن ہم سنی مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے۔عطاء الٰہی سے آپ جو چاہیں کریں۔

سنی غلام مصطفے،عاشق رسول نے کیا خوب اپنے عقیدے کا اظہار کیا ہے:

کنجیاں دی تمہیں اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کا تعارف : نانوتوی دیوبندی کو ان کی پارٹی حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات، بانی دارالعلوم دیوبند اور بہت سارے بھاری بھرکم القاب سے یاد کرتی ہے۔ان کی حقیقت کیا تھی اور وہ کس طبعیت اور کس انداز کے آدمی تھے،سطور ذیل میں اس حوالے سے ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

نام ونسب: ان کا سلسلہ نسب محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش (سوانح قاسمی ج۱ص۱۱۳)

ان کے پردادا کے بھائی کا نام خواجہ بخش تھا (ایضاً ج۲ص۱۱۵)

دیوبندی اصولوں کے مطابق اسد علی، غلام شاہ نام شیعہ طرز پر جبکہ محمد بخش اور خواجہ بخش نام خالص بریلوی طرز پر ہیں۔یعنی ان کے نزدیک یہ مشرکانہ نام ہیں۔ملاحظہ ہو:بہشتی زیور حصہ اول ص۳۵،تقویۃ الایمان ص۲۵،۳۲،۷۷

نوٹ: یہاں یہ بھی یاد رہے کے والدین نے ان کا نام ''خورشید حسن'' رکھا تھا لیکن اسے بدل کر انہوں نے اپنا نام ''محمد قاسم'' رکھ لیا۔دیوبندی اصول سے اظہار ناپسندیدگی ہے ملاحظہ ہو! فرقۂ بریلویت از الیاس گھمن

تو گویا قاسم نانوتوی کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت تھی جس بنا پر اس نام کو بدل لیا۔

تنبیہ : سرفراز گکھڑوی نے تاریخی نام ''خورشید حسن'' لکھا ہے (بانی دارالعلوم ص۷) جبکہ یہ غلط ہے ،خود نانوتوی نے حامد حسین شیعہ سے گفتگو کرتے ہوئے اپنا تاریخی نام ''خورشید حسن'' بیان کیا ہے۔ملاحظہ ہو سوانح قاسمی ج۱ص۶۵

نام بدلنے کے پس پردہ؟ غور کرنے سے نام بدلنے کی وجہ جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں موجود جملہ ''انما انا قاسم واللہ یعطی'' کو نانوتوی جی اپنی ذات پر فٹ کرنا چاہتے

تھے۔اب ظاہر ہے کسی اور نام ہونے کی بدولت وہ یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔اس لئے انہوں نے حدیث نبوی میں وارد شدہ جملے لو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں خود اپنی ذات کو کھڑا کر دیا۔ملاحظہ ہو!

''راستہ میں جو کچھ ملتا وہ سب ان لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھیے تو فرمایا'' انما انا قاسم واللّٰہ یعطی '' (ارواح ثلٰثہ ص ۲۸۱ حکایت ۳۱۴)

ملاحظہ فرمایا آپ نے !اس حدیث کو پڑھ کر جب سنی مسلمان اپنے آقا ﷺ کی شان عطا وخیرات بیان کرتے ہیں تو دیوبندی انکار کرتے ہوئے اسے صرف ''علم'' تک محدود کرنے پر تل جاتے ہیں۔اب بات چونکہ ان کے اپنے ''قاسم العلوم والخیرات'' کی ہے اس لیے وہ خاموش ہیں۔شاید یہ حدیث ان کے لیے ہی آئی ہو۔یہ کتنی بڑی جرأت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کا انکار کر کے اسے اپنے لئے ثابت کیا جائے ۔اور رسول کریم ﷺ کے منصب پر نانوتوی کو بٹھا دیا جائے۔اس ظالم نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کا معنی برابر اور یہاں حدیث نبوی میں تحریف کر ڈالی۔وہاں قرآن بدلنے پر اور یہاں حدیث میں ردو بدل کرنے پر پوری ٹیم خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے۔بجائے تردید واصلاح کے الٹا نانوتوی کے دفاع میں دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنے پر ادھار کھائے ہوئے ہیں، گویا رسول اللہ ﷺ سے کوئی غرض نہیں ''خود ساختہ حجۃ الاسلام'' کو بچانے کی فکر ہے۔معاذ اللہ!

خاندانی تعارف : نانوتوی دیوبندی کا خاندان علم اور دین سے آشنا نہ تھے بلکہ تعلیم سے بے بہرہ تھے،سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

''آپ کے والد بزگوار تعلیم سے چنداں بہرور نہ تھے،صرف ایک معمولی زمیندار تھے۔'' (بانی دارالعلوم ص ۸)

شکل و صورت: نانوتوی صاحب کے سوانح نگار نے لکھا ہے:

''قدرے داغ چیچک نمودار تھے۔'' (مذہب منصور ص ۱۱۵)۔میانہ قد نہ موٹے نہ بالکل لاغر تھے۔

حکیم منصور علی خان دیوبندی نے کہا: آپ کا رنگ سانولا تھا۔واللہ اعلم اپنے ان الفاظ سے ان کی کیا مراد

ہے۔(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۱۵۴)

سرفراز گکھڑوی نے مزید لکھا ہے:

''شکل وصورت سے دیکھنے والوں کو یہ وہم وگمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ یہ بھی کوئی مولوی ہیں۔''(بانی دارالعلوم ص ۱۳)

یعنی کوئی عالمانہ وقار اور کوئی علم وتبلیغ کی برکات وآثار شکل وصورت پر دکھائی نہیں دیتے تھے۔دراصل ''حضرت'' کے ''کرتوت'' ایسے تھے جن کی بدولت چہرے کی رونق بڑھتی نہیں اگر ہو بھی تو ختم ہوجاتی ہے ان کی شکل وصورت کا اندازہ اس عبارت سے بھی لگایا جاسکتا ہے،مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے:

''مولوی صاحب کی صورت پر جذب کی حالت برستی تھی سر کے بال بڑھ گئے تھے نہ دھونا نہ کنگھی نہ تیل نہ کترتے نہ درست کرتے۔عجیب صورت تھی جوئیں بھی ہوگئی تھیں۔(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۲۷۶)

علمی حالت : کہنے کو تو بتلایا جاتا ہے کہ نانوتوی صاحب نے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں عبور حاصل کیا تھا،لیکن درج ذیل عبارت ان کی علمی حالت اور تحقیقی ثقاہت کو خوب کھول دیتی ہے۔لکھا ہے:

''اچھے اچھے ذی استعداد مولوی اس شرط پر شریک کئے جاتے تھے کہ صرف سنتے رہیں عبارت پڑھنے یا دریافت کرنے کا حق نہ ہوگا۔''(حیات شیخ الہند ص ۲۰)

نانوتوی صاحب کے متعلق لکھی گئی اس عبارت سے ہر سمجھدار جان سکتا ہے کہ مجلس میں ''اچھے اچھے ذی استعداد مولوی'' بلائے تو جاتے تا کہ عوام پر رعب پڑے کہ قاسم نانوتوی کی محفل میں علماء بھی شامل ہوتے ہیں۔اور ساتھ ہی یہ شرط بھی عائد کی جاتی کہ وہ جو بھی اول فول بکیں آپ سنتے جائیں کچھ بولنے پوچھنے ،وضاحت کرانے اور دریافت کرنے کی آپ کو ہرگز اجازت نہ ہوگی۔

مطلب یہی تھا کہ جاہلوں کے سامنے جو نانوتوی کی علمیت کا بھرم قائم ہے وہ کھل نہ جائے۔

غور فرمائیں!یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں سرفراز گکھڑوی کچھ زیادہ ہی مستی کا شکار ہو کر لکھتے ہیں:

''دارالعلوم دیوبند اور اس کی دیگر سینکڑوں شاخوں سے قرآن وحدیث ،فقہ اور علم دین کی جو نشر واشاعت ہوئی اس صدی کے اندر تمام جہاں میں اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔''(بانی دارالعلوم ص ۱۰)

لیکن ایسے علم سے دوراور قرآن وحدیث سے ناروا سلوک کرنے والوں کو آسمانوں پر چڑھانے والے اور تعصب وفرقہ واریت پر مبنی اپنے وڈیروں کی بے جا تعریف کرنے والے بے دید ہیں۔

جوڑ توڑ کا کھیل: نانوتوی صاحب ایک اور کمال کے ماہر تھے، وہ کیا ہے؟ سوانح نگار کی زبان سے سنیے!

''مولوی محمد قاسم نانوتوی جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے۔'' (سوانح قاسمی ج۱ص۱۶۰)

تو پھر یقیناً یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسی جوڑ توڑ کے فن میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے قرآن و حدیث میں تحریف کی۔ ان کے معانی کو بدلا اور اجماع امت کی بھی پرواہ نہیں کی۔

شیعوں سے تعلق:۔ نانوتوی صاحب کے خاندان کے اکثر لوگ شیعہ ہو گئے تھے (سوانح قاسمی ج۱ص۱۷)

نانوتوی جی اکثر شیعوں کے جلسوں میں آتے جاتے تھے اور حلوہ بھی لیتے تھے۔ ملاحظہ ہو! سوانح قاسمی ج۲ ص۶۷۔۶۸، ارواح ثلاثہ

مولویوں کے لئے کاروبار: یہ صاحب اپنے مولویوں کے لیے کاروبار کا دروازہ بھی کھول گئے۔ گیلانی دیوبندی نے لکھا ہے:

''خود سیدنا امام الکبیر بھی تقریری تحریری کاروبار کی لاحاصلی سے واقف تھے۔ اپنی کتاب ہدیۃ الشیعہ میں شاید اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک پہلو افادیت کا مولویوں کے اس کاروبار کا بھی آپ نے پیدا فرمایا ہے۔ (سوانح قاسمی ج۲ص۶۹)

یعنی نانوتوی صاحب نے تقریری وتحریری کاروبار کی لاحاصلی سے واقف ہوکر ''ہدیۃ الشیعہ'' کتاب بظاہر شیعہ مذہب کے خلاف لکھی، لیکن درحقیقت انہوں نے اپنے مولویوں کے لئے کاروبار کا دروازہ کھولا تھا۔ کیونکہ وہ خود بھی شیعوں کا رد بھی کرنے کا جھانسہ دیتے اور دوسری طرف مجالس میں جاکر حلوہ قبول کرتے۔

صریح جھوٹ بولنے کا اعتراف: دیوبند کے حجۃ الاسلام اور قاسم العلوم والخیرات ارادۃً جھوٹ بھی بولا کرتے تھے اور اسے بزبان خود بڑے فخر سے یوں بیان کرتے ہیں:

''نواب قطب الدین خان صاحب بڑے پکے مقلد تھے اور مولوی نذیر حسین دہلوی پکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسہ میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ اگر کسی قدر نواب صاحب ڈھیلے پڑ جائیں اور کسی قدر مولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین خان صاحب تک بھی پہنچا دیا۔ اور مولوی نذیر حسین تک بھی مولوی نذیر حسین صاحب تو سن کر ناراض ہو گئے مگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں تشریف لائے اور آ کر میرے پاؤں پر عمامہ ڈال دیا اور پاؤں پکڑ لیے اور رونے لگے اور فرمایا بھائی! جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے تم مجھے بتلا دو۔ میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا۔۔۔۔الخ

ارواح ثلاثہ ص ۳۴۴ حکایت نمبر ۳۹۱)

بات کرنے کا انداز دیکھیں کہ ''میری زبان سے یہ نکل گیا'' آخر زبان سے ہی نکلتا ہے یا دیوبندیوں کے ہاں اور کوئی طریقہ تکلم ہے۔ کیا ان کی زبان اتنی ہی بے قابو تھی کہ جو مرضی نکل جاتا تھا۔ اور پھر اس بات کا اعتراف انہوں نے بالآخر کر ہی لیا جھوٹ تو دانستہ طور پر بولا گیا اور جھوٹ بھی ایسا کہ صریح۔ شاید اسی دن سے زبان اس قدر آزار ہو گئی تھی کہ وہ یہاں تک کہنے لگے کہ ''بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں ۔(تصفیۃ العقائد ص ۲۸) یعنی نبیوں کو گناہوں سے معصوم سمجھ کر جھوٹ کو ان کی شان کے خلاف سمجھنا غلطی ہے۔

اندازہ لگائیں! جب مدرسہ کے بانی کی سوچ اس قدر غلیظ و ناپاک ہے تو وہاں کے ''فضلہ'' کی ذہنیت کیسی ہو گی؟

زنانے لڑکے سے عشق: نانوتوی جی بڑے رنگیلے مزاج کے آدمی تھے اس پر چند ایک واقعات درج ذیل ہیں:

ارواح ثلاثہ میں ہے:

''خان صاحب نے فرمایا کہ جب منشی ممتاز علی کا مطبع میرٹھ میں تھا۔اس زمانہ میں ان کے مطبع میں مولانا نانوتوی بھی ملازم تھے اور ایک حافظ صاحب بھی نوکر تھے ۔یہ حافظ جی بالکل آزاد تھے رندانہ وضع تھی ،چوڑی دار پاجامہ پہنتے تھے۔داڑھی چڑھاتے ،نماز کبھی نہ پڑھتے تھے مگر مولانا نانوتوی سے اوران سے نہایت گہری دوستی تھی۔وہ مولانا کو نہلاتے اور کمر ملتے تھے اور مولانا ان کو نہلاتے اور کمر ملتے۔مولانا ان کے کنگھا کرتے تھے وہ مولانا کے کنگھا کرتے تھے۔اگر کبھی مٹھائی وغیرہ مولانا کے پاس آتی تو ان کا حصہ رکھتے تھے۔غرض بہت گہرے تعلقات تھے۔الخ (ارواح ثلاثہ ص۲۲۰ حکایت ص۲۲۶)

کمر بند کھول دیتے : اسی مزاج عاشقانہ کا ایک اور نمونہ یہ ہے کہ

''مولانا بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے ،بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے (سوانح قاسمی ج۱ ص۴۶۶ ،ملفوظات حکیم الامت ص۱۲۶،ارواح ثلاثہ ص۲۵۶، حکایت نمبر ۲۷۵)

دراصل اپنی عادت سے مجبور تھے،ان کے ہاں ہنسی کا یہی انداز پسندیدہ تھا کہ کمر بند کھولا جائے۔

زنانہ مکان پر: نانوتوی صاحب زنانہ مکان کے کوٹھے پر بھی رہتے تھے،چنانچہ لکھا ہے:

''ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب ایام روپوشی میں دیوبند تھے۔زنانہ مکان کے کوٹھے پر مردوں میں سے کوئی تھا نہیں۔۔الخ (ارواح ثلاثہ ص۲۵۸ حکایت نمبر ۲۸۲)

مکان زنانہ،ٹھہرے کوٹھے پر اور مردوں میں سے بھی وہاں کوئی نہیں تھا

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ!

کاش مولوی نہ ہوتا : نانوتوی صاحب اپنی رنگین طبعیت کی خواہشات کی تکمیل کے لئے علم اور مولویت کو بہت بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے۔ان کی آرزو یہی رہتی کہ کاش میں مولوی نہ ہوتا تو۔۔۔۔ملاحظہ فرمائیں!

''مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے تھے کہ اس علم نے خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو ایسا خاک میں ملاتا کہ کوئی بھی نہ جانتا۔۔۔آخر سب کو خاک میں ملادیا اور اپنا کہنا کر دکھایا۔(ارواح ثلاثہ ص۲۵۸ حکایت ۲۸۴) اب وہ

پراسرار باتیں اور چھپے راز کیا تھے، جن کی بدولت نانوتوی دیوبندی کی وضع خاک میں ملی اوران کی تکمیل کے لئے وہ علم کو خراب کرنے والا قرار دے رہے ہیں۔سوانح نگاروں نے ان ''رازوں'' سے پردہ نہیں اٹھایا لیکن کچھ بھی ہو،ان کی ''سوانح حیات'' میں نقل شدہ متعدد واقعات انہیں بے پردہ کردیتے ہیں۔

؎ لاکھ چھپایا راز محبت لیکن چھپ نہ سکا افسانہ ان کے عشق کا مشہور ہوگیا

ایک اور مقام ملاحظہ فرمائیں اوران کی ''مؤمنانہ طبع'' کا اندازہ لگائیں!

''اور پھر فرمایا کہ میں جس طرح مولویوں میں بدنام ہوں اسی طرح مولویت کا دھبہ بھی مجھ پر لگا ہوا ہے۔ اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے اگر یہ مولویت کی قید نہ ہوتی تو قاسم کی خاک تک کا پتہ نہ چلتا ۔جانوروں کا گھونسلہ بھی ہوتا ہے میرا یہ بھی نہ ہوتا اور کوئی میری ہوا تک نہ پاتا۔(ارواح ثلاثہ ص۲۲۳۔۲۲۴حکایت نمبر۲۲۹)

ظاہر ہے جیسے کرتوت ہوں نتیجہ بھی اسی طرح کا برآمد ہوتا ہے۔ابھی تو ''مولویت کی قید'' کا احساس ہےتو یہ حال ہے کہ مردوں کی غیرموجودگی میں زنانہ کے کوٹھے پر رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔زنانہ وضع والے شخص کونہلایا جاتا ہےاور خود اس سے نہلاتے ہیں۔بچوں کے کمربند تک کھولنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی جاتی اگر یہ احساس نہ ہوتا تو پھر نہ جانے کیا ادھم مچایا جاتا۔

بگاڑنے والے بزرگ: اپنے بزرگوں کے بگڑے ہوئے مزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اشرفعلی تھانوی دیوبندی کو بالآخر یہ ماننا پڑا کہ صرف وہ ''بزرگ'' ہی بگڑے ان کے اثرات بعدوالوں پر بھی پورے طور پر پڑے ہیں:

کہتے ہیں:''سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے''(ملفوظات حکیم الامت ج٦ص۲۰۵)

جب وہ خود بگڑے ہوئے تھے تو بعدوالوں کو بھی بگاڑنا ہی تھا۔

بے حیا ہونے کا اقرار: نانوتوی صاحب میں ایسی حرکاتِ بد کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ آیئے انہی سے دریافت کرلیتے ہیں،وہ بیان کرتے ہیں:

''میں بے حیا ہوں اس لیے وعظ کہہ لیتا ہوں۔''(سوانح قاسمی ج۱ص۳۹۹قصص الاکابر ص۱۵۶)

بے حیا ہونے کی دلیل ''وعظ کہنا'' دے کر تمام دیوبندی واعظوں کو بے حیا بنا دیا۔ بہتر تھا کہ وہ یوں کہتے کہ میں بے حیا ہوں اس لیے بے حیائی والے کام کرتا ہوں۔

کیونکہ کمر بند کھولنا، عورتوں کے کوٹھے پر رہنا، چوڑی دار لباس والے سے گہرے تعلقات قائم کرنا کسی حیا دار سے متوقع نہیں ہوسکتا۔ ایسے کام وہی کرسکتا ہے جو بڑا پرلے درجہ کا۔۔۔۔۔ہو۔

مسائل غلط بتاتے: وہ غلط مسائل بتا دیا کرتے تھے اور پھر صحیح مسئلہ معلوم ہوتا تو لوگوں کے گھر جا کر اطلاع دیا کرتے تھے، چنانچہ لکھا ہے: وہ ایک شخص کے گھر آئے اور کہنے لگے:

''ہم نے اس وقت مسئلہ غلط بتا دیا تھا، تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتایا اور وہ اس طرح ہے۔'' (سوانح قاسمی ج ا ص ۳۸۸)

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ نانوتوی نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے غلط معنی گھڑ کر مرزا قادیانی کے لیے جھوٹی نبوت کا دروازہ کھولا، لاکھ سمجھانے کے باوجود انہوں نے اسے انا کا مسئلہ بنا لیا اور شان رسول سے غداری کر دی۔

نماز کی طرف توجہ نہ دی: نانوتوی صاحب کا سوانح نگار لکھتا ہے:

''غفلت کی شدت عمر بڑھتی ہی چلی جاتی تھی۔۔۔ جب ظہر کی نماز کا وقت آیا پکارنے والے پکار رہے ہیں، یاد دلا رہے ہیں کہ ظہر کی نماز کا وقت ہے، مصنف امام موجود تھے، لکھتے ہیں کہ ''نماز کے لیے کہا تو سوائے اچھا کہہ کر اور کچھ نہ کر سکے نہ تیمّم کی توجہ ہوئی نہ نماز کی طرف۔ گویا صرف ''اچھا'' کہہ کر ٹال دیا اور جان بوجھ کر نماز ترک کر دی۔

آخری خواہش ،ککڑی: مرتے وقت نانوتوی دیوبندی کو تیمّم اور اور نماز کا بھی ہوش نہ رہا، ہاں انہیں اگر کوئی ہوش اور فکر تھی تو پیٹ کی، جب ان کی آخری خواہش معلوم کی گئی تو انہوں نے کہا کہیں سے ککڑی لا دو۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں!

''مولانا نانوتوی جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے مولوی محمود الحسن صاحب سے فرمایا کہ کہیں سے ککڑی لاؤ، مولوی محمود الحسن فرماتے تھے کہ میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک ککڑی چھوٹی سی ملی

۔اس کی خبر کسی ذریعے سے لکھنؤ مولوی عبدالحئی فرنگی محلی کو ہوگئی کہ مولانا نانوتوی کا جی ککڑی کو چاہتا ہے اس پر مولوی عبدالحئی صاحب نے لکھنؤ سے مولانا کی خدمت میں بذریعہ ریلوے ککڑیاں بھیجیں اور چند مرتبہ بھیجیں۔(ارواح ثلاثہ ص۲۲۰ حکایت ۲۲۳)

مسلمان کی حق تلفی : نانوتوی جی مسلمانوں کی حق تلفی کی بھی دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ تھانوی دیوبندی نے بیان کیا ہے:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مسلمان حق تلفی بھی کرے تو مسلمان ہی کے ساتھ کرے کافر کے ساتھ نہ کرے۔(ملفوظات حکیم الامت ج۴ ص ۳۴۸)

دیکھئے کافر کی اتنی خیر خواہی اور مسلمان سے اس قدر بدخواہی کا معاملہ۔

روزہ تڑوادیا: وہ جب موج میں آجاتے تو روزہ بھی تڑوادیتے تھے،ان کے نزدیک مذہب کی یہی اہمیت تھی، چنانچہ لکھا ہے:

''حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا۔ایک دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔حضرت احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرمارہے تھے۔فرمایا کہ آیئے مولانا! میں نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔تھوڑی دیر تک تأمل کرکے پھر یہی فرمایا کہ آیئے مولانا! میں فورا بلاتأمل کھانے بیٹھ گیا۔حالانکہ عصر کی نماز ہوچکی،افطار کا وقت قریب تھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے۔۔۔۔الخ (ارواح ثلاثہ ص۳۰۵ حکایت ۳۷۳)

بتانا یہ چاہتے ہیں کہ میں نے نانوتوی کے حکم کی کبھی مخالفت نہیں کی،دلیل یہ دی کہ نماز عصر کے بعد حالت روزہ میں جب انہوں نے دوبارہ ہولے کھانے کی دعوت دی تو میں احکام شریعت کو پس پشت ڈال کر حکم خداوندی کی پرواہ کئے بغیر نانوتوی کے ساتھ کھانے میں شامل ہوگیا۔

اور نانوتوی جی یہ سننے کے باوجود کہ رفیع الدین روزے سے ہے، مذہب وشریعت کی اہمیت کو ختم کرتے ہوئے، بلکہ اللہ ورسول کے حکم پر اپنی بات کو مقدم کرتے ہوئے دوبارہ کھانے میں شمولیت کی دعوت دے

کر اس کا روزہ تڑوا دیا اور الٹا مذاق کرتے ہوئے کہہ کر روزہ توڑنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں روزہ رکھنے سے زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ گویا جیسے اس پر وحی کا نزول ہوا ہو، یا شاید وہ خدا تعالیٰ کو بھی اپنا پابند یقین کرتا ہو کہ گنگوہی کی طرح اس کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ حق اور واقع ہو جاتا ہے۔

یعنی دیوبندیوں کو شریعت کی ضرورت نہیں، شریعت ان کے ماتحت ہے یہ جو چاہیں کرتے پھریں۔

اخلاقی حالت : نانوتوی دیوبندی مذاق میں بد اخلاقی کا مظاہرہ بھی کرتے تھے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''حضرت علامہ مرحوم نے فرمایا کہ مولانا فیض الحسن صاحب حضرت نانوتوی کے ہم عصر تھے اور بہت ہی زیادہ بے تکلف تھے ایک دفعہ انہوں نے غایت بے تکلفی اور ہم عصرانہ طریق پر حضرت نانوتوی کو فرمایا بے جا گنوار کے لونڈے تجھے ان چیزوں (علوم) سے کیا واسطہ تو جا کر ہل جوت کھیتی کر۔ حضرت نے ہنس کر جواب دیا ایک بھینسا تو موجود ہے (اشارہ تھا مولانا فیض الحسن صاحب کی طرف کہ مولانا سیاہ فام اور بدن کے موٹے اور دوہرے تھے) دوسرا ہو جائے تو ہل جڑے گا۔ (ارواح ثلاثہ)

یہ ان لوگوں کا اخلاقی مظاہرہ ہے، بے جا گنوار کے لونڈے، جا کر ہل جوت، کھیتی کر، ایک بھینسا تو موجود ہے اور دوسرا ہو جائے تو ہل جڑے گا۔

ان لوگوں پر دیوبندی فخر کرتے ہیں، یہ اللہ والے، صاحبان تقویٰ وطہارت، شریعت وطریقت کے جامع، سنت وہدایت کے مجسمے، بے نفس، فناء فی اللہ، عاشقان رسول اور خادمان دین ہیں۔

اگر ایسے لوگ ہی ان مناصب جلیلہ اور منازل رفیعہ پر فائز ہوتے ہیں تو پھر بازاری لوگ ان سے بڑھ کر ہوں گے۔

بڑے بھولے بھالے بڑے سیدھے سادھے
ریاض آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

گنگوھی اور نانوتوی عشق بازی: چونکہ یہ دونوں صاحبان دیوبندیت کے بانی اور اسی دھرم کے مقتداء ہیں۔ ان کے الگ الگ تعارف کے بعد اکھٹا تعارف بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپس میں

ان کے خاصے قریبی عاشقانہ بلکہ نہایت فاسقانہ تعلقات تھے، عشق بازی انتہا کو پہنچی تھی، سرعام اپنی آتش عشق سرد کی جاتی۔

اس پر صرف دو حکایتیں درج کی جاتی ہیں، ہر کوئی ان پر غور کر سکتا ہے کہ کس طرح رنگ رلیاں مناتے تھے۔

ا۔ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے ۔اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے ۔مگر حضرت نے پھر فرمایا تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے ۔حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہیں یہ لوگ کیا کہیں گے۔حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۷۳ حکایت ۳۰۴)

یعنی سجناں نوں کی ،لوکی کہندے نیں کہن پئے ،اس نے اپنا رانجھا راضی کرنا ایں!

ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ کروٹ لے کر سینے پر ہاتھ رکھ کر کیا کر رہے تھے، نانوتوی کو کیا محسوس ہوتا تھا۔

انہیں کس چیز کی چبھن محسوس ہوتی تھی جو وہ بار بار روک رہے تھے۔اور ہم یہ بھی نہیں کہیں گے کہ گنگوہی صاحب اتنے ۔۔۔کیوں تھے کہ انہیں اپنے مریدوں اور شاگردوں کی بھی پرواہ نہ تھی ۔ہم اس پر تبصرہ قارئین کے لیے چھوڑ رہے ہیں ۔صرف اتنی بات ضرور کہیں گے کہ اس سے اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ جو سرعام اتنا کچھ کر رہے ہیں وہ خلوت و علیحدگی میں کیا کچھ کرتے ہوں گے۔

جنت میں لواطت: یہاں تھانوی کی ایک عبارت بڑی رہنمائی کا کام دے گی وہ کہتے ہیں :''بعض اہل علم نے لکھ دیا کہ جنت میں (نعوذ باللہ) لواطت ہوگی ۔حالانکہ یہ فعل قبیح ہے اس لئے اس کی اجازت وہاں بھی نہیں ہوسکتی پھر فرمایا جن لوگوں کی طبعیت اسی طرف مائل ہے وہ دنیا میں تو وجہ تقوی اس فعل سے بچے رہے مگر انہوں نے وہاں کے لئے گنجائش نکال لی (حسن العزیز ص ۸۹)

تھانوی کی عبارت اور گنگوہی و نانوتوی معاشقہ دونوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں رہتی۔

۲۔ دیوبندیوں کے مولوی زکریا نے اس واقعہ کو اپنی کتاب ''اکابر کا تقوی ص ۱۹'' طبع کراچی میں بھی نقل کیا ہے۔ اندازہ لگائیں! کہ ایسی گندی حرکتوں کو تقویٰ قرار دے کر قرآن و سنت اور متقین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ کیا یہ تقوی ہے؟ دیوبندی دھرم میں ایسے لوگ متقی کہلاتے ہیں؟ کیا یہ اپنے بڑوں کہ پرستش نہیں کہ ان کے ناپاک اعمال کو تقویٰ قرار دیا جاتا ہے اور انہیں زمانے میں بے مثال کہا جاتا ہے اور دوسروں کے صاف وشفاف دامن پر دھبے تلاش کیئے جاتے ہیں۔

اگر متقی ایسے ہوتے ہیں تو بتایا جائے پھر باغی و سرکش کون ہوگا؟

۳۔ صرف بات یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ خوابوں میں نکاح بھی ہوتے رہے ہیں:

''ایک بار گنگوہی نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی قاسم صاحب عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۹)

اب ظاہر ہے کہ ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' اور دیوبندی گنگوہی کے خواب میں نانوتوی کی عشق بازی ہی آئے گی۔ جب مجمع عام میں ان کو معاف نہیں کرتے تو راتوں کو تنہائی میں تو نکاح اور میاں بیوی والا عمل ضرور معرض وجود میں آنا چاہیئے۔

جب اسی حالت میں گنگوہی صاحب کی آنکھ کھلی ہوگی تو کس قدر بے چینی اور بے قراری رہی ہوگی، شاید نفس پرستی کی تسکین کے لیے کچھ اور بھی انجام دینے ہوں۔

۴۔ محمود الحسن دیوبندی نے ''گنگوہی و نانوتوی معاشقہ'' کو یوں بیان کیا ہے:

ان میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و جاناں دونوں
قرب جسمانی پہ ہے ان کے تعلق کا مدار

قرب روحانی سے یہ یکدل و یکجاں دونوں　　(کلیات شیخ الہندص ۱۴)

کہہ رہے ہیں کہ ہم نے دونوں کے تعلق کو دیکھا، سنا نہیں۔ شاید یہ اندھے اور بہرے ہوں یا جس مجمع میں وہ کرتوت ہو رہے تھے یہ وہاں موجود نہ ہوں، لیکن اگلے مصرے بتاتے ہیں کہ پہلے مصرعہ میں جھوٹ بولا ہے کیونکہ خود کہہ دیا کہ دونوں دلدادہ، دلبر اور جاناں ہیں اور ان کے تعلق کا مدار قرب جسمانی پر ہے۔ ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ ان کا دل وجان سے تعلق عاشقانہ ہے اور قرب جسمانی کے مزے لیتے ہیں۔ پہلے تو یہی خیال میں تھا کہ گنگوہی صاحب عاشق اور نانوتوی (زنانے لوگوں سے تعلق رکھنے والا) معشوق ہے لیکن ان اشعار سے یہ پردہ بھی کھل گیا کہ نانوتوی بھی گنگوہی سے کسی طرح پیچھے نہیں تھا وہ اس ''فعل'' میں برابر کا شریک ہے۔ ممکن ہے کہ نانوتوی جی سر عام اپنے عشق کا اظہار نہ کرتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے بھی رانجھا راضی کیا ہو لیکن اسے بیان نہ کیا گیا۔ بہر حال اتنا تو واضح ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے عاشق بھی تھے اور معشوق بھی اور ''عشق معشوقی'' کی یہ داستان کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی، آشکار عالم تھی۔

پوری عمر انگریز کے خیر خواہ: عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس بات کی صفائی دیتے ہوئے کہ نانوتوی و گنگوہی وغیرہ کے خلاف انگریز کے باغی ہونے کی جو افواہیں پھیلائی گئیں اور انہیں سرکار انگریز کا خطا کار ٹھہرایا گیا۔ وہ سب غلط اور جھوٹ ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات بالکل بے گناہ اور انگریز کے پوری عمر خیر خواہ رہے ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے:

''یہ حضرات حقیقتاً بے گناہ تھے۔ مگر دشمنی کی یاوہ گوئی نے ان کو باغی اور مفسد اور سرکاری خطا کار ٹھہرا رکھا تھا۔ اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی مگر حق تعالیٰ کی حفاظت بر سر تھی اس لئے کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہ ہی رہے''۔ (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۷۹)

یعنی یہ لوگ ساری زندگی انگریز سرکار (جسے یہ ''مہربان سرکار'' کہتے تھے) کے خیر خواہ ہی رہے۔ اب خود اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو انگریز کے خیر خواہ ہوں وہ مسلمانوں کا بھلا کیا سوچیں گے۔

انگریز کا واحد مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے، منتشر کیا جائے، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا

جائے۔ایسے افراد تلاش کئے جائیں جو ہمارے مکروہ عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچاسکیں اور بظاہر مسلمانوں کے خیر خواہ اور اندر سے ہمارے ترجمان ہوں۔روپ مسلمانوں جیسا اور کردار انگریزوں جیسا ہو، لوگ انہیں اپنا خیال کریں اور درحقیقت وہ ہمارا کام کریں۔

کیونکہ ؎ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

اس طرح جس تیزی کے ساتھ ہواپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔اس کے علاوہ دوسری کوئی بہر صورت دکھائی نہیں دیتی۔بدقسمتی سے انہیں ایسے لوگ مل گئے جو ہمیشہ ان کے خیر خواہ رہے اور انہوں نے انگریز کے مقصد ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کو جان پر کھیل کر، گولیاں کھا کر اور اپنی عمریں لٹا کر بھی پورا کر دیا۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو بے ادب اور گستاخ بنانے کے لئے ایک مستقل مدرسہ کا انتظام سنبھالا اور اس میں اپنے مخصوص عزائم کو پورا کرنے کے لئے خاص طریقہ سے تربیت کی گئی۔ذہنی طور پر شریعت کا باغی اور انگریز کا وفادار بنایا صد افسوس کہ آج تک یہ سلسلۂ شر جاری ہے۔

ان لوگوں کی مکاری وعیاری اور شاطرانہ چال کہ وہ بلاشرکت غیرے اسلام کے ٹھیکیدار بن گئے اور دوسروں کو طعن وتشنیع اور مشرک و بدعتی کے فتووں کا نشانہ بنا کر اپنے ماؤف دل کو تسکین دینے لگے۔اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ چودہ سو سال سے آنے والے دین کو خیر باد کہہ دیا اپنے خودساختہ نظریات کے حامل دھرم کو اصل دین باور کرا کر اس کی ترویج واشاعت میں رات دن سرگرداں ہیں۔

اب ان کے دُم چھلے دوسروں کو عقائد اور ان کے دلائل سمجھانے کے خبط میں ہیں۔اور اپنے طے شدہ امور کے لئے عبارات کو بدل رہے ہیں اور ان کے اقوال میں تحریف کی جارہی ہے۔

لیکن وہ یاد رکھیں کہ انہیں ہرگز ہرگز اس چیز کی اجازت نہیں دی جائے گی۔اہل حق ان کے باطل عزائم کو خاک میں ملا دیں گے اور اصل دین روپوش نہیں ہونے دیں گے۔

ان شاءاللہ حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو کے رہے گا۔

قارئین کرام جان چکے ہیں کہ دیوبندیت کا آغاز گنگوہی اور نانوتوی ''عاشق ومعشوق'' نے کیا اور اس دھرم کا خاندانِ شیخ محدث دہلوی اور علامہ شامی جیسے اکابر سے بھی کوئی تعلق نہیں۔بلکہ فقہ حنفی اور سنت و بدعت

کے مسائل میں دیوبندی ان کے مخالف ہیں اور یہ بھی جان لیا گیا کہ دیوبندیت کے بانی کس بدفطرت اور رنگیلی طبعیت کے مالک تھے۔

دیوبندیت کی بنیاد قصے کھانیاں: دیوبندی پارٹی اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے بارے میں یہ غلط تاثر دیتے ہیں کہ گویا ان کے پاس قرآن وسنت کے دلائل نہیں بلکہ ان کی بنیاد قصہ وکہانی ہے۔

ا۔جیسا کہ الیاس گھمن نے لکھا ہے:''باب پنجم: قصے اور کہانیاں فرقہ بریلویہ کی اساس''(فرقہ ٔبریلویت ص ۴۳۷)

حالانکہ اس باب میں بیان کئے گئے واقعات گزشتہ بزرگوں کے حوالے سے منقول ہیں۔کیا یہ زبان دراز فرقہ ان کے خلاف بھی یاوہ گوئی کرے گا اور کیا قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے قصے اور بالخصوص ایک مستقل سورۃ''القصص'' کے خلاف بھی یہ بدگوئی کی جائے گی کہ اسلام کی بنیاد قصے کہانیاں ہیں۔اور تھانوی کی مستقل کتاب''قصص الاکابر لحصص الاصاغر'' بھی ہے نیز ارواح ثلاثہ بھی حکایات کی کتاب ہے اور جمال الاولیاء بھی۔علاوہ ازیں دیوبندیوں کی سوانح حیات پر مشتمل متعدد کتب اور تھانوی کے ملفوظات وغیرھم سب اسی کھاتے میں ہیں۔کیا بدزبانو! یہاں بھی زبان کھولو کہ دیوبندی دھرم کی اساس قصے اور کہانیاں ہیں۔لیکن ان بھینگے لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا دوسروں کی آنکھ کا تنکا تلاش کرتے رہتے ہیں۔

۲۔گھمن ٹیم کے سرغنہ سرفراز خان گکھڑوی نے یوں گپ ماری ہے:

''خان صاحب کا یہ نامنصفانہ معاملہ اس حکایت کے عین مطابق ہے جو یوں بیان کی جاتی ہے کہ:

کسی شخص نے (جن کی طبعیت غالبا خان صاحب سے ملتی ہوگی) دوسرے سے سوال کیا کہ بھیا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حاجی۔۔۔۔تو سائل نے یوں تشریح شروع کردی کہ حاجی بروزن چابی اور چابی کے معنی ہوتے ہیں کمان کے۔اور کمان بروزن گمان ہے اور گمان کے معنی ہوتے ہیں شک کے اور شک بروزن سگ ہے اور سگ کے معنی ہوتے ہیں کتا لہٰذا ثابت ہوا کہ تم کتے ہو۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(عبارات اکابر ص ۲۳)

کوئی مائی کا لال دیوبندی اپنی گستاخانہ عبارت کے سلسلہ میں یہ طریقہ کار ثابت نہیں کرسکتا ، ہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر اہل سنت کے خلاف دیوبندیوں کا یہی طریقہ کار رہے، جس کی تفصیل کسی مقام پر عرض کریں گے۔ جس سے واضح ہے کہ یہ آئینہ میں اپنی صورت دیکھنے کے مترادف ہے۔

اب آیئے ہم ثابت کرتے ہیں کہ جوڑ توڑ ، قصے کہانی ، چٹکلے اور لطیفے سنا کر مسائل ثابت کرنا دیوبندیوں کا کام ہے۔

تھانوی کی لطیفہ بازی اور حکایت سازی: سرفراز دیوبندی نے امام اہل سنت ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ٹھوس دلائل کی مار سے عاجز آ کر قصہ کہانی سے دل بہلانا چاہا، لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ صرف سرفراز دیوبندی تک ہی محدود نہیں انکے برطانوی مجدد اور نیم حکیم الامت وغیرہ بھی اہل سنت کے خلاف من گھڑت قصے کہانیاں سنا کر اپنا اور اپنے جی حضوریوں کا دل بہلاتے رہتے تھے، اور انہیں قصے کہانیوں سے اپنے نظریات کو ثابت کر کے اپنے علم و تحقیق اور مجددیت و محدثیت کا بھرم قائم رکھتے

۱۔ اس بات کا اعتراف خود دیوبندیوں کو بھی ہے، تھانوی کے سوانح نگار نے اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’اشرفعلی تھانوی صاحب لطیفوں بلکہ بیہودہ بیہودہ اور فحش فحش حکایتوں سے بھی وہ نتائج اور نصائح مستنبط فرما لیتے کہ سبحان اللہ! (اشرف السوانح)

دیکھ لیجئے ! جہاں انا للہ کہنے کی ضرورت ہے یہ لوگ وہاں سبحان اللہ کہہ رہے ہیں۔

۲۔ رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

’’تلطف اور مداراۃ کا یہ عالم تھا کہ اکثر قصے نقل فرمائے کہ سامعین ہنستے لوٹ جاتے تھے۔۔ تقریر کا لہجہ کچھ ایسا عجیب تھا کہ بڑے بڑے ضبط والے ہنسی کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے تھے۔ ایک قصہ عرض کرتا ہوں جس بندہ کے سامنے جبکہ پندرہ سولہ خواص کا مجمع تھا حضرت نے بیان فرمایا اور شاید کوئی بچا ہو جس کے پیٹ میں ہنستے ہنستے درد نہ ہو گیا ہو۔‘‘ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

گویا یہ حضرات مراثیوں ، بھانڈوں اور بازاری چٹکلہ بازوں کے بھی استاد تھے۔

۳۔تھانوی فحش گو کہتا ہے:

''عوام کے عقیدے کی بالکل حالت ایسی ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص بڑے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۳۹۳)

یہ عقیدے کا اثبات ایسی گندی مثال سے کیا جا رہا ہے۔

۴۔تھانوی نے اپنا قصہ بیان کر کے لوگوں کو گناہ پر یوں دلیر کیا ہے:

''میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہو گی۔''(ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۳۳۵)

یعنی شرعی اصول کے تحت میری گواہی مردود ہو گی تو کیا ہے میں اپنی بری عادت نہیں چھوڑوں گا۔ یہ چوری اور سینہ زوری ہے اور دوسروں کو اپنا برا فعل سنا کر غلط کام پر دلیر کیا جا رہا ہے۔

۵۔تھانوی نے ایک بدفطرت آدمی کی کہانی یوں بیان کی ہے:

''ایک شخص بانسری بجا رہا تھا۔اس کا گوز نکل گیا۔تو اس نے منہ پر سے بانسری ہٹا کر اسفل کی طرف لگا دی کہ لے تو ہی بجا لے۔اگر تو ہی اچھا بجانا جانتی ہے۔''(ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۳۵۸، الکلام الحسن ص ۱۶۷)

اپنے مریدوں کا مجمع لگا کر (مولویوں اور عامی لوگوں کو) یہ گندی کہانی سنانے کا کیا مقصد ہے؟ یہی کہ وہ بھی ایسی حرکات کے عادی بنیں، اور ممکن ہے کہ یہ تھانوی کی اپنی ہی حکایت ہو کیونکہ ''حضرت'' اسی مزاج کے تھے۔

۶۔تھانوی دیوبندی نے کہا ہے: ''میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۴ ص ۲۶۹)

اس بات کا بیان کرنے کا یہی مقصد ہے کہ تھانوی کی طرح عام لوگ بھی ہندوستان کی عورتوں کے پردے اور عزت و آبرو کا خیال نہ رکھیں اور بے محابا ان کو دیکھا کریں۔شاید اسی لئے تھانوی نے ایک حافظ

کے ''ہندوستانی حوروں'' سے زنا کاری کا قصہ مزے لے لے کر مریدوں کو سنایا تھا ملاحظہ ہو!
خطبات حکیم الامت ج ۱۶ ص ۲۴۸ بنام برکات رمضان ہفت اختر ص ۱۰۶، ۱۰۵۔ اور ایک انگریز کی میم کو بے پردگی کی اجازت دی تھی (ملفوظات ج ۸ ص ۲۵۶)

۷۔ تھانوی کے نہایت چہیتے مرید ''خواجہ عزیز الحسن'' نے لکھا ہے کہ ایک بار میں نے شرماتے لجاتے حضرت سے عرض کیا: ''میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور کے نکاح میں، اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔ (اشرف السوانح ج ۲ ص ۸۲)

بے اختیار ہنسی تو آنی ہی تھی کیونکہ ان کے دل کی بات جو کہہ دی، دیوبندیوں کا مزاج کس قدر مخنثانہ ہے کہ کبھی گنگوہی خواب میں نانوتوی کو دلہن بنا کر میاں بیوی والا نفع اٹھاتا ہے اور کبھی گنگوہ کے مجمع عام میں نانوتوی کو چارپائی پر لٹا کر اس کی طرف کروٹ لے کر مزے اڑاتا ہے اور یہاں دیوبندی عزیز الحسن تھانوی کی منکوحہ بیوی بننے کی حسرت لئے پھرتا ہے اور تھانوی اسے دوبار 'ثواب ملے گا ثواب ملے گا' کا مژدہ سناتا ہے۔

اس موقع پر حضرت رئیس القلم کا تبصرہ بھی سننے کے لائق ہے:

''جشن میلاد النبی منا کر اگر مسلمان اپنے محبوب پیغمبر کے ساتھ اظہار محبت کریں تو ان کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے، لیکن تھانوی صاحب کے مریدان کی منکوحہ بننے کی تمنا کر کے ان سے اظہار محبت کریں تو اس بیہودہ خیال پر بھی انہیں ''ثواب ملے گا، ثواب ملے گا''

واللہ انتہا ہو گئی رسول دشمنی کی بھی، تصور نہیں کیا جا سکتا کہ کسی کا دل اپنے نبی کی طرف سے اتنا بھی سیاہ ہو سکتا ہے (تبلیغی جماعت ص ۶۲)

۸۔ مدرسہ دیوبند میں ایک جھگڑا ہوا محمود الحسن دیوبندی بھی اس میں شریک ہوئے اور جھگڑا طول پکڑ گیا، پھر کیا ہوا؟ قاری طیب دیوبندی نے بیان کیا ہے:

''اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن

صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری (جسم ظاہری) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا اور فرمایا کہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود الحسن نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصے میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۳۳ حکایت نمبر ۲۴۷)

اس واقعہ کو نقل کر کے تھانوی دیوبندی نے توثیق اور عقیدہ بناتے ہوئے یوں حاشیہ آرائی کی ہے۔ یہ واقعہ روح کا تمثل تھا اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جسد مثالی تھا مگر مشابہ جسد عنصری کے، دوسری صورت یہ کہ روح نے خود عناصر میں تصرف کر کے جسد عنصری تیار کر لیا ہو۔

یہاں علم غیب اور روح کی قوت تصرف جیسے (اپنے دھرم کے مطابق) مشرکانہ عقائد کو صرف ایک واقعہ سے ثابت مان لیا ہے۔

۹۔ امیر شاہ خان (ارواح ثلاثہ کے مصنف) نے بیان کیا ہے:

''حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی محمد یحیی صاحب کاندھلوی سے فرمایا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت وہ مسئلہ شامی میں تو ہے نہیں فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لاؤ شامی اٹھا لاؤ۔ شامی لائی گئی حضرت اسوقت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے، شامی کے دو ثلث اوراق دائیں جانب کر کے اور ایک ثلث بائیں جانب کر کے اندر سے ایک کتاب کھولی اور فرمایا کہ بائیں طرف کر کے صفحہ پر نیچے کی جانب دیکھو۔ دیکھا تو وہ مسئلہ اسی صفحہ میں موجود تھا سب کو حیرت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۷۶ حکایت نمبر ۳۰۸)

آخری جملہ تو اللہ تعالیٰ پر سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ کیونکہ گنگوہی کی زبان سے نرے غلط نہیں گستاخانہ

اقوال اور توہین آمیز کلمات کے علاوہ بھی بہت ساری غلط اور خلاف واقعہ باتیں نکلتی رہتی ہیں۔

فی الحال بتانا یہ تھا کہ ایک اتفاقی واقعہ کو عقیدہ کی بنیاد بناتے ہوئے تھانوی نے یوں حاشیہ چڑھا دیا:

''وہی مقام نکل آنا گو اتفاقاً بھی ہو سکتا ہے مگر قرائن سے یہ باب کشف سے معلوم ہوتا ہے، ورنہ جزم کے ساتھ نہ فرماتے کہ فلاں موقع پر دیکھو۔ یعنی یہ اتفاقی نہیں بلکہ گنگوہی کی غیب دانی کی دلیل ہے۔''

۱۰۔ رشید احمد گنگوہی سے ایک شخص نے واپس جانے کی اجازت طلب کی، لیکن اسے اجازت نہ دی۔ انہوں نے عذر کرتے ہوئے کہا:

''کل کو بندہ کا مدرسہ میں حاضر ہو جانا ضروری ہے، حضرت نے فرمایا کہ مدرسے کے حرج کا تو مجھے بھی بہت خیال ہے لیکن تمہاری تکلیف کی وجہ سے کہتا ہوں کہ ناحق راستے میں مارے مارے پھرو گے سخت تکلیف اٹھاؤ گے۔ باوجود حضرت کے بار بار فرمانے کے ہمیں مطلق خیال نہ ہوا کہ ''شیخ ہر چہ گوید دیدہ گوید'' (یعنی شیخ جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے) اپنی ہی کہتے گئے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۲۲)

اس کے بعد انہوں نے اپنی روانگی اور راستے کی پریشانیوں اور تکالیف کی تفصیل بیان کی۔

صوفیاء کی بات کا طعنہ دینے والے یہاں سوچیں کہ گنگوہی کی بات ہی پر ان کے حق میں حاضر و ناظر اور علم غیب کا عقیدہ قائم کر لیا۔

۱۱۔ تھانوی دیوبندی نے اپنے مقتول دادا کا واقعہ بیان کر کے لکھا ہے:

''شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اس طرح سے روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے اس لئے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے (اشرف السوانح ج ا ص ۱۲)

گویا زندوں کی طرح حیات، تصرف کی طاقت، راز افشا ہونے کا علم غیب اور عالم برزخ میں سویٹ ہاؤس کا قیام، یہ سب کچھ تسلیم کر لیا گیا ہے، کوئی نہیں بتاتا کہ قرآن وحدیث میں اس طرح کے اختیارات کی

دلیل کہاں سے لی گئی؟ کیا دلائل قطعیہ کا مطالبہ صرف اہل سنت سے ہی ہے؟

۱۲۔ حسین احمد دیوبندی نے ایک کچی منزل والے حافظ کو حافظ صاحب کہہ کر پکار دیا تو پھر کیا ہوا! وہ کہتے ہیں:

''حضرت کی زبان مبارک سے حافظ کا لفظ سن کر میں سناٹے میں آ گیا، دل میں شرمندہ ہوا اور خیال آیا مجھے قرآن کریم کچھ اچھا یاد نہیں ہے یہ حضرت نے کیا فرمایا یہ خیال لے کر اندر جا کر بیٹھ گیا بیٹھتے ہی حضرت نے فرمایا: حافظ صاحب! میرا ذہن بھی خراب ہے، بھورے رنگ کی ایک خاص چڑیا ہوتی ہے کھایا کیجئے، ذہن اچھا ہو جائے گا۔ (شیخ الاسلام نمبر ۱۶۳)

اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے اس واقعہ پر اپنا تاثر یوں ظاہر کیا ہے:

''راقم کہتا ہے حاجی صاحب کے دل میں جو خیال گزرا حضرت مدنی کی قوت ایمانی نے محسوس کر لیا اسے اصطلاح میں کشف قلوب کہتے ہیں۔'' (ص ۱۶۳)

دیکھ لیجئے! اس واقعہ کے ساتھ ہی ''دلوں سے آگاہی'' کا عقیدہ گھڑ لیا ہے۔

۱۳۔ دیوبندی پارٹی کے ''شیخ الحدیث'' اصغر حسین دیوبندی نے لکھا ہے:

''۱۳۳۲ھ کے اخیر میں دیوبند میں شدید طاعون ہوا۔ چند طلبا بھی مبتلا ہوئے، ایک فارغ التحصیل طالب علم محمد صالح ولایتی جو صبح و شام میں سند فراغت لے کر وطن رخصت ہونے والے تھے اس مرض میں مبتلا ہوئے اور حالت آخری ہو گئی۔

وفات سے کسی قدر پہلے انہوں نے ایسی گفتگو شروع کی کہ گویا شیطان سے مناظرہ کر رہے ہیں اس کے دلائل کو توڑتے ہوئے اپنے استدلال پیش کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے مناظرہ میں شیطان کو بخوبی شکست دے دی۔ پھر کہنے لگے افسوس اس جگہ کوئی ایسا بندۂ خدا نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے، یہ کہتے کہتے دفعۃً بول اٹھے کہ واہ واہ سبحان اللہ! دیکھو میرے استاد حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تشریف لائے۔ دیکھو وہ شیطان بھاگا۔ ارے خبیث! کہاں جاتا ہے؟ ایک ساعت کے بعد طالب علم کا انتقال ہو گیا۔

حضرت مولانا اس واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ تھے مگر روحانی تصرف سے امداد فرمائی (حیات شیخ الہند ص ۱۹۷)

یعنی بتانا یہ چاہتے ہیں کہ یہ کہانی کوئی وہم نہیں بلکہ واقعی دیوبندی مولوی نے تصرف اور مدد کی ہے۔ عقیدہ کی بنیاد کہانی ہے۔

۱۴۔ امیر شاہ خان نے یہ بیان کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں کسی شخص پر جن آیا، اسے شاہ عبدالعزیز اور شاہ غلام نے دم کیا افاقہ نہ ہوا، لیکن شاہ عبدالقادر نے جھاڑ دیا تو اسی روز اچھا ہو گیا، جب شاہ عبدالعزیز نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ صرف الحمد شریف پڑھی تھی، پوچھا کسی خاص ترکیب سے؟ کہا نہیں فقط یا جبار کی شان میں پڑھ دی۔ اس پر تھانوی دیوبندی نے حاشیہ لگایا "کاملین میں ایک درجہ ہے ابولوقت کہ وہ جس وقت تجلی کو چاہیں اپنے اوپر وارد کر لیں" (ارواح ثلاثہ ص ۵۹ حکایت ۴۱)

صرف ایک واقعہ پر اختیارات کا اتنا بڑا نظریہ قائم کر لیا گیا ہے۔

۱۵۔ نانوتوی سے ایک شخص بیعت ہوا، اس کی طبعیت خراب ہو گئی، انہوں نے اپنے پاس بلا کر اوراد و اشغال کے اوقات بدل دئے وہ دوسرے دن اچھا ہو گیا۔ اس پر تھانوی جی نے کہا: "مولانا نے تصرف فرمایا ہے" (ارواح ثلاثہ ص ۲۱۵ حکایت ۲۲۰) یعنی تصرف جیسے مشرکانہ عقیدہ کی صرف ایک واقعہ بنیاد بنا لیا۔

۱۶۔ نانوتوی نے ایک مرتبہ بیداری میں زیارت کرانے کا دعوی کیا، اسپر تھانوی نے کہا: "یا تو اس تصرف پر قدرت معلوم ہو گی۔" (ایضاً ص ۲۵۳ حکایت ۲۶۷)

یعنی انہیں تو معلوم ہو گی، صرف ان کے دعوی پر بغیر کسی قطعی دلیل کے ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ صاحب تصرف تھے۔

۱۷۔ محمود الحسن کی گپ (توضیح البیان ص ۱۳۶)

۱۸۔ تھانوی کی گپ ص ۱۳۳

۱۹۔ تھانوی کی ایک اور گپ ملاحظہ فرمائیں جو صرف اہل سنت کا رد کرنے کے لئے ہانکی گئی ہے: "ایک

سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ آج کل لوگوں کے عقائد بہت زیادہ خراب ہوگئے ہیں خصوصاً ان غالی بدعتیوں نے بالکل بدعقیدگی کا دروازہ کھول رکھا ہے ان لوگوں کے قلوب میں ذرا خوف خدا نہیں کانپور میں ایک بڑھیا مسجد میں مٹھائی لائی ایک طالب علم وہاں رہتے تھے ان سے کہا کہ اس پر بڑے پیر کی نیاز دے دو، یہ طالبعلموں کا طبقہ ہوتا ہے آزاد سادہ تیار ہوگئے دوسرے طالب علم نے منع کیا کہ عوام کا عقیدہ اچھا نہیں نیاز میں بزرگوں کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں پہلے صاحب نے کہا کہ یہ محض بدگمانی ہے اور کہا کہ مقصود یہ ہے کہ نیاز اللہ کی اور ثواب بزرگوں کو دوسرے طالب علم نے امتحان کے لئے بڑھیا سے سوال کیا اللہ کے نام کی نیاز دے دیں اور ثواب بڑے پیر کے نام کی دے دو، انہوں نے تاویل والے صاحب سے کہا کہ یہ تمہاری تاویل کو نہیں مانتی دیکھئے یہاں تک نوبت پہنچی ہوئی ہے۔ (ملفوظات ص ۳۱۸، ۳۱۷ ملفوظ نمبر ۴۴۳)

یہ جھوٹی کہانی صرف اہل سنت کے خلاف بدگمانی پیدا کرنے کے لئے گھڑی ہوئی ہے۔

۲۰۔ تھانوی کی بیان کردہ ایک اور کہانی ملاحظہ فرمائیں: (عظمت حبیب کبریا ص ۵۰ مجموعہ تصانیف علامہ محمود اسماعیل)

۲۱۔ الیاس گھمن اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک منگھڑت کہانی پیش کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خلاف یوں ژاژ اخوائی کرتا ہے، حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی کی کسی شیعہ عالم سے تکرار ہوگئی تو انہوں نے شیعہ اعتراضات کے جوابات کے لئے مولانا احمد رضا خان کی طرف رجوع کیا آپ نے کیا کہا اس کے لئے اس روایت کو دیکھئے اور خاں صاحب کی علمی قابلیت کی داد دیجئے۔ حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی طرف سے ان کو جواب ملا کہ ہاں جواب تو ممکن ہے مگر ہم ایک ہزار روپیہ ہونا چاہیئے حافظ صاحب نے فرمایا آخر جواب کے لئے اتنی کثیر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں گی اس وقت جواب لکھا جائے گا بغیر اس کے جواب ممکن نہیں ہے (فرقہ بریلویت ص ۱۰۱)

اس ظالم نے ''روایت'' کہہ کر اس کی ثقاہت کا جھوٹا تاثر تو دیا لیکن نہ سند بتائی نہ ہی حوالہ۔ یہ بات سراسر جھوٹ اور جھوٹوں پر خدا کی بے شمار لعنت۔

قارئین کرام! دیوبندی مؤلف نے حصہ اول ''بریلوی مذہب کی حقیقت'' میں ''عقائد'' کی بات چھیڑ کر ہمیں ان حقائق کو بیان کرنے پر مجبور کیا ہے، ہم نے ان کے دھوکے، فریب اور دجل ظاہر کرتے ہوئے عقائد کی اقسام اور پھر دیوبندی دھرم کی پوری پوری حقیقت کھول کر رکھ دی ہے۔ یہ تو آغاز ہے اس کے بعد نہ جانے کتنے گوشے نمایاں ہوں گے۔ دیوبندی پریشان نہ ہوں بلکہ منتظر رہیں!

ابتدائے گرفت ہے روتا ہے کیا ۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

دیوبندی اہل سنت نہیں وہابی ہیں :۔ ہدیۂ بریلویت کے مؤلف نے جگہ جگہ خود کو ''اہل سنت'' (چشم بد دور) اور ہم اہل سنت و جماعت کو اہل بدعت وغیرہ کہا ہے۔ اس لئے یہاں دیوبندیوں کی اس حوالہ سے پردہ کشائی ضروری ہے۔ اول تو گزر چکا کہ دیوبندیت کا آغاز ہی چودھویں صدی میں نانوتوی، گنگوہی نے کیا اور مدرسہ دیوبند کے اصل بانی حضرت عابد حسین صاحب تک کے نظریات دیوبندیوں کے برخلاف تھے تو اس سے دیوبندیوں کے ''اہل سنت'' ہونے کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ دیوبندی اکابر نے بڑے دھڑلے سے دوٹوک خود کو وہابی کہا ہے۔ اور وہابیت کی طرف جھکاؤ اور میلان قلب کیا ہے۔ چند حوالہ جات سپرد قلم ہیں:

(دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف ص ۴۷ تا ۴۱ ۔ ۲۲۳، وہابی کا معنی: (ایضاً ص ۳۲ گویا دس ہزار روپیہ خرچ کر کے ساری دنیا کو بے ادب گستاخ بنانا چاہتے ہیں۔ اس برے مقصد کی تکمیل کے لئے تھانوی نے ''حفظ الایمان'' وغیرہ لکھی اور دوسرے دیوبندیوں نے مسلمانوں کو وہابی بنانے کے لئے ''براہین قاطعہ''، ''تحذیر الناس''، ''تقویۃ الایمان''، ''راہ سنت'' وغیرہ لکھی ہیں۔

دیوبندی برائے نام مسلمان: دیوبندیوں کا نیا فرقہ اور وہابی ہونا پختہ دلائل سے واضح ہو گیا۔ اب یہ بھی جان لیجئے کہ ان کا مسلمان کہلانا بھی برائے نام ہے (دیوبندیت کے بطلان ص ۲۲۱ ۔ ۲۶۲) ان کے فرقہ کے بانی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے اپنے متعلق لکھا ہے: اور اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ہم نالائق ہیں گناہگار ہیں سیاہ کار ہیں گستاخ ہیں (ملفوظات ج ۶ ص ۳۶۰ ملفوظ ۴۹۶)

دیوبندی خود کو حنفی کہلاتے ہیں جبکہ تھانوی کے نزدیک ’’حنفیت‘‘ سے اسلام جاتا رہتا ہے۔ ملاحظہ ہو! کہتے ہیں: ’’چاہے اسلامیت جاتی رہے مگر حنفیت نہ جائے‘‘ (ملفوظات ج ۵ ص ۴۹ ملفوظ ۳۸) مزید کہا: ’’خواہ اسلام چھوٹ جائے ایمان برباد اور غارت ہو جائے مگر حنفیت نہ چھوٹے (ملفوظ ۲۱۹) مزید کہا ’’حنفیت نہ چھوٹے چاہے اسلام چھوٹ جائے‘‘۔

دیوبندیوں کی حنفیت کا حال: دیوبندیت کے بطلان کے ۲۵ اور ۴۲ تا ۴۶ مطالعہ فرمائیں

دیوبندی کافر اور گستاخ ہیں: دیوبندیت کے بطلان۔۔۔ص ۳۱، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۲، ۲۲۷ تا ۲۳۸، ۲۷۷۔ ۲۱۰ (مزید حوالہ جات ہیں)

عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ اول ۸۰ تا ۸۳۔ دیوبندی حقائق ص ۱۴۶

گھمن پارٹی گتھم گتھا: چند مثالیں پیش خدمت ہیں، انہیں ملاحظہ فرما کر اندازہ لگائیں کہ دوسروں کی اصلاح کرنے والی یہ خبیث پارٹی آپس میں کس طرح گتھم گتھا اور دست و گریبان ہیں۔

۱۔ مجاہد نے لکھا ہے: مطالعہ بریلویت (سات جلدیں) (ہدیۂ بریلویت ص ۵۳۳) الیاس گھمن نے لکھا ہے: مطالعہ بریلویت ۸ جلدیں (فرقہ بریلویت ص ۶۰۹)

۲۔ مجاہد نے لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی وغیرہ کے خلاف احمد رضا خان وغیرہ کو لایا گیا (ص ۹) جبکہ الیاس گھمن نے لکھا کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ آپ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے اہل سنت والجماعت حنفی اور فرقہ بریلویہ دونوں اس پر متفق ہیں۔ کسی قسم کی کوئی تنقید ہماری نظر سے ایسی نہیں گزری جو فرقہ بریلویہ نے آپ پر کیا ہو۔ (فرقہ بریلویہ ص ۲۶)

۳۔ مجاہد نے لکھا: بریلوی مسلک اور محدث دہلوی کے مسلک میں زمین وآسمان کا فرق ہے (ہدیہ بریلویت ص ۴۶) جبکہ الیاس کہتا ہے: شیخ عبد الحق دہلوی رضی اللہ عنہ تک اہل السنّت والجماعت اور فرقہ بریلویہ کا

اتفاق ہے۔(فرقہ بریلویہ ص۲۴)

۴۔مجاہد کہتا ہے: اکابرین (اہل سنت سے مراد صحابہ کرام تک کے افراد ہیں۔رضا خانی حضرات ان کی اتباع کی بجائے ان پر کفر و گستاخ ہونے کے فتوے لگا دیتے ہیں ہدیہ بریلویت ص۱۶ جبکہ الیاس گھمن نے لکھا: اس وقت اکابرین امت سے لے کر مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تک اہل سنت والجماعت اور فرقہ بریلویہ کا اتفاق ہے۔یعنی گیارھویں صدی تک (فرقہ بریلویت ص۲۴)

۵۔الیاس نے لکھا: مولانا احمد رضا نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی۔(فرقہ بریلویت ص۹۹) جبکہ مجاہد دیوبندی نے ''احمد رضا خان کی تصانیف'' کا عنوان جما کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک سوتیس (۱۳۰) کتب کا ذکر کیا ہے(ہدیہ بریلویت ص۱۳۰)

۶۔مجاہد نے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطقی علم سیکھنا چاہا لیکن وہ انہیں پڑھانے پر راضی نہ ہوئے (ہدیہ ص۱۱۴) جبکہ گھمن کی تحریر سے واضح ہے کہ رام پور کے نواب صاحب نے کچھ منطق پڑھنے کا مشورہ دیا ملاقات کے دوران جب خیر آبادی صاحب نے علامہ بدایونی کو خبطی کہا تو ان کی اس بات پر اعلیٰ حضرت آزردہ ہوئے (فرقہ بریلویت ص ۵۸) یعنی عدم رضامندی اعلیٰ حضرت کی طرف سے ہوئی تھی ، ویسے بھی چونکہ آپ منطقی علوم پہلے سے پڑھ چکے تھے اس لئے علماء کی مذمت سننے کے لئے انہیں کچھ منطق پڑھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور مزے کی بات ہے کہ اس چیز کو مجاہد مکار نے ص۱۲۵ پر خود بھی نقل کر دیا۔سچ ہے کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا۔

۷۔الیاس کا کہنا ہے کہ آپ نے شیعوں کے رد میں ایک رسالہ ردالرفضہ بھی تالیف فرمایا (فرقہ بریلویت ص۱۰۱) جبکہ مجاہد نے لکھا کہ شیعوں رافضیوں کے رد میں ۴ رسائل لکھے (ہدیہ بریلویت ص۱۳۰)

۸۔مجاہد لکھتا ہے: نواب کلب علی غالی شیعہ (ہدیہ ص۴۰) جبکہ الیاس گھمن اسی غالی شیعہ کی یوں تعریف کرتا ہے: رام پور کے کلب علی خان صاحب علمی اور ادبی ذوق رکھتے تھے (فرقہ بریلویت ص۷۳)

ھدیہ بریلویت ، سرقہ و چربہ :یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ مجاہد دیوبندی کی ''ہدیہ

بریلویت'' سرقہ ہی سرقہ ہے، بالخصوص اس کا بہت سارا حصہ الیاس گھمن کی کتاب فرقہ بریلویت سے چرایا گیا ہے (اگر چہ الیاس گھمن کی کاروائی بھی سرقہ پر مبنی ہے) جو شخص ہماری سچائی کو دیکھنا چاہے وہ دونوں کتابوں کو لے کر بیٹھ جائے مجاہد نے الیاس کی سرخیاں چرا کر، زیادہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ مولانا کا لفظ اڑا کر سرقہ بازی کی ہے۔ یہ کھلی اور واضح چیز ہے، ہر کوئی اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

؎ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

دیوبندی الیاس گھمن کے احسان الٰہی ظہیر کو سرقہ کرنے کی چند مثالیں:

دیوبندی اور غیر مقلد وہابی نجدی اصل میں ایک ہی چیز ہیں، جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں جیسا کہ دیوبندی دھرم کے ''امام ربانی قطب العالم'' رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے: ''عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۷۸)

اسی اندرونی تعلقات کی بناء پر اہل سنت و جماعت کے مقابلے میں یہ دونوں پارٹیاں ایک ساتھ جمع ہوتی ہیں اور موقع بہ موقع ایک دوسرے کی تحقیقات (دراصل تجہلیات) کو چرا چرا کر اپنے نام سے چھاپتے رہتے ہیں اس کی تازہ مثال الیاس گھمن کی پارٹی کی اندھا دھند کاروائی ہے۔

الیاس گھمن نے اپنی کتاب ''فرقۂ بریلویت میں'' غیر مقلد وہابی نجدی احسان الٰہی ظہیر کی کتاب ''بریلویت مترجم'' سے کافی مدد لی ہے۔اس کی مختصر عبارتوں کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور جہاں کہیں کچھ تفصیل بیان کی ہے وہ خالد محمود دیوبندی کا چربہ ہے۔

اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے سطور ذیل میں ہم اس کی چند مثالیں پیش کیے دیتے ہیں۔

۱۔احسان الٰہی ظہیر وہابی نے اعلیٰ حضرت کے نام پر بحث کر کے لکھا ہے۔

''لیکن جناب احمد رضا ان اسماء میں سے کسی پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھ لیا۔(بریلویت ص ۲۱)

اور الیاس گھمن نے اسی تناظر میں لکھا:

''مولانا کو کوئی نام پسند نہیں آیا اور خود انہوں نے اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھ لیا تھا۔(فرقۂ بریلویت ص ۴۳)

حالانکہ دونوں جھوٹ بول رہے ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مہر دیکھ کر ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ آپ نے اپنا نام ہمیشہ احمد رضا ہی لکھا صرف شروع میں ''عبد المصطفیٰ'' کا اضافہ کیا۔

۲۔ظہیر وہابی نے لکھا ہے:

''جناب احمد رضا نحیف ونزار تھے''(بریلویت ص۲۲)

الیاس گھمن نے لکھا ہے''آپ لاغر تھے''(فرقہ ص۴۰۶)

یہ طعنہ ایسے دے رہے ہیں جیسے کمزور ہونا کوئی بہت بڑا عیب ہو۔

۳۔ظہیر نے لکھا ہے:''درد گردہ۔۔۔۔میں مبتلا تھے''(بریلویت ص۲۲)

الیاس نے لکھا ہے:''آپ درد گردہ میں مبتلا تھے''(فرقہ ص۴۶)

۴۔ظہیر کہتا ہے''کمر کے درد کا شکار رہتے''(بریلویت ص۲۲)

الیاس کہتا ہے''آپ کی کمر میں بھی درد رہتا تھا(فرقہ ص۴۸)

۵۔ظہیر کہتا ہے:''اسی طرح سر درد اور بخار کی شکایت بھی عموماً رہتی(بریلویت ص۲۲۔۲۳)

الیاس کہتا ہے:''آپ کو اکثر درد سر اور بخار کی حرارت رہتی تھی''(فرقہ ص۴۸)

۶۔ظہیر نے بھی آپ کی آنکھ اور نظر پر اعتراض کرتے ہوئے روٹیوں والا واقعہ لکھ کر دھوکہ دیا اور اس میں ردو بدل کر کے اپنے دجال ہونے کا ثبوت دیا۔(بریلویت ص۲۳)

یہی کرتوت الیاس گھمن نے''نظر کی کمزوری کی وجہ سے روٹیاں نظر نہ آئیں'' کا عنوان جما کر کیا(فرقہ ص۴۷)

۷۔ظہیر نجدی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی علمی مصروفیت کی بناء پر عدم توجہ کو غلط رنگ دیتے ہوئے لکھا:

''جناب بریلوی نسیان میں مبتلا تھے۔ان کی یادداشت کمزور تھی''(بریلویت ص۲۳)

اور الیاس دیوبندی نے''آپ کو نسیان بھی تھا'' کے تحت یہی دھندہ کیا(فرقہ ص۴۸)

۸۔ظہیر نے لکھا:''ایک دفعہ وہ طاعون میں بھی مبتلا ہوئے''(بریلویت ص۲۴)

اور الیاس نے لکھا''ایک دفعہ آپ کو طاعون کی بیماری لگ گئی تھی۔(فرقہ ص۴۹)

دھوکہ اور مکاری تو ایک طرف رہی۔ کیا کسی مسلمان کو طاعون کا اثر ہونا عیب ہے یا اس کے لیے رحمت ہے؟

۹۔ظہیر نے کہا: ''جناب بریلوی صاحب نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی'' (بریلویت ص ۵۰)

الیاس نے کہا: ''مولانا احمد رضا نے مستقل کوئی کتاب نہیں لکھی'' (فرقہ ص ۹۹)

۱۰۔ظہیر کا کہنا ہے: ''لوگ ان سے سوالات کرتے اور وہ اپنے متعدد معاونین کی مدد سے جوابات تیار کرتے اور انہیں کتب ورسائل کی شکل دے کر شائع کروادیا جاتا۔ (بریلویت ص ۵۰)

اور الیاس کا کہنا ہے: ''لوگ ان سے سوالات کرتے تھے اور وہ اپنے متعدد معاونین کی مدد سے جوابات تیار کرتے اور پھر جوابات کو مختلف کتب اور رسالوں کے نام سے شائع کردیتے۔ (فرقہ ص ۹۹)

۱۱۔اعلیٰ حضرت کی تصانیف پر تضاد کا جھانسہ دیتے ہوئے احسان ظہیر نے لکھا ہے:

''خود احمد رضا صاحب فرماتے ہیں ان کی کتب کی تعداد ۲۰۰ ہے' ان کے ایک خلیفہ کا ارشاد ہے ۳۵۰ ہے بیٹے کا قول ہے ۴۰۰ ہے' انوار رضا کے مصنف کہتے ہیں ۵۴۸ ہے' بہاری صاحب کا کہنا ہے ۶۰۰ ہے' ایک اور صاحب کا فرمان ہے کہ ایک ہزار ہے۔ (بریلویت ص ۵۴' ۵۵)

اب اس کی نقل مارتے ہوئے الیاس گھمن دیوبندی نے یوں لکھا ہے:

''ان کے مختلف اقوال کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں: پہلا قول؛ اعلیٰ حضرت کی تصانیف ۲۰۰ کے قریب تھیں' دوسرا قول ۳۵۰ کے قریب تھیں' تیسرا قول: ۴۰۰ کے قریب تھیں' چوتھا قول ۵۴۸ تھیں' پانچواں قول: ۶۰۰ سے بھی زائد تھیں' چھٹا قول: ایک اندازہ کے مطابق فاضل بریلوی نے ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ (فرقہ ص ۹۸)

دوسروں کے تضاد بیان کرنے والے اپنی کتابوں میں خود کئی مقامات پر تضاد گوئی کا شکار ہیں بوقت ضرورت اس کی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ لیکن عقل کے اندھوں کو اتنا معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے جب تعداد بتائی تو کیا ساتھ یہ بھی فرمادیا تھا کہ میں اس کے بعد کوئی کتاب نہیں لکھوں گا اور بعد کے لوگوں کی معلومات میں جوں جوں اضافہ ہوتا گیا تو کتب کی تعداد اس کے مطابق بیان ہوتی رہی۔ کسی فرد نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ حتمی فہرست ہے' اس کے بعد کوئی کتاب دریافت نہیں ہوسکی اس کی دلیل ان نامعقولوں

کی اپنی عبارت میں بھی موجود ہے' مثلاً کسی نے کہا اتنی کتب کے قریب ہیں یا اس سے بھی زائد ہیں ۔۔۔۔لیکن ع عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے

دراصل ہم بات بتانا چاہتے ہیں دیکھئے کہ کتنے پراسرار طریقے سے چوری کی گئی ہے لیکن ہم نے انہیں رنگے ہاتھوں پکڑ لیا ہے' نجدی غیر مقلد کی بیان کردہ ترتیب ہی کو دیو بندی گھمن نے معمولی ہیر پھیر کے ساتھ درج کیا ہے۔

گویا ؎ تم جہاں جا کے ڈوبے ہم نے وہیں دیکھ لیا

۱۲۔فتاویٰ رضویہ پر دھول جھونکتے ہوئے احسان وہابی نے لکھا ہے:

''یہ کہنا کہ اس کی بارہ جلدیں ہیں سراسر غلط ہے'' (بریلویت ص ۵۵)

اور الیاس دیو بندی نے اس طرح لکھا:

''یہ ۱۲ ضخیم جلدیں کہیں موجود نہیں'' (فرقہ ص ۱۷۹)

۱۳۔احسان وہابی کہتا ہے:

''ان کی مشہور تصنیف جسے کتاب کہا جا سکتا ہے وہ فتاویٰ رضویہ ہے'' (بریلویت ص ۵۰)

اور الیاس گھمن نے اس بات کو یوں لکھا ہے:

''مولانا کا اگر کوئی کام ہے تو صرف یہی فتاویٰ رضویہ ہے'' (فرقہ ص ۱۸۳)

۱۴۔احسان ظہیر وہابی غیر مقلد نے پہلا باب لکھا: تاریخ وبانی' بانی بریلویت (بریلویت ص ۲۰)

اسی باب میں اعلیٰ حضرت کی ذات کو مورد طعن بنایا۔

اور الیاس گھمن دیو بندی نے باب اول ''بانی فرقہ'' (فرقہ ص ۳۴) میں وہی کام کیا۔

۱۵۔دوسرے باب کو ظہیر نے ''بریلوی عقائد'' سے موسوم کیا (بریلویت ص ۸۲)

اور اس میں ''غیر اللہ سے فریاد رسی'' ''انبیاء واولیاء کے اختیارات'' ''سماع موتی'' ''رسول کریم اور اولیاء کرام کی زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں'' ''مسئلۂ علم غیب'' ''بشریت رسول''، مسئلہ ''حاضر و ناظر'' پر بحث کی ہے (بریلویت ص ۸۲ تا ۱۶۸)

جب کہ الیاس گھمن نے باب دوم ''فرقۂ بریلویہ کے مخصوص عقائد'' کے نام سے قائم کیا (فرقہ ص ۲۰۹)
اور اسی باب میں 'پہلا عقیدہ مسئلہ علم غیب' دوسرا مسئلہ حاضر و ناظر' تیسرا مسئلہ مختار کل' چوتھا مسئلہ نور و بشر' پانچواں مسئلہ غیر اللہ سے مدد مانگنا (فرقہ ص ۲۱۰ تا ۳۱۸)
یعنی مسائل وہی ہیں صرف ترتیب کو بدل کر اور سماع موتی اور حیات انبیاء و اولیاء کو ترک کر کے چالاکی کی گئی ہے۔لیکن نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

؎ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

۱۶۔احسان وہابی نے باب ''بریلوی تعلیمات'' قائم کیا۔(بریلویت ص ۱۷۶)
جب کہ الیاس دیوبندی نے ''باب چہارم فرقہ بریلویہ کی تعلیمات'' لکھا ہے۔(فرقہ ص ۴۰۲)
پھر تیسرے باب میں جو کچھ وہابی نجدی نے بیان کیا وہ سب کچھ اس گھمن دیوبندی سرگودھوی نے باب چہارم میں بیان کیا ہے' ہاں دیوبندی نے مسائل کی ترتیب اور دھوکہ وفریب دینے کا کچھ انداز بدلنے کے لیے اپنے دیوبندی ''علم کلام'' سے استفادہ ضرور کیا ہے۔

لیکن ؎ الفاظ ہی کا فرق ہے تعبیر ہے دونوں کی ایک

۱۷۔اور دونوں چچیرے بھائی غیر مقلد وہابی اور دیوبندی وہابی یوں ملتے ہیں کہ غیر مقلد نے پانچواں باب ''افسانوی حکایات' قصے کہانیاں' پر مشتمل لکھا ہے۔(بریلویت ص ۲۶۰ تا ۲۶۲)
اور دیوبندی نے پانچواں باب 'فرقۂ بریلویہ کی اساس قصے اور کہانیاں' قائم کیا (فرقہ ص ۴۳۸)
اور مزے کی بات یہ ہے کہ دیوبندی نے اس باب میں نجدی کے بیان کردہ قصے' بیان کر دیئے جن پر اندھا دھند اہل سنت کے خلاف زبان درازی کی جاسکتی ہے اور بعض ایسے قصے قلم انداز کر کے دیوبندی علم کلام سے کچھ دوسرے قصے شامل کر لیے ہیں۔کیونکہ ان کے خیال میں اگر وہ تمام قصے نقل کیے جاتے تو دیوبندی دھرم زمین بوس ہوتا دکھائی دیتا۔کیوں کہ ان قصوں کا کافی حد تک انہیں بھی اعتراف ہے۔
لیکن کہنے کی بات تو یہ ہے کہ جن قصوں کو اپنا مذہب بچانے کے لیے چھوڑ دیا گیا آخر وہ بھی دیوبندی اصولوں کے مطابق کسی ''قطعی دلیل'' سے ثابت نہیں تو انہیں تسلیم کر کے کیا اپنے خلاف فیصلہ نہیں دے دیا

گیا کہ دیو بندی مذہب کی بنیاد ہی قصے کہانیاں ہیں۔

کچھ واقعات ہم نے گذشتہ صفحات میں اصل کتاب کے اندر نقل کیے ہیں اور بعض واقعات فرقۂ بریلویہ میں درج ہیں اس جیسے متعدد واقعات دیو بندی کتب میں وافر مقدار میں موجود ہیں۔اگر کوئی دیو بندی دیکھنا چاہے تو ان کے بڑوں کے واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں۔

؎ اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت دامن کو ذرا دیکھ بند قبا دیکھ

۱۸۔احسان الٰہی وہابی دیو بندی نے چوتھے باب ''بریلویت اور تکفیری فتوے'' (بریلویت ص ۲۰۸) میں یہ سازش کی ہے کہ بریلوی اپنے سوا سب کو کافر قرار دیتے ہیں۔

اور الیاس گھمن دیو بندی نے چھٹے باب میں لکھا ہے ''فرقۂ بریلویہ اور تکفیر المسلمین'' (فرقہ ص ۴۷۷)

اور واقعہ یہ ہے کہ دونوں نے کذب وافتراء سے کام لیتے ہوئے بہت سے نام لکھ مارے کہ اعلیٰ حضرت نے ان کی تکفیر کی ہے۔لیکن وہابی مؤلف نے اپنے غیر مقلد وہابیوں کا ذکر پہلے کر دیا اور دیو بندی الیاس گھمن نے اپنے وڈیروں کا ذکر پہلے کر دیا' جب کہ اسماعیل دہلوی کو پہلے نمبر پر رکھنے میں دونوں مشترک ہیں۔اور اپنے اندورونی تعلق کی بناء پر وہابی احسان ظہیر نے دیو بندیوں پر شرعی فتاوٰی جات پر بے چینی کا مظاہرہ کیا اور دیو بندی گھمن نے وہابیوں غیر مقلدوں کے اکابر پر شرعی احکامات جاری کرنے پر قلق واضطراب کا اظہار کیا۔یہ محض عوام کو بھڑکانے کی خاطر ایسا کیا جا رہا ہے جب کہ وہابیوں' غیر مقلدوں اور دیو بندیوں وہابیوں پر ایک دوسرے کی طرف سے کفر وشرک اور توہین وتنقیص کے فتوے لگ چکے ہیں۔

اسے کہتے ہیں: ؎ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

اس باب میں بھی الیاس گھمن نے اپنے بڑوں سے استفادہ کرنے کے باوجود احسان ظہیر نجدی کی پوری پوری نقل ماری ہے اور اس سے رہنمائی لی ہے۔

ابو ایوب قادری دیو بندی کا تعاقب:

شخص مذکور نہایت زبان دراز' منہ پھٹ اور بے لگام ہے۔اپنے وڈیروں کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اہل سنت وجماعت کے خلاف ڈیڑھ گز کی زبان نکال کر بک بک کرنا اس کا روزمرہ کا معمول ہے۔

اور یہ ایسا مکار، دجال اور دھوکہ باز ہے کہ مسلمہ اصولوں کا خون کرتے ہوئے بھی اسے ذرہ بھر حیا نہیں آتی۔ اُگلے نوالے چبانا اور اپنا تھوکا چاٹنا بھی اس کا عام معمول ہے۔ جھوٹ، تہمت، بہتان، افتراء، الزام، مکر وفریب اور جعل سازی وقمار بازی تو اس کے بائیں ہاتھ کا کمال ہے۔ حقائق کا منہ چڑانا اور واقعات کا انکار کرنا اس کی فطرت ثانیہ ہے، اس کی دجالی ومکاری کے چند نمونے ہم سطور ذیل میں پیش کررہے ہیں، تفصیلی گفتگو پھر کبھی ہوگی۔۔۔ان شاء اللہ عزوجل

نام نہاد قادری درحقیقت پادری:

یہ شخص بڑے دھڑلّے سے قادری کہلا کر دھونس جمانے کی چکر بازی میں مبتلا ہے، جب کہ یہ قادری نہیں بلکہ پادری ہے اور یہ کوئی زیادتی والی بات بھی نہیں ہے، یہ نام ان کے بزرگوں کی خوشی کا باعث ہے۔

ملاحظہ ہو: دیوبندیوں کے خودساختہ بزرگ ''سید احمد شہید'' کی ایک عقیدت مند انگریز نے دعوت کا اہتمام کیا اور کھانا دینے کے لیے خود حاضر ہوا تو کیا کہتا ہے؟

محمد جعفر تھانیسری نے لکھا ہے ''ایک انگریز گھوڑے پر سوار مختلف قسم کا بہت سا کھانا ساتھ لیے چلا آتا ہے۔ اس نے کشتی کے نزدیک آکے پوچھا: پادری صاحب کہاں ہیں؟ حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا۔ (حیات سید احمد شہید ص ۱۳۱)

ابوالحسن ندوی کی عبارت میں ہے کہ ''انگریز قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں'' حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں''۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۲۱۷۔۱۸)

لہذا انہیں پادری قرار دینا بالکل درست ہے اور ان کی حقیقت کے موافق بھی۔

پادری دیوبندی کا گوہ کھانا:

اپنا تھوکا چاٹنا، اس کی مثال پادری دیوبندی کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

''مرجوع قول منسوخ کے حکم میں ہے لہذا دجل وفریب نہ کرو۔۔۔ اگر۔۔۔ یہ دلیل بن سکتے ہیں تو گوہ کھاؤ کہ صحابہ کرام کے دسترخوان پر گوہ موجود تھی مگر بعد میں اس کا حکم منسوخ ہوگیا تھا۔ (روئیداد مناظرہ کوہاٹ ص ۱۰۰)

جب کہ دیو بندی پارٹی بالخصوص یہی پادری صاحب مرجوع اقوال کو دھڑا دھڑ پیش کر کے اہل سنت کے خلاف غلط اور گمراہ کن تأثر دیتے ہوئے گوہ کھا رہے ہیں۔ مثلاً

تیر ممات نے اسے فنا کیا''

(اوراق غم ص ۱۲۸، ۱۲۹) (گلستان توحید گلستان رسالت ص ۱۲۶)

توحید دشمن کون؟

پادری کی کتاب مذکور پر بریلویوں کی توحید دشمنی کے تحت لکھا گیا ہے کہ ''یہ لوگ لفظ توحید کا مذاق اڑا کر اپنا شمار مشرکین کی فہرست میں کروانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے'' (ص ۱۱۰)

حالانکہ اہل سنت کے معتبر و اکابر علماء میں سے کسی نے ''لفظ توحید'' کا مذاق نہیں اڑایا صرف دیو بندیوں کے خود ساختہ مفہوم کا رد کیا ہے۔۔۔۔ لیکن دیو بندی بات کا بتنگڑ بنا کر یہ تأثر دے رہے ہیں کہ بریلوی توحید کے منکر ہیں ایک جگہ لکھا ہے:

جو خود کو ''رضا خانی بریلوی'' کہلواتے ہیں اور توحید سے ان کو ایسی چڑ اور الرجی ہوتی ہے ۔۔۔ الخ (ص ۱۰)۔ پہلی بات یہ دماغ میں رکھیئے کہ اہل سنت و جماعت نے خود کو کبھی ''رضا خانی بریلوی'' نہیں کہلایا' یہ اس لعنتی پارٹی کا جھوٹ ہے اور دوسری بات یہ کہ ہمیں ہرگز ہرگز توحید سے چڑ نہیں ہے بلکہ اس کے خود ساختہ مفہوم کی تردید کرتے ہیں۔ اگر توحید کے غلط معنیٰ کی تردید و توجیہ دشمنی ہے تو چلیئے ہم آپ کے لیے اصل توحید دشمنوں کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ پڑھیئے اور آیئنے میں اپنی مکروہ ''بوتھی'' دیکھیئے

۱۔ ایچ ساجد اعوان دیو بندی نے لکھا ہے:

اسلامی عقائد اور شریعت مطہرہ میں توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اب اگر رسالت محمدی و آلہ ﷺ کی شہادت نہ دی جائے تو ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ (تحفظ ناموس رسالت ص ۱۱۷)

۲۔ محمد عمر صدیقی دیو بندی اپنے مماتی فرقے کے متعلق کہتا ہے: ''عقل کا پجاری لفظ توحید کی لگام ڈالے ہوئے قرآن و سنت کے مفہوم کی دھجیاں بکھیر رہا ہے''۔

(یادگار خطبات ص ۷)

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ دیو بندی ٹولہ لفظ توحید کی آڑ لے کر محبوبان خدا کے منکر ہوتے ہیں۔

۳۔سید محمد میانوالوی دیو بندی نے لکھا ہے: اب یہ توحیدی نوجوان مختلف گروپ درگروپ ہوکر کسی کی دارو گیر سے آزاد ہر سفید ریش پر انك میت و انھم میتون کی لاٹھی برسانے میں خودمختار اور کسی مسلمان کو سلام کہنے سننے یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے دور دراز رہتے ہیں کیونکہ اسے مشرک اور معاذ اللہ ابوجہل کا کنبہ جانتے اور کہتے ہیں۔(یادگار خطبات ص۳۳)

یہ ہے دیوبندیوں کی خودساختہ توحید کی کارستانیاں۔یہی بات دیوبندی ٹولے کے بارے میں اہل سنت کہتے ہیں،اگر ہم توحید دشمن ہیں تو دیوبندی اس سے کئی گنا بڑھ کر توحید کے دشمن ہیں و لا شك فيه۔

۴۔مزید لکھا: اسی طرح یہ موحد بھی ۔۔۔۔اپنے سے اختلاف رکھنے والے ہر مسلمان کو مشرک کہتے ہیں''(ص۳۔۴)

۵۔مزید لکھا ہے:''علماء دیوبند اور اہل سنت کے خلاف موحدوں کے مسائل''(ص۳۔۴)

۶۔مزید لکھا ہے :''تو ہمارے موحد بھائی ان آیات و احادیث کا انکار کر دیتے ہیں'' (ص۳۸)
یعنی دیوبندیوں کی خودساختہ توحید آیات واحادیث کے منکر ہے۔

۷۔مزید لکھا ہے :''یہ موحد اپنے امام محمد امیر بندیالوی کی کچھ باتیں مان لیں تو بہتر ہو'' (ص۴) گویا ''دیوبندی توحید'' انکار پر دلیر اور بہتری سے دور کرتی ہے۔

۸۔امین اوکاڑوی کہتا ہے: آپ دونوں مل کر توحید پر کام کریں میں نے کہا مسلمان کافر مل کر توحید پر کام کریں یا صرف مسلمان کریں کیونکہ یہ تو ہمیں کافر کہتے ہیں نا؟ توحید کے معنیٰ بھی لوگوں نے نئے نئے بنا لیے(ایضاً ص۵۴)

دیکھ رہے ہیں آپ؟ اگر یہی بات اہل سنت ان دیوبندیوں کی بنائی ہوئی توحید کے بارے میں کہیں تو توحید دشمنی کا طعنہ دیا جاتا ہے لیکن مقام مسرت ہے کہ وہ ساری باتیں ''مماتی دیوبندیوں'' کے مقابلے میں مان لی گئی ہیں۔

۹۔عبدالکریم ندیم کہتا ہے:''جب ہم کہتے ہیں یہ گستاخ رسول ہے تو کہتے تھے بڑا موحد ہے پھر بھی تو توحید بیان کرتا ہے؟(ایضاً ص۱۶۸)

معلوم ہوا کہ گستاخوں کی بنائی ہوئی توحید اور توحیدی بیان ہرگز قبول نہیں ہیں توحید سچے غلاموں کی معتبر ہے جس میں ادب واحترام بھی ہے۔

۱۰۔اس پادری گروپ کے رکن رکین ''الیاس گھمن نے بھی توحید پر یوں طعن کیا ہے: ''المدد المدد یا پولیس یا پولیس۔۔۔۔اور ''توحیدیوں'' کی پکار (مناظرہ حیات النبی ص ۴۶)

معلوم ہوا کہ گستاخ اور بے ادب لوگ توحید توحید کی رٹ لگانے والے ان کی بیان کردہ توحید ہرگز معتبر نہیں۔جس توحید میں ادب نہیں وہ مردود ہے'ان خبیث دیوبندیوں نے اپنی گستاخیوں کو چھپانے اور محبوبان خدا کی عظمت وشان کا انکار کرنے کے لیے توحید کو آڑ بنا کر اہل سنت کے خلاف واویلا شروع کر دیا کہ یہ توحید کو نہیں مانتے'توحید سے الرجک ہیں توحید کا مذاق اڑاتے ہیں اہل سنت ان کی بکواسات کے مقابلے میں برابر کہتے آئے کہ ہم تمہاری بنائی ہوئی توحید کو ہرگز نہیں مانتے اصل توحید کا کوئی بھی منکر نہیں۔ لیکن ان دیوبندیوں کے ٹیڑھے دماغوں میں یہ بات نہیں آتی تھی'اب اسے قدرت کا انتقام ہی سمجھئے کہ ان کے ایک مماتی ٹولے نے حیاتی ٹولے کو کہنا شروع کر دیا کہ تمہارا عقیدہ توحید کے خلاف ہے'تم مشرک ہو'ابوجہل کا کنبہ ہو'بالکل اسی طرح جس طرح یہ بد بخت اہل سنت پر شرک کے فتوے لگاتے تھے تو اب انہیں ہوش آیا اور اہل سنت کے انداز میں مماتی ٹولے کو جواب دیتے ہیں: کہ تم توحید کے خودساختہ معنیٰ کرتے ہو تمہاری توحید سے قرآن وحدیث کا انکار ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔گویا اللہ رب العزت نے اہل حق کا دفاع کرتے ہوئے ان کا رخ اپنی ہی طرف موڑ دیا ہے۔۔۔۔اہل سنت پر بکواسات باندھنے کا جواب ان کے گھر ہی سے تیار ہو گیا۔والحمد للہ علیٰ ذٰلک

دیوبندیوں کی دو رنگی توحید:

اس بات کا اعتراف دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کے بھتیجے عامر عثمانی دیوبندی نے کیا ہے کہ دیوبندیوں کی توحید دو رنگی اور ملاوٹ والی ہے ملاحظہ ہو: وہ لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتویٰ کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال وعقائد کو برملا شرک وکفر اور بدعت وگمراہی قرار دیتے ہیں جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصور شیخ اور استمداد بالا رواح جیسے امور سے ہے لیکن جب طریقت وتصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی

سب چیزیں عین امر واقعہ عین کمالِ ولایت اور علامت بزرگی بن جاتی ہیں۔
(ماہنامہ تجلی دیوبند ڈاک نمبر ص ۹۶ بحوالہ زلزلہ ص ۱۸۷)

ہر طرف مشرک ہی مشرک:

دوسروں کی توحید پرستی کا انکار کرنے والوں پر قدرت کی طرف سے یہ پھٹکار پڑی کہ انہوں نے ساری دنیا کے مسلمانوں کے علاوہ اپنے آپ کو بھی مشرک بنا ڈالا' اسماعیل دہلوی کی ایک عبارت نے کام تمام کر دیا لکھا ہے: ''پھر اللہ آپ ایک ایسی باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔۔۔۔۔اسی طرح شرک میں پڑ جاویں گے۔۔۔۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہو گا۔سو پیغمبر خدا ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا''۔(تقویۃ الایمان ص ۲۷ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور)

یعنی جو خبر دی گئی تھی کہ قدیم شرک رائج ہو جائے گا وہ خبر پوری ہو چکی ہے ہر طرف شرک ہی شرک ہے موحد اور توحید کا دور ختم ہو چکا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں!

یہ ایک تو توحید کے خلاف سازش ہے اور دوسری طرف اس فتوے سے خود دیوبندی بھی مشرک قرار پاتے ہیں توحید کو بچانے والے شرک کے عمیق گھڑے میں جا گرے ہیں۔

ابوایوب دیوبندی نے اہل سنت کی توحید دشمنی ثابت کرنے کے لیے جو حوالے دے کر دھوکہ کیا ہے وہاں ''شرعی استفتا ص ۲۴ پر صاف لکھا ہے: توحید ایمان کا ایک جز ہے' گلدستہ ایمان کا ایک پھول ہے''
اور دوسرے مقام پر گستاخانہ توحیدی عقیدے کو یہود یانہ سازش لکھا ہے۔اور پادری کی کتاب کے ص ۱۸ پر اہل سنت کے دونوں حوالوں سے اصل توحید کو تسلیم کرنا لکھا ہوا ہے۔

نام کس کا کتاب کونسی؟

پادری دیوبندی کی کتاب میں لکھا ہے :مفتی احمد یار سعید کاظمی لکھتے ہیں :۔۔۔۔(رسائل نعیمیہ ص ۲۸۰(ص ۱۸)

یہ جاہلوں کا کنبہ بتائے کہ ''مفتی احمد یار سعید کاظمی'' اہل سنت و جماعت کے کس عالم کا نام ہے اور ان کا

تعارف کیا ہے؟ اور رسائل نعیمیہ ان کی کتاب کس دور میں لکھی گئی تھی۔۔۔۔۔ ایسے جاہل ہی دیو بندیوں کے مناظر ہو سکتے ہیں۔

کس میدان میں کام کیا؟

مقدمہ باز نے لکھا ہے: ''علمائے دیو بند نے دین کے ہر میدان میں ہراول دستے کے طور پر کام کیا'' (ص۱۰)

دین کے خلاف اگر ہر میدان میں کام کرنے کی بات کی جائے تو مانا جاسکتا ہے۔

۱۔ کیونکہ خاتم النبیین کا معنی بگاڑا اور ختم نبوت کا مفہوم بدلا اور مرزا کے لیے چور دروازہ کھولا (تحذیر الناس ص۳)

۲۔ اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب کا عقیدہ گھڑا (یک روزی ص۱۷، فتاویٰ رشیدیہ ص۲۳۷)

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں جیسا قرار دیا (حفظ الایمان ص۸)

۴۔ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھنے والے کو تسلی دی (الامداد ص۳۵)

۵۔ صحابہ کرام کو گالی گلوچ کرنے والے کو اہل سنت وجماعت میں شمار کیا (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۷۶)

۶۔ قرآن مجید میں تحریف لفظی کا اقرار کیا (فیض الباری ص۳۹۵ ج۳)

۷۔ قرآن کی تلاوت کو غفلت کی حالت میں ہذیان اور بکواس لکھا (فضائل اعمال ص۴۶۷)

۸۔ تعزیہ بناتے اور تعزیہ بنانے والے کی مدد کا فتویٰ دیا۔ (افاضات الیومیہ ۱۶۶/۴ نمبر ۲۰۲، ۲۶۰/۳ نمبر ۴۰۷)

۹۔ ان کا دل ہمیشہ قادیانیوں کی طرف سے تاویلیں تلاش کرتا رہتا ہے۔ (حکیم الامت ص۲۵۹)

۱۰۔ عورت کو پردہ نہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (افاضاتِ یومیہ ۲۵۶/ ۸ ملفوظ نمبر)

یہی وجہ ہے کہ دیو بندیوں کے مرکزی مفتی محمد شفیع آف کراچی نے تسلیم کیا کہ اس نے ساری عمر بھر جو کچھ دین کی خدمت کی ہے، اس میں عمر برباد کر ڈالی ہے۔ (وحدت امت ص۱۸)

اور ان لوگوں نے اصل دین چھوڑ کر نیا دین قائم کرلیا ہے (صحبتے با اولیاء ص۱۲۵)

مناظر یا سیاہ دل:

پادری کی کتاب ''گلستان توحید و گلستان رسالت'' کے ٹائیٹل پیج پر پادری صاحب کو اور ص ۱۰ پر نجیب اللہ عمر دیوبندی کتاب کے مقدمہ باز کو ''مناظرِ اسلام'' لکھا ہے۔

یہ دیوبندی دھرم کے خود ساختہ ''اسلام کے جعلی مناظر'' ذرا اپنے نیم حکیم الامت تھانوی کی بھی سن لیں' اس نے لکھا ہے: ''اہل باطل سے مناظرہ بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ مناظرہ میں ان سے تلبس ہوتا ہے اور تلبس سے اثر ہو جاتا ہے (ملفوظات ص ۹/۲۱۶)

مزید لکھا ہے: ''اکثر مناظروں سے قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے یہ طریقہ باطن میں بہت مضر ہے۔(ارواح ثلاثہ ۳۶۰ حکایت نمبر ۴۲۲)

اب بتائیے یہ پارٹی ''مناظر'' لکھوا کر ثابت نہیں کر رہے کہ یہ صرف سیاہ دل ہی نہیں بلکہ شکل و صورت سے بھی ''کالک زدہ'' ہیں۔ پادری بد بخت اعلیٰ حضرت کو ''کالا اعلیٰ حضرت'' کہنے والا خود ''سیاہ توت'' اور ''کالی بوتھی والا'' ہے اس کا چہرہ بھی قابلِ معائنہ ہے۔

دیو بندیوں کا حضرت آدم علیہ السلام پر فتویٰ شرک:

پادری دیوبندی کہتا ہے آج کل بریلوی حضرات نے ایک نیا مسئلہ اٹھایا ہے کہ یہ امت تو شرک کر ہی نہیں سکتی لیکن دیوبندی وغیرہ ہمیں مشرک کہتے ہیں۔(ص ۲۱) ہم جو کچھ کہتے ہیں اس کی وضاحت تو ہماری کتب میں تفصیل سے موجود ہے البتہ ''ہم نے'' ''آج کل'' نہیں بہت پہلے سے یہ کہہ رکھا ہے کہ ان ظالم نجدی وہابی اور دیوبندی وہابی گماشتوں کے خود ساختہ معیار شرک سے دنیا کا کوئی فرد حتیٰ کہ یہ خود بھی نہیں بچ سکتے' جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارت گذر چکی ہے' ان بدبختوں نے نبیوں تک کو معاف نہیں کیا' دیوبندی دھرم کے جعلی امام ربانی' رشید گنگوہی نے حضرت آدم کا شرک ثابت کر دیا ہے العیاذ باللہ!

ملاحظہ ہو۔(فتاوی رشیدیہ ص ۱۸۶)

اکابر پر تہمت:

اکابر پر تہمت لگاتے ہوئے پادری کہتا ہے: ''امت میں اگر شرک آ ہی نہیں سکتا تو پھر ان اکابر نے مشرک کا فتوٰی تم پر کیوں لگایا؟ (ص ۲۴)

حالانکہ کسی ایک معتبر و مستند مسلم بزرگ نے اہل سنت و جماعت کو مشرک نہیں کہا' یہ ان خناسوں اور مکاروں کا جھوٹ' بہتان اور نری تہمت ہے۔۔۔اہل سنت کو دوٹوک مشرک کہنے کی جرأت اس منہ پھٹ اور شقی القلب پادری کو بھی نہیں ہوئی لکھتا ہے:

''ہم علی العموم بریلویوں کو مشرک نہیں کہتے (ص ۲۸)

ع جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

شرک کی گونج دیو بندی ایوانوں میں:

کہتا ہے:''نمبر۴ سے لے کر ۸ تک تمام صورتیں بریلویوں میں وقوع پذیر ہیں'' (گلستان توحید و گلستان رسالت ص ۲۴)

اب اس کی حقیقت بھی دیکھ لیں کہ شرک کی تمام صورتیں ہمارے ہاں ہیں یا دیو بندی ایوانوں میں۔

ملاحظہ ہو:

''نمبر۴'' کے تحت شاہ ولی اللہ کی عبارت کا ترجمہ ہے

''کہ یہی مرض اکثر یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکوں کا تھا اور آج بھی امت محمدیہ کے بعض غالی منافق لوگوں کا ہے''۔۔۔لیکن وہ مرض کونسا ہے؟ اس کی صورت کیا ہے کس عمل کا ذکر ہے؟ اس کی کوئی وضاحت اس دجال دیو بندی نے نقل نہیں کی اس ظالم نے صرف'' غالی منافق'' کے جملے سے اہل سنت کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ساتھ ملانے کے لیے یہ عبارت لکھ تو دی لیکن اس کا مطلب و وضاحت نہیں کر سکا۔ اگر کفر و شرک دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے تھانوی کی سنیئے !''دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و معاملات کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر کہتے ہیں کہ نوبت بشرک و کفر پہنچاتے ہیں (خط دیو بندی مندرجہ بوادر النوادر ص ۱۹۷ و مندرجہ ثلج الصدور ص ۲۰۴)

کہ تم اس کو شرک سمجھتے ہو تو پھر مشرک سے بیعت ہونا کیوں جائز ہے ؟ (افاضاتِ یومیہ ۸/۱۹۰)۔۔۔معلوم ہوا کہ دیو بندی مولویوں کے نزدیک ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مشرک ہیں ۔۔۔یہ لوگ ایک مشرک کے مرید ہیں۔۔اب سمجھ گئے'' کہ غالی منافق'' اور ''حقیقی مشرک'' کون ہے؟

''نمبر ۵'' کے تحت اولیاء سے مدد مانگنا اور فریاد کرنا شرک لکھا ہے۔ (ص ۲۲)

جب کہ یہ دونوں چیزیں ان کے گھر میں موجود ہیں:

(۱) اے شہہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(شمائم امدادیہ ص ۸۴، امداد المشتاق ص ۱۱۶)

(۲) یا رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے (کلیاتِ امدادیہ ص ۹۰)

اسے کہتے ہیں! دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر!

نمبر ۶ کے تحت شرک فی العلم یعنی یہ سمجھنا کہ کسی کو ہر چیز کا علم حاصل ہے اور ہر حالت میں اپنے مرشد کا نام پکارنا اور پھر مردوں سے استعانت کو شرک فی الاستعانت کے طور پر لکھا ہے۔ (۲۲۔۲۳)

جب کہ یہ تینوں صورتیں بھی ان کے گھر میں پائی جاتی ہیں: ملاحظہ ہو:

مثلاً (۱) دیوبندیوں نے شیطان اور ملک الموت کے لیے ساری کائنات کا علم محیط مان رکھا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

(۲) تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

دستگیری کیجیے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی (نشر الطیب ص ۱۵۴)

(۳) مزید ہر حالت میں استغاثہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یاملجائی فی مبدئی و معادی'' (تذکرۃ الرشید ۱/۱۱۴)

(۴) مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے: ''بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں'' (حاشیہ سوانح قاسمی ص ۳۳۲/ ج ۱)

۷۔ صاحب مزار سے کہنا میرا کام سرانجام دو۔ (۲۳)

(۱) زکریا دیوبندی نے لکھا ہے'' شیخ ابوالخیر نے بھوک کے وقت قبر نبوی پر حاضر ہو کر روٹی مانگی جو مل گئی۔ (فضائل درود شریف ص ۱۱۹، تحت نمبر ۷۴، تبلیغی نصاب)

(۲) تھانوی نے لکھا: ''فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ فرمایا

(حضرت صاحب نے) کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا ہے جو حالت حیات میں اٹھایا تھا'' (امداد المشتاق ص ۱۱۳)

(۳) مزید لکھا ہے: ''آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمائیے۔۔۔اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر سے ملا کرتا ہے (ایضاً ۱۱۷)

(۴) رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے: ''میں شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مدتِ دراز تک بیٹھا ہوں اور مجھ کو شاہ صاحب نے تعلیم بھی کی ہے

(تذکرۃ الرشید ۲/۱۸۹)

یہ ''سیاہ توت'' دیوبندی خوب سمجھ گئے ہوں کہ بتوں کے پجاریوں کی مشابہت اور ان کا تسلیم شدہ شرک ان کے ایوانوں میں برابر گونج رہا ہے۔

نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ کسی کی خوشامد کے لیے رکوع کو لمبا کرنا شرک (ص ۲۳)

دیوبندی خناسو! تم رکوع کو رو رہے ہو ہم تمہارے گھر سے سجدے ثابت کر دکھاتے ہیں۔

(۱) اشرفعلی تھانوی کی کتاب بوادر النوادر ص ۱۳۱ پر لکھا ہے:

یارسول اللہ! آپ کی طرف سجدہ کرنا درست ہے۔

(۲) تھانوی صاحب نے مخلوق کو سجدہ کرنا درست قرار دیا ہے۔

(افاضات یومیہ ص ۱۵۳ ج ۲ ملفوظ ۲۱۴)

(۳) حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی کے روبرو دیوبندیوں نے اپنی گردنوں اور پیشانیوں کو جھکا دیا تائب ہوئے اور منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۲۶۷ طبع گوجرانوالہ)

قرآن مجید میں بندوں کا یہ انداز اللہ رب العزت کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو! بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۹

ڈوب مرنے کا مقام ہے ان مکاروں کے لیے کہ اہل سنت مخلوق کی خوشنودی کے لیے رکوع کو لمبا کرنا جائز

نہ سمجھیں انہیں پھر بھی مشرک بنایا جا رہا ہے اور خود مخلوق کو سجدے کیے جا رہے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں اس سے بڑھ کر دھوکہ بازی اور مکاری کیا ہوسکتی ہے؟

بے ایمانی کا مظاہرہ:

جب کوئی شخص اپنے ضمیر کا سودا کر بیٹھے اور شرم وحیا کو رخصت کر ڈالے اب وہ جو چاہے کرتا پھرے جب حیا ہی نہیں تو ہر طرح کی قباحت کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے۔ ابوایوب قادری۔۔۔ نہیں نہیں ''ابودیوث پادری'' بھی اس کا پورا پورا مصداق ہے اس نے پہلے تو اہل سنت کو مشرک بنانے کے لیے کرتب سازی کی پھر بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھ مارا:

''امت میں گر شرک آ ہی نہیں سکتا تو پھر ان اکابر نے مشرک کا فتوی تم پر کیوں لگایا؟ (ص ۲۴)

اول: ہمارے کسی ذمہ دار نے معتبر اور ثقہ عالم نے نہیں کہا کہ ''امت میں شرک آ ہی نہیں سکتا'' دوم: پیش کئے گئے حوالہ جات میں کسی بزرگ نے بھی اہل سنت کو مشرک قرار نہیں دیا۔

سوم: جو باتیں بنائی گئی ہیں وہ دیوبندیوں کے گھر سے ہم نے ثابت کر دی ہیں۔ اگر غیرت کی کوئی رمق موجود ہو تو کہہ دو کہ ان اکابر نے دیوبندیوں پر مشرک ہونے کا فتوی صادر کیا ہے۔

چہارم: اگر نام لے کر فتوے سننے کا شوق ہے تو کان کھول کر سنو! دیوبندیوں نے اپنے مرکزی ''پیرومرشد حاجی امداداللہ'' کے نظریات کو شرک قرار دیا ہے ملاحظہ ہو!

(بوادرالنوادر ص ۱۹۷، ثلج الصدور ۲۰۴)

مسلمانوں کو مشرک بنانے والو! اندھا دھند شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کر کے خارجیوں کی جانشینی کا حق ادا کرنے والو! جب تمہارے ''مرکزی پیر'' ہی شرک کی دلدل میں لت پت ہیں تو اب چیلے چانٹوں کا کیا حال ہوگا؟ جب رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی جیسے دیوبندی ''باووں'' کے ''شیخ طریقت'' ہی مشرک ہیں تو ان کی بیعت کرنے والے ''مشرکوں'' کے پیشوا کیوں نہیں ہوں گے؟ بدباطنو! آئینہ میں اپنی ''بوتھی'' دیکھ کر شرک کے فتوے دوسروں پہ لگاتے ہو۔

دیوبندی شرک کی دلدل میں:

اب آیئے ہم یہ بھی ثابت کر دکھاتے ہیں کہ اہل سنت پر بے رحم شرک کے فتوے لگانے کی پاداش میں ان

دیوبندیوں نے ایک دوسرے کو مشرک بنا ڈالا ہے۔ یہ ایک قدرتی انتقام ہے۔ ملاحظہ ہو: دیوبندیوں کے شرکیہ اعمال اور ان کے فتوے: (۱) دیوبندیوں نے نبیوں ولیوں اور ہر چیز حتیٰ کہ بچوں پاگلوں، جانوروں اور گندگی میں رہنے والے ناپاک کیڑوں تک کے لیے علم غیب تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: حفظ الایمان ص۹، مع بسط البنان ص۱۳، شہاب ثاقب ص ۱۰۶، توضیح البیان ص ۲۱ فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۴۷، شمائم امدادیہ ص ۶۱، امداد المشتاق ص ۶۷، عبارات اکابر ص ۱۸۷ وغیرھم

جب کہ انہوں نے اسے خاصۂ خداوندی قرار دے کر دوسروں کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک اور ایسے شخص کو کافر و مشرک قرار دیا ہے۔ فتاوٰی رشیدیہ ص ۲۲۸، ۲۳۹، ۲۰۱، تقویۃ الایمان ص ۳۰، تحفہ لاثانی ص ۳۷، فتح حقانی ص ۲۵، وغیرہ۔

اس فتوے سے اشرفعلی تھانوی، حسین ٹانڈوی، مرتضٰی دربھنگی، منظور نعمانی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور سرفراز گکھڑوی جیسے ''صنادید دیوبند'' شرک کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔

(۲) تذکیر الاخوان مع تقویۃ الایمان ص ۴۷۰ دوسرا نسخہ ۲۷۹ پر پیروں، پیغمبروں سے مدد مانگنا شرک قرار دیا اور ایسے شخص کو ''مشرک اشد'' (سخت ترین مشرک) کہا ہے۔

جب کہ قاسم نانوتوی نے کرم احمد سے مدد مانگی ہے (قصائد قاسمی ص ۶، شہاب ثاقب ص ۴۸)

اشرفعلی نے ''دستگیری کیجئے میرے نبی'' کہہ کے مدد طلب کی (نشر الطیب ص ۱۵۶)

حاجی امداد اللہ نے ''اے شہہ نور محمد وقت ہے امداد کا'' کے جملے سے اپنے پیر سے مدد مانگی۔ (شمائم امدادیہ ص ۸۴، امداد المشتاق ص ۱۱۶)

الطاف حسین حالی نے کہا: ''فریاد اے کشتی امت کے نگہبان!'' (مسدس حالی ص ۱۰۹۔ ۱۱۱)

یہ اور ان کے علاوہ سینکڑوں حوالہ جات پکار پکار کر فرما رہے ہیں کہ دیوبندی مشرک اشد ہیں۔

(۳) غلام خاں پنڈوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ جو نبی ولی کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھتا ہے وہ کافر و مشرک اور جو شخص ایسے شخص کے عقائد پر اطلاع پا کر اسے کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی کافر و مشرک ہے۔ (جواہر القرآن ص ۶ تا ۸۷)

جب کہ کلیاتِ امدادیہ ص ۱۰۳ تعلیم الدین ص ۱۴۲‘ سلاسل طیبہ ص ۱۴‘ اصلاحی نصاب ص ۵۷۴‘ شجرہ چشتیہ صابریہ تھانویہ ص ۶‘ یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے ص ۹۷ پر حضرت علی کو ’’مشکل کشا‘‘ کہا گیا ہے۔

لہذا اس فتوے کے مطابق حاجی امداد اللہ‘ اشرفعلی تھانوی‘ اور ان کے تمام صنادید جو ان سے وابستہ ہیں کافرو مشرک قرار پائے اور یہ پادری، گھمن، مجاہد، سرفراز اور ان کے چیلے چانٹے وغیرہ ان کے عقائد پر اطلاع پا کر انہیں کافر و مشرک قرار نہ دینے والے سب کافر و مشرک ہیں۔ کذلك العذابط والعذاب الاخرة اکبر (سورۃ قلم آیت ۳۳)

؎ نہ بچ سکو گے تم نہ ساتھی تمہارے نا ؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

(۴) اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان ص ۲۵‘ ۳۲‘ ۷۷ اور اشرفعلی نے بہشتی زیور ص ۳۵ پر عبدالنبی نام رکھنے کو شرک کہا۔

جب کہ امداد المشتاق ص ۹۳ اور شمائم امدادیہ ص ۷۱ پر حاجی امداد اللہ اور اشرفعلی نے عباد الرسول کہلوانا درست کہا۔

قدرت کی پھٹکار دیکھیں کہ تھانوی اپنے فتوے سے مشرک ٹھہرا۔

پادری دیوبندی نے ایک جگہ یوں بکا ہے:

’’سمجھ اور بریلویت دو الگ چیزیں ہیں‘‘ (ص ۱۳۳)

اب وہ اس آئینے میں اپنا ’’سیاہ بوتھا‘‘ دیکھ لے اور یقین کر لے کہ دیوبندیوں کا فہم وشعور سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

(۵) دیوبندیوں نے رشید احمد گنگوہی کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہا ہے۔ (مرثیہ ۵‘ کلیات شیخ الہند ص ۷)

جب کہ اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

’’اب خوب سمجھ لیجئے کہ حقیقی بانیٔ اسلام اللہ تعالیٰ ہیں‘‘ (مواعظ میلاد النبی ص ۶۴۳‘ لاہور‘ ص ۳۸۰ ملتان)

اور مزید لکھا ہے: ’’یہ لوگ آپ کو بانیٔ اسلام کہا کرتے ہیں میرے نزدیک یہ لقب عیسائیوں سے لیا گیا ہے‘‘۔ (ایضاً ص ۳۸۰‘ ملتان‘ ۶۴۳ لاہور)

یہاں رسول اللہ ﷺ کو بانیٔ اسلام قرار دینے والوں کو عیسائیوں کا پیروکار کہا گیا ہے۔ تو اب سوچیئے! کہ رشید دیوبندی کو ''بانیٔ اسلام کا ثانی'' کہنے والے دیوبندی، سرفرازی، گھمنی، پادری عیسائیوں سے کس درجہ آگے ہوں گے۔

اور یہ عقدہ بھی تھانوی نے حل کر دیا کہ 'بانی اسلام' اصل میں اللہ تعالیٰ ہے' تو مولوی کو اللہ تعالیٰ کا ثانی قرار دینا کتنا بڑا شرک ہوگا؟

دیوبندیوں کو عیسائی اور مشرک ہونا مبارک ہو۔

ے ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہوگا

(۶) پادری دیوبندی نے ''طواف'' کو شرک لکھا ہے (ص ۲۷، ۲۵)

جب کہ اشرفعلی نے اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو! تصوف اسلام ص ۴۱، حفظ الایمان ص ۸۔ پادری کے فتوے سے تھانوی پکا مشرک بلکہ مشرک گر۔

(۷) پادری نے غیر خدا سے مانگنا بھی شرک لکھا ہے (ص ۲۴)

جب کہ اس کے مصنوعی شیخ الحدیث سرفراز گکھڑوی نے اس کے جواز کا اقرار کیا ہے۔ (تسکین الصدور ص ۲۹۳) گویا یہ امام اہل سنت نہیں بلکہ ''امام اہل شرک'' ہیں۔

(۸) اسماعیل دہلوی نے لکھا ''من گھڑت نام شرک ہیں'' (تقویۃ الایمان ص ۶۸)

اور یہ حقیقت ہے کہ ابوایوب قادری، محمد مجاہد، محمد الیاس گھمن، محمد سرفراز صفدر، محمد امین اوکاڑوی، خالد محمود مانچسڑوی، اشرفعلی، مرتضیٰ حسن چاند پوری، منظور احمد نعمانی، رشید احمد گنگوہی، اور محمد اسماعیل دہلوی، جیسے سارے نام دیوبندی تقویۃ الایمانی فتوے کے مطابق من گھڑت ہیں۔ لہذا یہ سارے ''اہل شرک'' قرار پائے۔

(۹) پادری دیوبندی نے خود کو کسی کا بندہ کہنا بھی شرک لکھا ہے (ص ۲۵)

جب کہ رشید گنگوہی نے اسے درست کہا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۱) تھانوی کے ملفوظات ص ۶/۲۱۵ پر ''بندۂ پیر'' لکھا ہے۔ ثابت ہوا کہ تھانوی اور گنگوہی مشرک۔

(۱۰) پادری نے ''نفع ونقصان'' کو غیر اللہ کی طرف سے جاننے کو شرک لکھا۔ (ص ۲۵) جبکہ حاجی امداد اللہ نے کہا کہ ''فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں'' (امداد المشتاق ص ۱۱۲)

محمود الحسن نے لکھا ہے: حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

(مرثیہ ۸)

یعنی روحانی اور جسمانی حاجتوں کا قبلہ رشید احمد گنگوہی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں حضرات بھی پادری دیوبندی کے فتوے سے اشد مشرک اور پکے شرک پرست ہیں۔

دیوبندی کی توحید کی دھجیاں بکھر گئیں:

دیوبندیوں نے توحید کے لفظ سے جو اپنے مکروہ اور گستاخانہ عقائد پھیلانے اور اہل سنت کو مشرک کافر اور بدعتی بنانے کا مکروہ دھندا اپنا رکھا تھا اب وہ بے نقاب ہو چکا ہے۔ ان کے چیچک زدہ چہرے نمایاں ہو گئے ہیں۔ توحید کی آڑ میں لگائے گئے بے رحم فتوے اب ان کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ ان کے مماتی گروپ نے اسی ''توحید'' کو بنیاد بنا کر حیاتی دیوبندیوں کو مشرک، مشرک گر مشرکین مکہ کے برابر اور ابو جہل جیسا قرار دے کر اہل سنت وجماعت کا بدلہ لے لیا ہے۔

اسماعیل دہلوی نے اہل سنت مسلمانوں کو ابو جہل کے برابر قرار دیا۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۸)

ان مماتی دیوبندیوں نے حیاتی دیوبندیوں کو ابو جہل کا ٹبر کہہ دیا۔

دستاویزی ریکارڈ کی صحت کے پیش نظر آیئے اس کی چند مثالیں ملاحظہ کرتے ہیں۔

ابو جهل کا ٹبر:

سرفراز گکھڑوی نے قاضی شمس الدین کو مخاطب کر کے لکھا ہے:

محترم! آپ کی سرپرستی میں تقریریں ہوتی ہیں اور جناب شاہ صاحب بڑی بے باکی کے ساتھ قائلین سماع موتیٰ کو ابو جہل کا ٹبر، لوئر مشرک اور یہود تک کہہ جاتے ہیں۔ (المسلک المنصور ص ۵۰)

مزید سنیئے! مہر محمد میانوالی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اب یہ توحیدی نوجوان مختلف گروپ در گرپ ہو کر۔۔۔ کسی کی دارو گیر سے آزاد۔۔۔ ہر سفید ریش پر

انك ميت و انهم ميتون کی لاٹھی برسانے میں خودمختار اور کسی مسلمان کو سلام کہنے سننے یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے دور دراز رہتے ہیں۔۔۔ کیونکہ اسے مشرک اور معاذ اللہ ابوجہل کا کنبہ جانتے اور کہتے ہیں۔(یادگار خطبات ص۳۴)

پکے مشرک:

حیاتی دیوبندی قبر کے پاس پکارنے کے قائل ہیں۔مماتی دیوبندیوں نے ان کے اس نظریہ پر پکے مشرک ہونے کا فتوی جاری کیا۔سرفراز دیوبندی نے حسین نیلوی دیوبندی کو مخاطب کر کے لکھا ہے:

آپ کا یہ کہنا کہ۔یا قبر کے پاس سے پکارے وہ پکا مشرک ہے اس کا ذبیحہ مردار ہے۔۔۔فرمائیے کہ آپ کے نزدیک سماع موتی کے جملہ قائلین پکے مشرک ہیں؟(تسکین الصدور ص۲۹۳)

ابو جھل جیسے:

مزید فتوے کا تبادلہ کرتے ہوئے سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

''آپ ضد اور تعصب و تحزب میں آ کر بلا وجہ صحیح حدیث کو جس پر امت کا تعامل ہے منگھڑت قرار دیتے اور اس پر عمل کرنے والوں کو مِن خَدَم الشَّيطان کا جو تمغہ دیتے ہیں۔ان شاء اللہ اس کا مزہ آپ مرنے کے بعد چکھیں گے۔کہ کیا ہے؟۔۔۔۔حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ:

اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ابوجہل جیسی ہے۔۔۔۔الخ (تسکین الصدور ص۲۹۴)''مماتیوں کے فتوے سے حیاتی ابوجہل کا ٹبر اور حیاتیوں کے فتوے سے مماتی ٹولہ''ابو جہل جیسا''۔۔۔۔۔۔۔ہمارے نزدیک دونوں ہی سچے ہیں' کیونکہ اہل سنت کو مشرک بنانے کی یہ قدرتی سزا انہیں مل رہی ہے۔

ایک قدم آگے:

سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

چنانچہ مؤلف ندائے حق استشفاع عند القبر کی تردید کرتے ہوئے اور تسکین الصدور میں عالمگیری وغیرہ میں پیش کردہ حوالوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ نکلا کہ شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) سے درخواست کہ تم حضور کو کہو کہ خدا سے کہیں کہ وہ ہماری مغفرت

کرے یعنی واسطہ در واسطہ بریلویوں سے ایک قدم آگے وہ تو کہتے ہیں اے فقیر میری تیرے آگے تیری اللہ کے آگے (دعاوالتجاء) ہے۔(تسکین الصدور ص ۳۷۸)

دیکھ رہے ہیں آپ! قدرت نے اہل سنت بریلوی کا کیسے دفاع فرمایااوران کے قلم سے خود اپنے مشرک ہونے کا اقرار لکھوادیا۔

شرک کی بُو:

الیاس گھمن نے لکھا ہے:

مولانا عبدالعزیز نے پرجوش انداز میں فرمایا:''حیاتی تو انتہائی گندے ہیں ان کے عقیدے سے شرک کی بُو آتی ہے''۔(مناظرہ حیات النبی ﷺ ص ۱۶۷)

مشرک منکر قرآن ہے:

گھمن نے مماتیوں کے بارے میں مزید نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ کہتے ہیں کہ جو ہمارے عقیدے کو نہیں مانتا وہ مشرک ہے'' قرآن کا منکر ہے۔(ایضاً ص ۱۴۵)

شرک کا کون سا درجہ؟

الیاس گھمن کے اسی مناظرہ میں مماتیوں کا قول لکھا ہے:

''بدعتی لوگ دور سے صلوۃ وسلام سننے کے قائل ہیں اور تم قریب سے سننے کے قائل ہو' پھر تمہارے اور بدعتیوں کے درمیان کیا فرق ہوا؟ وہ چھوٹے مشرک ہیں تم ان کے مقابلے میں ذرا سے کم درجے کے مشرک ہو جو مرضی کرلو تمہاری نجات نہیں ہوگی۔(ایضاً ص ۸)

کھرے مشرک:

خضر حیات بھکروی مماتی دیوبندی نے اپنے حیاتی دیوبندی فرقے میں شرک کی مختلف صورتیں ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''۔۔۔لوگوں کو دھوکہ مت دو اور عندالقبر کے بہانے لوگوں کو دور مافوق الاسباب سماع کا قائل بنا کر بقول مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ شرک فی السمع کا مرتکب نہ بنائیں۔حضرت مفتی اعظم ہند محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ صفت سمع کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں سمع کے معنیٰ سننا اور بصر

کے معنیٰ دیکھنا۔یعنی اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے لیکن مخلوق کی طرح اس کے کان نہیں ہیں اور نہ مخلوق کی طرح اس کی آنکھیں ہیں۔(مافوق الاسباب) نہ اس کے کانوں اور آنکھوں کی کوئی شکل و صورت ہے ہلکی سے ہلکی آواز سنتا اور چھوٹی سے چھوٹی چیز دیکھتا ہے اس کے سننے اور دیکھنے میں نزدیک، دور اندھیرے اور اجالے کا کوئی فرق نہیں۔نیز شرک فی السمع کی بحث میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا مثلاً اعتقاد رکھنا کہ فلاں پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں یا ہمیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں۔سب شرک ہے۔(تعلیم الاسلام)
اگر مفتی کفایت اللہ کے فتوی پر یقین نہ آئے تو ہم تمام اکابرین علماء دیوبند کا مصدقہ فتوٰی ذکر کر دیتے ہیں کہ دور و نزدیک سماع کا قائل کھرا مشرک ہے۔

چنانچه عقائد الاسلام علامه حقانی میں هے :

’’تیسری قسم شرک فی السمع ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح نزدیک و دور کی بات سنتا ہے اور کسی اور کو بھی یوں ہی سمجھا مشرک ہو گیا۔(عقائد اسلام حقانی ص۳۳۳)(المسلک المنصور ۲۹۰۔۲۹۱)

دیوبندیوں کو اپنے ہی گھر سے ’’کھرا مشرک‘‘ ہونے کا فتوی مبارک ہو۔

یقیناً اسی کو کہتے ہیں ومن حفر بیراً لاخیه فقد وقع فیه دوسروں کے لیے گڑھا کھودنے والا خود اسی میں جا گرتا ہے۔

دیو بندی موحد نهیں: بقول دیوبندی

موحد وہ ہے جو غیر اللہ کے آگے نہیں جھکتے (ص۲۶ تا ۲۷)

جب کہ دیو بندی ٹولہ حسین احمد دیو بندی کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے جھک گیا۔(شیخ السلام نمبر ص ۲۶۷)

لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ ٹولہ موحد نہیں ہے بلکہ مشرک ہے مشرک۔

فرزندان شرک و بدعت:

ابو ایوب قادری نے ڈینگ مارتے ہوئے لکھا ہے:

’’فرزندانِ توحید زندہ موجود ہیں اور بعون اللہ و توفیقه شرک و بدعت کی عمارت کو تباہ و برباد کرتے رہیں

گے۔اور اس عمارت میں رخنہ ڈالنا اور اس کی بنیادوں کو ہلانا ایمان و اسلام کی خدمت سمجھتے رہیں گے۔(ص۲۹)

تمام تر شرک میں لت پت اور شرک کی تمام اقسام کو اپنانے والے دیوبندی شرک و بدعت کی عمارت کو کیا برباد کریں گے بقول مماتیوں کے یہ کہنا درست ہے کہ

حیاتی دیوبندی فرزندانِ شرک و بدعت دندناتے پھرتے ہیں شرک و بدعت کی عمارت کو مضبوط تر کر رہے ہیں اور اس عمارت میں ڈالے گئے رخنوں کو دور کرنا اور اس کی بنیادوں کو پختہ کرنا اپنے خود ساختہ ایمان و اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں اور دھوکہ وفریب کرتے ہوئے فتوے دوسروں پر لگاتے ہیں۔

اهل سنت بریلوی مشرک نهیں:

ہم نے اہل سنت پر لگائے گئے تمام الزامات کے جوابات دیوبندیوں کے گھر ہی سے پیش کر دیئے ہیں اور شرک قرار دیئے گئے اُمور کو ان کے اندرونِ خانہ ہی سے ثابت کر دکھایا ہے۔اب رہ گئی یہ بات کہ اہل سنت بریلوی کو بات بات میں مشرک بنانے والے خود بول کر ان کے مشرک نہ ہونے کا دفاع و اعلان یوں کر رہے ہیں۔

دیکھیئے :ابوایوب نے لکھا ہے:''ہم علی العموم بریلویوں کو مشرک نہیں کہتے'' (ص۲۸)

اهل سنت توحید کے منکر نهیں:

اہل سنت پر مزید بہتان تراشی اور تہمت بازی کرتے ہوئے ابوایوب کے مقدمہ باز نام نہاد مفتی نجیب اللہ نے لکھا ہے:

''بریلوی جس توحید کا انکار کر رہے ہیں وہ کس قدر اہم اور لازمی چیز ہے''۔(ص۱۸)

اب دیکھیئے : قدرت کی پھٹکار ان لوگوں پر یوں پڑی کہ چند سطروں کے بعد خود ہی لکھ دیا کہ حضرت غزالی زماں مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت توحید اور مولانا اویسی نے فضل توحید کے نام سے ایک مضمون لکھا اسے کہتے ہیں قدرتی انتقام ۔۔۔۔جس چیز کی نفی کے لیے اس مکار نے اتنی حیلہ سازی کی 'قدرت نے اس کا اثبات اس کے قلم ہی سے لکھوا دیا۔اگر ان لوگوں میں شرم کی کوئی ادنیٰ رمق بھی ہو تو انہیں چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے۔

فائدہ:

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اہل سنت و جماعت توحید کا شرعی اور اسلامی مفہوم بلا چون و چرا تسلیم کرتے ہیں جب کہ وہابیوں دیوبندیوں کے خودساختہ اور جعلی مفہوم کے ہرگز ہرگز قائل نہیں ہیں۔ ہماری کتب میں توحید کے اسی جعلی اور من گھڑت مفہوم کی تردید کی گئی ہے۔۔۔۔اہل سنت توحید کی آڑ لے کر محبوبانِ خدا کی توہین کے جذبے کی حمایت ہرگز نہیں کر سکتے۔

''ہمیں اسلامی توحید سے سروکار ہے' ابلیسی توحید کے پرخچے اڑادیں گے۔ دیکھئے!

(۱) حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب فرماتے ہیں:

توحید وہی معتبر جو حضور ﷺ بتادیں اسی لیے کہا گیا قل هو الله احد (مواعظ نعیمیہ ص ۸۹/ حصہ ۱)

مزید فرماتے ہیں نہ شیطانی توحید کا بغیر اسلام کے اعتبار ہے۔ نہ عبادت و ریاضت کا کوئی لحاظ (ص ۱۲۷)

(۲) تو ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: توحید نوٹ کا کاغذ اور نبوت اس کی مہر جیسے نوٹ کی قیمت سرکاری مہر سے ہے اس کے بغیر وہ قیمتی نہیں' اسی طرح ایمان کے نوٹ کی قیمت بازار قیامت میں جب ہی ہوگی جب اس پر حضور ﷺ کے نام کی مہر لگی ہوگی ان سے منہ موڑ کر توحید کی قیمت نہیں ہے اسی لیے کلمہ میں حضور ﷺ کا نام ہے اور قبر میں توحید کا اقرار کرانے کے بعد حضور ﷺ کی پہچان ہے۔

(علم القرآن ص ۴۳،۴۲ مکتبۃ المدینہ)

(۳) حضرت غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''غور سے دیکھا جائے تو سارا قرآن دلائل توحید سے بھرپور ہے''۔ (مقالاتِ کاظمی ص ۳۷/ جلد ۱)

مزید لکھتے ہیں: ''توحید کے بغیر معرفت خداوندی متصور نہیں۔۔۔قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قرب مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ محض رسالت ہے''۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ یں همه اوست   اگر بااونر سیدی تمام بولهبی است!

(اقبال) (ایضاً ص ۴۶، ۴۷)

(۴) حضرت مولانا عبدالکریم ابدالوی مسئلہ کی نوعیت کو یوں بیان کرتے ہیں: ''آج کل مسئلہ توحید کی خانہ ساز ایسی تشریح اور تفسیر کر کے محبوبانِ خدا انبیاء علیہم السلام' واولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی خداداد رفع و

اعلیٰ شان کا انکار کیا جاتا ہے (رسائل کریمیہ ص ۲۷)

''توحید باری تعالیٰ کا اصل اسلامی مفہوم لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ۔۔۔۔کلمہ توحید ہے''
(ص ۳۴)

''توحید کا حقیقی معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھا جائے'' (ص ۳۶)

ابدالوی صاحب اپنے مؤقف پر متعدد دلائل نقل کر کے اسلامی توحید کو اجاگر کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں: ''شان رسالت سے انکار کرنے کے لیے منکرین توحید باری تعالیٰ کے مفہوم میں تبدیلی کر رہے ہیں''۔(مقالۃ التوحید مندرجہ رسائل کریمیہ ص ۵۰)

جس سے ثابت ہو گیا کہ اہل سنت اصل توحید کے نہیں بلکہ منکرین شان رسالت کی خود ساختہ توحید اور اس کے بگاڑے ہوئے مفہوم کے انکاری ہیں۔

(۵) سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر کوٹلوی لکھتے ہیں: ''اب ذرا سی آیت کو پڑھنے سننے کے بعد نجدی توحید کا اعلان پھر سنیئے: کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور انصاف کیجئے کہ کیا توحید اسی کا نام ہے۔۔۔۔۔۔وہ کافر کیوں قرار دیئے گئے؟ صرف اس لیے کہ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لائے۔گویا انہوں نے اسی تقویۃ الایمانی توحید کا مظاہرہ کیا کہ ''اللہ کے سوا کسی کو نہ مان'' تو اس قسم کی توحید انہیں لے ڈوبی۔''
(واعظ حصہ اول: پہلا واعظ ص ۳۱٬۳۲)

''پس خوب یاد رکھو کہ بجز حضور ﷺ کے توحید توحید نہیں٬ ایمان ایمان نہیں۔اور جو حضور اکرم ﷺ کو چھوڑ کر خدا کو پانا چاہے گا۔ ہرگز نہ پا سکے گا۔(ص ۳۲)

ثابت ہو گیا کہ اہل سنت و جماعت ''شیطانی توحید'' کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے توحید کی آڑ لے کر کمالات محبوبان خدا کے انکار کی ہرگز اجازت نہیں دیتے صرف توحید توحید کی رٹ لگانا اور رسالت کو گول کر دینا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

توحید کے ساتھ رسالت اور خدا پر ایمان لانے کے ساتھ اس کے عطا کردہ تمام کمالات نبوت و ولایت کو بھی ماننا پڑے گا۔توحید کے ساتھ اگر رسالت کو ضروری قرار دینا یہ توحید کا انکار اور اس کی اہمیت کو کم کرنا ہے تو

کان کھول کر سن لیجئے!

یہ کام ابوایوب بھی کر چکا ہے وہ لکھتا ہے:

''توحید کے ساتھ تو رسالت بھی ضروری ہے سیالوی صاحب اس سے کسی کو مفر نہیں'' (ص ۵۸)

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا آخر کو ہم دجلان کے کنارے پر جا ملے

دیوبندیوں کی توحیدی کرشمہ سازیاں:

اہل سنت و جماعت کے عقیدہ توحید پر دھول اڑانے والے اور خود کو توحید کا بلاشرکت غیرے ٹھیکیدار باور کرنے والے ان دیوبندیوں کی توحیدی کرشمہ سازیاں بھی ملاحظہ فرمالیں' تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ ظالم اپنے مکروہ اور گندے عقائد چھپانے کی خاطر دوسروں پر خواہ مخواہ زبان درازیاں کرتے ہیں:

(۱) محمود الحسن دیوبندی نے رشید گنگوہی کو ''بانیٔ اسلام'' کا ثانی قرار دیا ہے۔

(مرثیہ ص۴، کلیات شیخ الہند ص ۷)

اور اشرفعلی نے کہا ''بانیٔ اسلام'' اللہ ہے۔ (مواعظ میلا دالنبی ص ۳۸۰) گویا گنگوہی اللہ کا ثانی ہے۔

(۲) تھانوی دیوبندی نے کہا غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے کو معذور سمجھ کر اس پر ملامت نہیں کریں گے (بوادر النوادر ص ۲۳۶،۳۷۲)

یعنی اسے غیر اللہ کو سجدہ کرنے پر سرزنش نہیں کریں گے وہ کرتا ہے تو کرتا رہے۔ حتیٰ کہ تھانوی نے کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنے کی شرط کو بھی ختم کر دیا ہے ملاحظہ ہو: (ایضاص ۱۲۸)

(۳) دیوبندیوں کے مبلغ اعظم طارق جمیل نے توحید و رسالت کو وکٹوں سے تشبیہ دی ہے، وہ کہتا ہے:

''تین وکٹیں ہیں توحید و رسالت اور آخرت بلّا ایمان ہے اور بولنگ شیطان کر رہا ہے، ایمان کے بلے سے توحید آخرت اور رسالت کو بچانا ہے۔ (حیرت انگیز کارگزاریاں ص ۱۳۴، ۱۳۵)

(۴) اسی طارق جمیل نے اللہ تعالیٰ کے پاؤں اور گود کو ثابت کر دیا ہے۔ وہ دعا مانگتے ہوئے کہتا ہے:

یا اللہ! ہمارا کوئی نہیں اللہ تو ہمارے سامنے ہو' ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں' ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں' ہم تیری گود میں گر جائیں۔ (دعا پنڈی بھٹیاں کیسٹ)

بچپن کی بری عادتیں اللہ کے ساتھ پوری کرنے کا گندا شوق دیوبندیوں کو اب تک دامن گیر

ہے۔معاذ اللہ! یہ بد بخت ابلیسی توحید والے اللہ تعالیٰ کو مجسم ثابت کر رہے ہیں، ایسے گندے عقیدے سے ہزار بار توبہ۔

پس نجیب اللہ، ابوایوب اینڈ گھمن پارٹی میں اگر کوئی غیرت کی رمق موجود ہے تو ان کی رگِ توحید یہاں ضرور پھڑکنی چاہیئے، اگر یہ ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہیئے۔

(۵) محمود الحسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کو خدا اور اس کی قبر کو کوہ طور اور خود کو موسیٰ بنا دیا۔

ملاحظہ ہو: مرثیہ میں کہتا ہے:

تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ کہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ ص ۱۲، کلیاتِ شیخ الہند ص ۹)

یعنی جس طرح کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا رب ارنی اسی طرح میں گنگوہی کی قبر کو کوہ طور مان کر اسے کہتا ہوں اے میرے رب مجھے دیدار عطا کر۔

(۶) سرفراز گکھڑوی کے پیر حسین علی واں بھچروی نے اس بات کی تائید کی ہے کہ انسان اچھے اعمال کرے یا برے اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا، ان کے کرنے کے بعد علم ہوتا ہے۔(بلغۃ الحیر ان ص ۱۵۷)

یہ ہے دیوبندی توحید جو اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کی منکر اور لوگوں کو بے ایمان بنا رہی ہے۔

(۷) ایک شخص نے دیوبندیوں کے پیر حاجی صاحب کو خط میں "رب المشرقین و المغربین" لکھا اسے توبہ کرانے کی بجائے معذور جان کر درگذر کیا۔(ملفوظات حکیم الامت ص ۱۴۹/ ج ا ملفوظ ۱۷۴) کوئی اور ہوتا تو اس پر پکے مشرک ہونے کا فتوی لگا دیا جاتا اب معاملہ گھر کا ہے اس لیے توحید کی کوئی فکر نہیں۔اپنے اکابرین پر توحید بھی قربان۔۔۔۔۔اے دیوبندی حیوان!۔۔۔۔۔اپنی اوقات پہچان!

(۸) دیوبندیوں کے ایک ممدوح مجذوب خود کو بڑے شوق سے "رب العالمین" کہتے تھے۔

ملاحظہ ہو: ارواح ثلاثہ ص ۳۸۸ حکایت نمبر ۴۴۲

(۹) حاجی امداد اللہ اور تھانوی دیوبندی کا کہنا ہے:

فاعل حقیقی خداوند کریم ہے، کیا عجب کہ صحیح ہو۔دوسروں کے لباس میں آ کر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔

اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے (امداد المشتاق ص ۱۴۱، شمائم امدادیہ ص ۱۰)

یہ دیوبندی توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیر کا لباس پہنا کر انسان بنا رہے ہیں۔

(۱۰) صرف یہی نہیں بلکہ عبدالرزاق ملیح آبادی نے حسین احمد مدنی ٹانڈوی دیوبندی کے بارے میں صریح طور پر لکھ دیا ہے کہ

تم نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ کبھی خدا کو اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے۔ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا۔ تم سے ہم کلام ہو گا تمہاری خدمت بھی کرے گا۔ نہیں ہرگز ایسا کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہو گا تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں۔ مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں۔ نہیں بھائیوں یہ بات نہیں ہے بڑی ہوں نہ سودائی جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے حق ہے۔ حقیقت ومجاز کا فرق ہے محبت کا معاملہ ہے اور محبت میں اشاروں اور کنایوں ہی سے کام لینا پڑتا ہے۔ محبت بے پردہ سچائی کو گوارہ نہیں کرتی۔ کچھ بند بند ڈھکی ڈھکی چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔ (الجمیعۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۳۱۴)

یعنی حقیقت میں اگر خدا گلی کوچوں میں آ کر ہم سے ہم کلام نہیں ہو سکتا اور ہماری خدمت نہیں کر سکتا تو کیا ہوا ،مجازی طور پر تو وہ حسین احمد مدنی دیوبندی کے روپ میں یہ سب کچھ کر چکا ہے۔ یہ بات سرعام نہیں کہی جا سکتی اس لیے چھپ چھپ کر کہہ رہا ہوں کہ حسین احمد کے روپ میں خدا تھا جو ہمارے گھروں میں آ کر رہ رہا تھا۔

(۱۱) رب العالمین اور مربی خلائق (جو دیوبندی اصولوں سے رب العالمین ہی کا ترجمہ ہے) کہنا کہلانا تو دیوبندیوں میں عام ہے۔ جیسا کہ انہوں نے رشید احمد گنگوہی کو بھی یہ مقام دے رکھا ہے۔

خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے ۔۔۔ میرے مولا میرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۸، کلیات شیخ الہند ص ۸)

یعنی ساری مخلوقات کا مربی اور پالنہار رشید احمد گنگوہی ہے، اللہ تعالیٰ نہیں۔

(۱۲) دیوبندی یہاں تک کہتے ہیں کہ اب ہم اپنی حاجتیں اور مشکل کس کی بارگاہ میں پیش کریں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو پیش نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارا حاجت روا اللہ تعالیٰ نہیں گنگوہی ہے اور وہ مر گیا لہٰذا اب کیا کریں تو انہوں نے کہا:

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی وجسمانی

(مرثیہ ص۹، کلیات شیخ الہند ص۸)

(۱۳) دیوبندیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ گنگوہی کا پابند ہے نہ کہ گنگوہی اللہ تعالیٰ کا۔ ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں:

'جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا' (مرثیہ ص۹، کلیات شیخ الہند ص۸)

اب چونکہ اللہ تعالیٰ گنگوہی کا پابند ہے اس لیے دیوبندی اپنا قبلۂ حاجات اللہ تعالیٰ کو نہیں گنگوہی کو مانتے ہیں۔

اے دیوبندی توحید تیرے کرشمے!

(۱۴) دیوبندیوں کو عرفان کا ذوق وشوق کعبہ سے نہیں گنگوہ سے حاصل ہوتا ہے لکھا ہے:

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ ص۹، کلیات شیخ الہند ص۸)

یعنی عرفانی (دیوبندی) ذوق وشوق والے کعبہ میں بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کعبہ سے نہیں گنگوہ سے کچھ ملتا ہے۔

(۱۵) دیوبندی کعبہ میں کھڑے ہو کر بھی اللہ تعالیٰ سے نہیں بندوں سے فریادیں کرتے ہیں: حاجی امداد اللہ کہتے ہیں: ''مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حطیم میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو تھے یا کم زیادہ اولیاء اللہ رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو۔۔۔الخ (شمائم امدادیہ ص۸۶)

(۱۶) طارق جمیل نے کہا ہے کہ: اللہ سبحان اللہ ہماری رعایت کرتے ہوئے کتنا نیچے آ کے بات سمجھا رہا

ہے۔(بیانات جمیل ص ۶۱/ج ۲ طبع لاہور)

(۱۷) مزید کہتا ہے: جیسے اللہ یوں کہہ رہا ہو کہ میں بھی تمہارے پاس بیٹھا ہوا تم دونوں کا جھگڑا سن رہا تھا۔(بیانات جمیل ص ۶۱/ج ۲)

(۱۸) مزید کہتا ہے: ''اللہ نے یقیناً سن لیا جیسے پاس بیٹھا تھا''۔(بیانات جمیل ص ۲/۸۲)

ابوایوب' نجیب اللہ عمر' الیاس گھمن' اور دیگر دیوبندی گماشتے بتائیں! کیا یہ توحید خداوندی ہے؟ یہ اسلامی کلمات ہیں؟ یہ شرعی بیانات ہیں؟ ''اللہ تعالیٰ کو کتنا نیچے آ کے'' ''تمہارے پاس بیٹھا، اور'' پاس بیٹھا تھا'' جیسے الفاظ سے یاد کرنا دیوبندی توحید میں درست ہے؟ بدباطنو! لگام دو اپنی زبانوں کو اور لوا پنے گھر کی خبر وہ خلاف توحید باتوں اور شرک آمیزیوں کی بنا پر'' شرکستان'' اور'' کفرستان'' بن چکا ہے۔۔تم خود اپنی چارپائی کے نیچے'' ڈنگوری'' پھیر لو ورنہ ہمیں'' ڈنڈا'' پھیرنا پڑے گا۔

؎ کر کچھ ہوش اے نادان گستاخ!

(۱۹) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر برا کام اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے۔ملاحظہ ہو!(الجہد المقل ۸۳، ۴۱/ج ۱)

(۲۰) دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ جب چاہے غیب دریافت کر لیتا ہے۔(تقویۃ الایمان ص ۴۴)

یہ صرف دیوبندی خود ساختہ منگھڑت توحید کے بیس نمونے دکھائے گئے ہیں۔اگر ضرورت پڑی تو مزید دو زنگ آلود نمونے پیش کیے جا سکتے ہیں۔تاکہ ہر خاص و عام یقین کر لے کہ یہ'' کالے بوتھے'' والے توحید کے ٹھیکیدار بننے والے دراصل توحید کے بہت بڑے دشمن وغدار ہیں اور شرک وکفر کے بہت بڑے حامی ہیں۔

یہ بدبخت'' شکل مومناں کرتوت کافراں'' کے مصداق ہیں۔عوام الناس ان کی مکاریوں اور ان کے جھانسوں میں آ کر ان کی حقیقت نہیں سمجھ سکی۔ان کی اصلیت کو ہم بے نقاب کر دیں گے اور ان کی اچھل کود اور خارش درست ہو جائے گی' ہم ان کے'' وڈیروں'' کے گستاخانہ عقائد و نظریات منظر عام پر لائیں گے۔

سمجھ اور دیوبندیت :

ابوایوب کہتا ہے: ''سمجھ اور بریلویت دو الگ چیزیں ہیں''۔(ص ۱۳۳)

اس بدبخت کو ہم اس کے گھر لیے چلتے ہیں' جہاں احمق اور بے وقوف ہی پلتے ہیں۔

(۱) تھانوی کہتا ہے: ''ہمارے محاورے میں ہدہد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں مثل ہدہد کے'' (افاضات الیومیہ ص ۲۶۶/ ج ۱ ملتان ص ۲۴۰/ ج ۱ تھانہ بھون)

نوٹ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے موجودہ نسخوں سے اس عبارت کو کاٹ کر تھانوی کے بے وقوف ہونے کو چھپانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن:

ع حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

(۲) تھانوی نے کہا ہے: ''چھانٹ چھانٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آ گئے ہیں (افاضات الیومیہ ص ۵۷ ۳/ ج ۱) یعنی تھانوی کے سارے مرید بے وقوف اور احمق ہیں اور وہ احمقوں کا پیر ہے۔

(۳) مزید کہا ہے: سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصے میں آ گئے یا چھٹ چھٹ کر آتے ہیں (افاضات الیومیہ ص ۵۲/ ج ۴ نمبر ۵۶) یعنی دیوبندی بدفہم اور بدعقل ہیں۔

دیوبندی پادری صاحب کو ہوش آیا؟

انوکھی سمجھ:

''دوسروں کی سمجھ پر اندھا دھند طعنہ زنی کرنے والوں کی اپنی ''انوکھی سمجھ'' ملاحظہ ہو: ایک طرف لکھا ہے: ''ہمارے اکابر نے کہیں بھی ان کے کفر کا قول نہیں کیا''۔۔۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا ''باقی فقیہ العصر، قطب الارشاد حضرت گنگوہی نے جو لکھا کہ آپ کے والدین کا وصال کفر پر ہوا تو پوری علماء کی جمعیت اس بات پر ہے کہ وصال کفر پر ہوا بعد میں آپ کے دعوی نبوت کے بعد ان کو زندہ کر کے ایمان پیش کیا گیا'' (ص ۶۷)

اول تو تمام علماء کا یہ مؤقف نہیں اس ''سیاہ رو'' کو پہلے پڑھنا چاہیے پھر بولنا چاہیئے۔ دوسرے جن علماء نے یہ قول کیا ہے انہوں نے دونوں شقیں ساتھ ہی بیان فرمائی ہیں لیکن گنگوہی نے دوٹوک کہا ہے ''ان کا انتقال حالت کفر پر ہوا ہے'' (فتاوی رشیدیہ ص ۲۴۵)

اب اگر اس دیوبندی میں دم خم ہے تو اس سے یہ ثابت کر دکھائے کہ گنگوہی کے نزدیک والدین کریمین کو ایمان اور کلمہ پیش کیا گیا مرتے دم تک نہیں کر سکتے۔

اقراری گستاخ:

ابوایوب نے لکھا ہے:

''جو گھر کے آدمیوں کی گواہی ہوتی ہے وہ جھٹلائی نہیں جاسکتی جب گھر والے ہی آپ کو گستاخ رسول اور بے ایمان سمجھتے ہیں تو آپ مسلمان عاشق رسول کیسے (ص ۱۲۵)

لیکن پادری صاحب! اتنا تو بتا دیجیے کہ اگر کوئی آدمی اپنے بارے میں خود ہی کہہ دے تو کیا اس کی گواہی اس سے بھی بڑی اور وزنی نہیں ہوگی اور اسے جھٹلایا جاسکتا ہے؟ جیسا کہ کہتے ہیں:

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اس اصول کے پیش نظر تھانوی کا اقرار ملاحظہ ہو! وہ بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں:

''ہم نالائق ہیں گناہگار ہیں سیاہ کار ہیں گستاخ ہیں۔(ملفوظات ص ۶۰ ج ۶)

اب جب کہ دیوبندی خود ہی گستاخ ہونے کا اقرار کر رہے ہیں تو پھر وہ مسلمان و مومن کیسے؟

ع جلا کہ راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

جھوٹ کی بھر مار:

ابوایوب دیوبندی نے اپنے اکابر تھانوی، گنگوہی، نعمانی، امین، اور سرفراز کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھوٹ کی بھر مار کر رکھی ہے: مثلاً

(۱) لکھتا ہے: بریلوی آج کل تو اللہ کی ہی طرح حاضر و ناظر آپ علیہ السلام کو سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے تفسیر نعیمی ج ا سورہ فاتحہ آیت نمبر ۴ (ص ۳۴)

جھوٹ ہے، بکواس ہے، مفتی صاحب نے جاء الحق حصہ اول ص ۱۶۱ میں پوری وضاحت فرمادی ہے۔

(۲) دیوبندی گستاخانہ عبارتوں پر دیئے گئے علماء حرمین اور علماء عجم کے فتووں کے جواب میں لکھتا ہے: علماء عرب و عجم نے تو تمہارے پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ دیا۔۔۔۔ کنز الایمان پر پابندی عائد کی گئی۔ (۳۶)

حالانکہ یہ فتوے نجدیوں کے خود ساختہ ہیں۔ نجدی وہابیوں کے فتوے کو معتبر سمجھنے والے اس دیوبندی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان نجدی علماء نے تبلیغی جماعت، تفسیر عثمانی، اور امین اوکاڑوی پر بھی فتوے لگا رکھے ہیں۔

(۳) لکھا ہے، بریلویت خدا اور رسول کو ایک ہی ذات تصور کرتی ہے (ص ۴۴)

لعنة الله علی الکاذبین !وحدت الوجود کے اشعار سے یہ مطلب گھڑنا سراسر دھوکہ ہے پیش کیے گئے شعر میں کمالات الٰہیہ کے مظہر ہونے کا بیان ہے جیسا کہ 'شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ ص ۲۰۴' پر موجود ہے۔

چلیئے دیوبند میں چلتے ہیں:

''رشید گنگوہی اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:''یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے۔۔۔میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور جو میں ہوں وہ تُو ہے اور میں اور تُو خود شرک در شرک (مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۴۰۷)

یعنی گنگوہی اور خدا ایک ہی ذات ہے۔مزید دیکھیئے:

ضامن علی جلال پوری نے ایک زنا کار عورت کو کہا''بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے(تذکرۃ الرشید ۲/۲۴۲)

یعنی زنا کار اور اللہ کی ذات ایک ہی ہے۔استغفر اللہ، العیاذ باللہ لاکھ لعنت ان بدبختوں پر جنھوں نے اپنا عقیدہ اہل سنت و جماعت پر تھوپ دیا۔

(۴) جھوٹ کا شوق پورا کرتے ہوئے ابوایوب نے لکھا ہے: نام نہاد عاشقان بریلویوں کی ایک جماعت بھی نہیں ملتی جو ختم نبوت پر کام کر رہی ہو(۵۸)

اس کے جواب میں اتنا ہی کہا جاسکتا ہے:

ے دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

آنکھیں اگر بند ہے تو پھر دن بھی رات ہے اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

ہاں دیوبندیوں جیسا ختم نبوت پر کام اہل سنت کی کوئی جماعت بھی نہیں کر رہی کہ جس میں خاتم النبیین کا معنٰی ہی بدل دیا جائے اور نئے نبی کے لیے چور دروازے کھولے جائیں اور ختم نبوت کا معنیٰ''نبوت کا دروازہ'' بند ہوگیا کا انکار ہو۔ایسا کام صرف دیوبندی ہی کر رہے ہیں اور ان کے اس کام سے لوگ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں۔

(۵) مزید جھوٹ اور بہتان یوں لکھا ہے: مولوی احمد رضا بریلوی جو آپ کے مسلک کے بانی ہیں اور جن کو

آپ معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں (ص ۶۲)

نہ تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کسی مسلک کے بانی ہیں اور نہ ہی کوئی سنی آپ کو معصوم عن الخطاء سمجھتا ہیں۔ یہ جھوٹ بول کر دیو بندی نے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ ہاں رشید احمد گنگوہی خود کو معصوم عن الخطاء ضرور باور کراتا ہے ملاحظہ ہو: (تذکرۃ الرشید ص ۱۷ ج ۲)

(۶) لکھا ہے: رحمت کائنات نے جو اعینونی یا عباد اللہ کہنے کی اجازت دی۔ اول تو اس کی سند ہی درست نہیں (ص ۹۲)

حالانکہ اس پارٹی کے محقق حبیب اللہ ڈیروی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ھدایہ علماء کی عدالت میں)

یہ ہے دیو بندی دھرم کہ اپنی خود ساختہ توحید بچانے کے لیے فرمان نبوی کا بھی انکار کر رہے ہیں۔

(۷) لکھا ہے: جاہل قسم کے بریلوی ان تصویروں کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے (ص ۸۲)

گویا اب نہیں سمجھتے! تو پھر انہیں مشرک کہنے والا خود مشرک بات کرنے کا سلیقہ نہیں ان نادان دیو بندیوں کو۔

(۸) مزید لکھتا ہے وہ اپنے پیروں فقیروں کو خدا سے بڑھ کر سمجھتے ہیں (ص ۹۴)

پہلے "تھے" اور یہاں "ہیں"۔ کیا اس دیو بندی کے بے وقوف ہونے کی علامت نہیں ہے' یہ پھٹکار اسے کمالات رسالت و نبوت اور اہل سنت کے عقیدۂ توحید کے انکار کی بنا پر نصیب ہوئی ہے ورنہ کوئی جاہل سنی بریلوی جو اپنے علماء سے تعلق قائم رکھنے والا ہے' ایسی خرافات نہیں بکتا' کوئی دیو بندی مکار کسی ایسے ذمہ دار سنی بریلوی سے اس طرح کے نظریات ثابت کر دکھائے۔ ورنہ ڈوب مرے اور ساتھ یہ بھی ضرور بتائے کہ قول و فعل جاہل لوگوں کا معتبر ہوتا ہے یا ذمہ دار لوگوں کا۔

دیو بندیوں کی نماز:

ابو ایوب پادری نے اسماعیل دہلوی اور صراط مستقیم کو بچانے کی خاطر چند دھوکے دیتے ہوئے چالاکی و مکاری کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے بارے میں لکھا: "ایسے آدمی کو یکسوئی سے نماز پڑھنے والی بات کیسے اچھی لگے گی" (ص ۱۰۳)

سنیئے دیو بندیوں کی "یکسوئی سے نماز پڑھنے کی داستان!"

(۱) اسماعیل دہلوی نے نماز میں بیل اور گدھے کی صورت میں غرق ہو جانے کو اچھا قرار دیا ہے۔

(صراط مستقیم ص ۹۷ مطبوعہ دیوبند)

(۲) اشرفعلی تھانوی نے بیوی کی خبر سنتے ہی نماز توڑ دی۔ (اشرف المعمولات ص ۱۴)

(۳) تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی کا نماز میں دل ہی نہیں لگتا تھا۔ اس نے تھانوی سے پوچھا کہ آپ کا تصور کر لوں تو جی لگتا ہے' ایسا کرنا کیسا ہے' اس نے کہا پسندیدہ ہے۔ (حکیم الامت ص ۵۶) ملفوظات اشرف العلوم ص ۸۴ بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ ملفوظات اشرفیہ قسط نہم ۱۴۱)

یہ دوسروں پر تبرا کرتے ہیں جبکہ خود "زنانیوں" کے لیے نمازیں توڑ دیتے ہیں اور اپنے تصور میں نمازیں پڑھواتے ہیں۔

(۴) رشید گنگوہی کہتا ہے کہ پورے تیس سال حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے

(ارواح ثلاثہ ص ۲۷۵ حکایت نمبر ۳۰۷)

کیا یہ تیس سال نمازوں میں دل کے اندر اس بت کو لیے اس کی عبادت کرتا رہا خدا اور رسول کو رخصت کر دیا تھا؟

(۵) مظفر حسین دیوبندی سے ایک خان نے کہا کہ مجھے داڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے' اس نے کہا "بے وضو ہی پڑھ لیا کرو" (ارواح ثلاثہ ص ۱۹۳ حکایت نمبر ۱۹۱)

یعنی نماز سے مذاق کر کے کافر ہو کر مرو۔ شاید دیوبندی مولوی بے وضو ہی نمازیں پڑھتے ہوں اور انہیں اسی صورت ہی میں یکسوئی نصیب ہوتی ہو۔۔۔ خبیث زمانے کے۔

(۶) اسی خان صاحب نے کہا کہ "میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ یہ بری عادتیں (شراب نوشی اور رنڈی بازی) چھٹتی نہیں تو مظفر دیوبندی نے کہا کہ "بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو"۔ (ایضاً ص ۱۹۳ حکایت نمبر ۱۹۱)

یہ ان دیوبندیوں کی نمازیں اور دین داری ہے کہ شرابیں بھی پلوا رہے ہیں۔

(۷) تھانوی اس قدر پکا نمازی تھا کہ ایک بار اس کی عصر نماز قضا ہو گئی اور اسے خبر تک نہ ہوئی۔ ملاحظہ ہو:

(افاضات یومیہ ۶/۱۶۸)

جب کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی اس کا گھر بار برباد ہوگیا (بخاری ج ا ص ۷۸ کتاب مواقیت الصلوٰۃ) لیکن جو مرضی ہوتا رہے۔ انہیں کیا پرواہ' ان ظالموں نے تو صرف دوسروں پر بھونکنا سیکھا ہے۔

(۸) یہ شرارتی تھانوی نے میرٹھ میں ایک بار سب نمازیوں کے جوتے اٹھا کر شامیانہ پر پھینک دیئے نماز سے فارغ ہو کر بے چارے نمازی غل مچانے لگے کہ جوتے کدھر گئے (افاضات یومیہ ۲۶۴/ ج ۴ ملفوظ نمبر ۳۴۵)

(۹) اشرفعلی تھانوی نماز کا مذاق یوں بھی اڑاتا کہ وہ سب لڑکے اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے برابر رکھ دیتا اور ایک جوتے کو آگے رکھ کر امام مقرر کر دیتا (افاضات یومیہ ۲۶۴/ ج ۴' اشرف السوانح ص ۲۴/ ج ا) شریر جہاں کا۔

(۱۰) تھانوی نے ایک دیوبندی امام کا قصہ بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ "ایک قصہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے تھے کہ ایک امام مسجد نے سجدہ سہو کیا اور ظاہراً کوئی سہو نہیں تھا لوگوں نے پوچھا کیا بات ہوگئی تھی کہتا ہے کہ ایک پھسکی نکل گئی تھی یعنی خفیف سی ہوا خارج ہوگئی تھی اسی لیے سجدۂ سہو کیا" (ملفوظات ص ۳۵۹ ج ۶ نمبر ۴۹۴)

یہ ہے دیوبندیوں کی نمازوں کا حال جو ہوا خارج ہونے پر سجدۂ سہو کر لیں تو مکمل ہو جاتی ہے۔ دیوبندیوں کو اسی طرح "یکسوئی" نصیب ہوتی ہے۔

دیوبندی پادری جی! دیکھا تم نے توحید پر کیا اودھم مچا رکھا ہے' نماز جیسی عبادت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔

کتاب "صراط مستقیم" کو بچانے کا ایک مکروہ حیلہ:

پادری دیوبندی نے اسماعیل دہلوی اور صراط مستقیم کو بچانے کے لیے ایک مکروہ حیلہ یہ کیا ہے کہ "صراط مستقیم کی اس عبارت پر فاضل بریلوی سے پہلے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا" (ص ۱۰۳)

چلو چھٹی ہوئی گستاخ' منکر اور بے دین لوگوں کو ایک اچھا گر دے دیا ہے اب اگر کوئی مسلمان کسی گستاخ اور بے ادب کی کسی گستاخی اور بے ادبی پر گرفت کرے گا تو وہ بآسانی اس "دیوبندی مکروہ حیلے" کو استعمال کرے گا کہ "تجھ سے پہلے میری اس بات پر کسی نے اعتراض نہیں کیا"۔۔۔۔۔ جس طرح دیوبندی

کہتے پھر رہے ہیں کہ ’’قادیانی پر سب سے پہلے فتویٰ ہم نے لگایا تھا تو اب جواب پادری نے خود ہی دے کر اپنے اس فتویٰ کو بے وقعت بنا دیا کہ ’’قادیانی کو (بقول دیو بندیوں کے) دیو بندیوں سے پہلے کسی نے کافر نہیں کہا‘‘ تو کیا دیو بندی مرزائیوں کو معاف کر دیں گے۔

شاید یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ مرزائیوں پر دیو بندیوں کے فتوے بھی ’’ضرورت ایجاد کی ماں ہے‘‘ کے مصداق ہیں۔ اس لیے وہ قادیانیوں سے در گزر کر سکتے ہیں، بلکہ ان کے اکابر قادیانی کفریات کی تاویلیں کرتے رہے ہیں، لیکن کوئی عقل منداس ’’بے جان اصول‘‘ کو نہیں مان سکتا کہ اگر کسی غلط عبارت پر کسی نے سب سے پہلے گرفت کی ہے ہو تو وہ معتبر نہیں۔

پادری دیو بندی نے اتنا تو تسلیم کر لیا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد صراط مستقیم کی گرفت ہوئی ہے پادری دیو بندی کو اس اعتراض میں وزن اور جان محسوس نہیں ہوئی اس لیے لکھ دیا (یہ الزامی جواب ہے) گویا وہ تسلیم کر گئے کہ تحقیق اس کے خلاف بتاتی ہے۔

بت پرستی کی حمایت:

پادری دیو بندی نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے :’’شرک اور بت پرستی کا راستہ دکھا رہے ہیں‘‘ (ص ۱۰۵)

(۱) اسے اپنے گھر کی خبر ہی نہیں رشید گنگوہی نے ’’بت پرستی‘‘ والے شعر کی حمایت کرتے ہوئے لکھا ہے ’’بت پرستی کا مطلب صحیح ہے‘‘۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۱)

(۲) دیو بندیوں نے گاندھی کی تصویر کے سامنے قرآن خوانی کر کے اس کو بخشا (اخبار سیاست کانپور یکم فروری ۱۹۵۷ء بحوالہ دیو بندی مذہب)

(۳) تھانوی کہتا ہے ’’بت پرستوں کو بت پرستی میں بھی فائدہ ہوتا ہے‘‘۔ (ملفوظات و کمالات اشرفیہ ص ۳۸۴ مطبوعہ ملتان) گویا یہ فوائد تھانوی صاحب پرکھتے رہے ہیں۔

صحابہ کی تکفیر؟

پادری بد بخت نے بہتان گھڑتے ہوئے لکھا ہے ’’کافر تک صحابہ کو کہا ہے‘‘ (ملفوظات ص ۱۱۴)

پادری دیو بندی! صحابہ جمع کا صیغہ ہے، تم زیادہ نہیں کم از کم تین صحابہ کے نام بتاؤ جنہیں ملفوظات میں کافر

کہا گیا تم دوبارہ جنم لے کر ''اپنے شیطانوں'' کو ملا کر بھی ثابت نہیں کر سکتے' آؤ اپنے دیو بندی ''بت خانے'' میں انور شاہ کشمیری کہتا ہے: ''صحابی منکر نبوت ہوتا ہے۔'' (انوار الباری ص۲ ج۴)
یہاں پر صحابی کو منکر نبوت کہہ کر کافر بناڈالا اب اگر کوئی غیرت کی رتی ہے تو شیطانی توحید اور دیو بندی دھرم پر ٹھوکر مار کر حق وصداقت کی طرف آجاؤ ورنہ درک اسفل ہی تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔

اندھا دھند بھرتی:۔

کوڑ دماغی دیکھیں! اس پاگل کی ایک طرف کہتا ہے: ''خیانت کرنے میں فاضل بریلوی کو بھی مات دے دی'' (۱۱۷)
اور اگلے صفحے پر کہتا ہے ''فاضل بریلوی کے پیروکار ہیں آپ نے بھی اسی طرح خیانت کرنی ہے'' (۱۱۸)
یہ بے وقوف جس کو چاہتا ہے اہل سنت کا جید عالم بنا کر ہمارے کھاتے میں ڈال دیتا ہے۔ کبھی مکار اور منافق دیو بندی انکشاف حق والے کو لکھتا ہے ''آپ کے جید عالم مفتی خلیل احمد خاں قادری برکاتی'' (ص ۴۸) اور کبھی ص ۱۱۸ پر لکھا ہے: ''آپ کے گھر کے جید عالم انور مدنی'' حالانکہ انور صاحب عالم ہی نہیں جید عالم کیسے ہوئے؟۔۔۔**یا بنی تعلم ثم تکلم**
جھوٹ کو عام کرتے ہوئے لکھتا ہے ''منافقوں کی طرح آپ کے بھی دو نظریے ہیں اپنے لوگوں میں اور باہر والوں کے لیے اور۔ آپ نور مخلوق نہیں مانتے کیونکہ فاضل بریلوی نے لکھا ہے کہ: نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی (حدائق بخشش حصہ اول ص ۶۲) نور ازلی کا ٹکڑا مانا ہے یا نہ'' (۱۱۸)
پادری دیو بندی نے مزید تہمت لگاتے ہوئے لکھا ہے: ''باقی آپ بشریت کے بھی منکر ہیں'' (ص ۱۱۹)
بالکل نہیں، نور وحدت کا مطلب بے مثل نور ہے، باقی رہا نور مخلوق کی بات تو اسے بیان کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیجیے کہ آپ کے سرفراز گکھڑوی نے کیا ہے: خاں صاحب بریلوی آنحضرت ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف ۔۔۔۔۔۔ (نور و بشر ص ۳۱ مرتب فیاض احمد خاں سواتی) اور مفتی احمد ممتاز دیو بندی نے لکھا ہے: ''اعلیٰ حضرت سب انبیاء کرام علیھم السلام کو جنس بشر ہی میں سے سمجھتے تھے۔۔۔الخ (پانچ مسائل ص ۵۷) اور دیو بندی حضروی ٹولے نے مانا کہ قدیم بریلویت میں یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔۔۔کہ نبی انسان ہوتے ہیں'' (انصاف ص ۴۹)

ان حوالہ جات نے ابوایوب کی ناک کاٹ کر رکھ دی ہے۔نکٹے حیا کرو!

دیوبندی ''بکل بطورے'' محمد مجاھد نے بھی لکھا ہے کہ بریلوی اکابرین نبی کو بشر مانتے ہیں' ملاحظہ ہو! ہدیہ بریلویت ص ۲۵۷'۲۵۹'۲۶۰

بلکہ اس پاگل دیوبندی پادری نے اپنی اسی کتاب ''گلستان توحید وگلستان رسالت'' ص ۵۰ پر خود لکھ دیا ہے کہ ''آپ کے گھر کے افراد کا کہنا کہ جو آپ علیہ السلام کی بشریت کا منکر ہے وہ کافر ہے (انوار رضا' کنزالایمان جمال کرم ضیائے حرم کا اعلیٰ حضرت نمبر)

ثابت ہوگیا کہ دیوبندی جھوٹے ہیں تمام اہل سنت انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت مقدسہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

پھر کہتا ہے: ''مقیاس نور میں بھی صاف حضور علیہ السلام کی بشریت کا انکار ہے'' (ص ۱۱۹) اگر ابوایوب نے ''ماں کا دودھ'' پیا ہے تو وہ مقیاس نور سے وہ جملہ پیش کرے جس میں بشریت کا صاف صاف انکار ہو۔۔۔۔۔ورنہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کا طوق اپنے گلے میں ڈال لے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے متعدد مقامات پر دوٹوک حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک کو نور مخلوق لکھا ہے۔آپ کی کتاب ''صلاۃ الصفاء'' دیکھنے ہی سے بات واضح ہوجاتی ہے۔ایک مقام پر فرماتے ہیں ''لا جرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا، نور رسول اللہ ﷺ کا، اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور یعنی جزء ذات یا عین ذات کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ پیدا کیا ہوا، نور مخلوق ہے''۔

(صلاۃ الصفاء ص ۲۸، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

لہذا ہزار بار لعنت اس بہتان پر کہ ''آپ کا نور مخلوق'' نہیں مانتے اور اس ہذیان پر کہ منافقوں کی طرح آپ کے بھی دو نظریے ہیں۔ابھی ہم یہ دونوں نظریئے دیوبندیوں کے گھر سے ثابت کر دکھائیں گے' جس سے پادری جیسے بھینگوں اور کو حقیقی منافق کی بھی خوب پہچان ہوجائے گی۔

نوٹ: دوسرے دیوبندیوں کی طرح مجاہد دیوبندی ایسا بے وقوف ہے کہ اقرار بشریت کو انکار نورانیت قرار دے رہا ہے۔(ہدیۂ بریلویت ص ۲۵۹)

جب کہ عبداللہ دیوبندی نے خیر محمد جالندھری دیوبندی کی تصدیق سے لکھا ہے: ''یہ نورانیت آپ کی بشریت کے بھی منافی نہیں'' (خیر الفتاوی ص ۱۳۱/ ج ا طبع ملتان)

معلوم ہوگیا کہ اقرار بشریت انکار نورانیت کو لازم نہیں۔ یہ دیوبندیوں کا اندھا پن ہے جو دونوں کو متضاد خیال کرتے ہیں۔

(۱) حاجی امداداللہ نے لکھا ہے: ''تم سے اے نور خدا فریاد ہے''۔ (کلیات امدادیہ ص ۹۱' نالۂ امداد ص ۵)

(۲) احمد آف رائے بریلی نے لکھا ہے: ''السلام اے نور رب العالمین'' (مخزن احمدی ص ۱۰۴)

(۳) قاسم نانوتوی کہتا ہے: ''کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار'' (قصائد قاسمی ص ۵)

(۴) تھانوی کے خلیفہ کرم الٰہی نے لکھا ہے: ''حضور کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تخلیق فرمایا ہے'' (سفینۃ افضال الرحمٰن ص ۲۷۰)

(۵) عنایت علی دیوبندی نے لکھا ہے: ''بشر نور رب العلیٰ بن کے آیا'' (باغ جنت ص ۳۲۴)

(۶) زکریا کاندھلوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''حضور اقدس ﷺ تو سراسر نور تھے'' (شرح شمائل ترمذی ص ۳۵۴)

یہاں ''نور خدا''، ''اللہ کے نور'' سے اور ''سراسر نور'' تھے کہا گیا۔

اب سنیئے دوسرا نظریہ محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے: ''انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً سرور انبیاء کو صرف لفظ بشر سے یاد نہ کیا جائے'' (کلمۃ الایمان ص ۲۲) یہ تو ہوگیا منافقانہ طریقہ۔

جب کہ الیاس گھمن نے اہل سنت کے خلاف بک بک کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو نور خدا تسلیم کرنے والے کو عیسائیوں سے بدتر ثابت کیا ہے ملاحظہ ہو: (فرقہ بریلویہ ص ۲۸۱، ۲۸۲)

اس سے ثابت ہوگیا کہ ان کے اکابر نرے منافق نہیں بلکہ عیسائی عقیدہ کے بھی حامل ہیں۔

اہل سنت کو بلا وجہ مشرک بنانے اور اپنی خود ساختہ جھوٹی توحید چمکانے کا یہی صلہ ہوتا ہے۔

گستاخ مسلمان ھے:

ابوایوب پادری دیوبندی کی خود ساختہ توحید کا کرشمہ دیکھئے کہ اس ظالم نے گستاخ کو غیر مسلم یعنی کافر ماننے سے انکار کر دیا ہے لکھتا ہے:

''ہم بالکل رسالت کے منکر نہیں اور نہ ہی سرکار طیبہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں'' (۱۲۰) یعنی ہم رسالت کا انکار بھی نہیں کرتے اور ایسا بھی نہیں کہ گستاخی کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔نہیں، نہیں بلکہ ہم اسے ڈنکے کی چوٹ مسلمان سمجھتے ہیں۔

یہ ہے دیوبندیوں کا رسالت پر ایمان اور یہ ہے ان کی تحفظ ناموس رسالت کی حقیقت!۔۔۔۔یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے قادیانی ایک طرف رسالت کا قائل بنتا تھا اور دوسری طرف گستاخیاں بھی کرتا تھا یا مدینہ کے منافق جو آپ ﷺ کو رسول بھی تسلیم کرتے تھے اور بکواسات بھی کرتے تھے یہ دیوبندی بھی رسالت پر ایسا ہی ایمان رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گستاخ کو مسلمان مانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ بدبخت دن رات منہ بھر کر رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں آپ ﷺ کے علم مبارک کو جانوروں کے علم سے ملاتے ہیں، ختم نبوت کے اسلامی معنوں کا انکار کرتے ہیں، آپ کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ہم سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا کوئی نہیں۔

گستاخو! ڈوب مرو! لعنت! تف! پھٹکار!

اہل سنت کی حقانیت:

یہاں لگے ہاتھوں اسی گستاخ اور بکواس باز دیوبندی سے اہل سنت کی حقانیت بھی ملاحظہ فرمالیں کہ اس نے خود مان لیا ہے کہ اہل سنت نہ صرف گستاخ کو کافر کہتے ہیں بلکہ جو اسے کافر نہ کہے اسے بھی کافر قرار دیتے ہیں۔لکھتا ہے: گستاخ رسول بحکم حسام الحرمین کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی (ص ۳۲)

زندہ باد! امام احمد رضا زندہ باد! مسلک اہل سنت پائندہ باد! اور دیوبندی دھرم مردہ باد!۔۔۔۔۔کیا خوب کہا گیا ہے:

؎ گھٹ گھٹا گھٹ گھٹا کر حسد میں مریں   تیرے دشمن سدا شاہ احمد رضا

گستاخانہ عبارتیں چند نمونے:

لکھتا ہے: ''آپ کو ہماری چند عبارتوں پر اشکال ہے''۔(ص ۱۲۰)

ظالم تو اشکال کی بات کرتا ہے تمہارا دن رات کا مشغلہ ہی توہین اور بے ادبی ہے، دیوبندی ٹولہ تمام گستاخوں کو مسلمان مانتا ہے تھوڑا سا تبصرہ خضر حیات بکھروی مماتی دیوبندی سے سن لو! وہ لکھتا ہے قاضی صاحب نے

جو حیات انبیاء کرام کو گدھے کی حیات سے مثال دی ہے اگر یہ شان انبیاء میں بدترین گستاخی اور بے ادبی نہیں ہے تو آپ خود گستاخی اور بے ادبی کی تعریف فرمادیں۔(المسلک المنصور ص ۱۶۷)

(۲) مزید لکھا ہے: ''امین اوکاڑوی صاحب غیر مقلدین کی تردید میں ایک حدیث لکھنے کے بعد یوں رقمطراز ہیں: لیکن آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔(تجلیات صفدر جلد پنجم ص ۴۸۸)(معاذ اللہ نقل کفر' کفر نباشد)(المسلک المنصور ص ۱۷۳)

(۳) اتنی بڑی گستاخی کرنے والا انسان مسلمان ہوسکتا ہے؟(ص ۱۷۴)

(۴) اوکاڑوی صاحب کا صحابہ کرام کے بارے میں گستاخانہ نظریہ(ص ۱۷۵)

(۵) اوکاڑوی اینڈ کمپنی کی چند خصوصیات ۔۔۔۔پانچواں خاصہ یہ ہے کہ تقریباً کوئی تقریر اہل اللہ کی بے ادبی اور گستاخی سے خالی نہیں ہوتی (ص ۱۶۴)

(۶) یہ پورا طبقہ توہین رسالت کے سلسلہ میں بے باک واقع ہوا ہے۔(ص ۱۶۴)

گستاخ ٹولہ سمجھ گیا ہوگا کہ ان کی ہر تقریر ہی گستاخیوں سے لبریز ہوتی ہے۔

اے گستاخ نادان! اپنی حقیقت پہچان

آیتیں بدل ڈالیں:

اس ظالم نے خود ساختہ ابلیسی توحید بچانے اور اہل سنت کو اندھا دھند مشرک بناتے ہوئے قرآنی آیتوں ہی کو بدل ڈالا۔مثلاً

(۱) ص ۱۲۳ پر لکھا ہے: ان ھذا لاشی عجاب (۲) اور ص ۷۷ پر لکھا ہے: یا عیسی ابن مریم انت قلت للناس (۳) اور ص ۳۷ پر لکھا ہے واسئلو اللہ من فضلہ جب کہ یہ جملے پورے قرآن میں کسی جگہ نہیں ہیں ہاں دیوبندیوں کے محرف قرآن میں ہوں تو کہا نہیں جاسکتا۔

لکھا ہے: ''درباروں پر سجدے وطواف کی اجازت آپ نے دے رکھی'' (ص ۱۲۸) لاکھ لعنت! اے کذاب یہ کام دیوبندیوں کا ہے۔(حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جہالت کے پتلے:

یہ مکار توحیدیئے، اہل سنت کو خواہ مخواہ مشرک قرار دینے والے دیوبندی پاگل بے وقوف اور جہالت کے پتلے ہیں: ملاحظہ ہو!

(۱) لکھتا ہے: مفتی احمد یار سعید کاظمی ۔۔۔۔ (رسائل نعیمیہ)۔(ص ۱۸)

اہل سنت و جماعت میں کا اس نام کا کوئی عالم نہیں جس کی کتاب رسائل نعیمیہ ہو۔

(۲) لکھتا ہے: ''جامع الرفض والخارجیت'' ص ۴۳) حالانکہ صحیح جملہ ''والخروج'' ہونا چاہیئے۔

(۳) لکھتا ہے: ''ھکذا فی فتح الباری'' (ص ۸۵) جب کہ ''ھکذا'' ہونا چاہیئے تھا۔

(۴) لکھتا ہے: نووی علی المسلم (ص ۸۵) جب کہ موقع کے مطابق ''النووی'' لکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن اس جاہلوں کے سردار کو کیا خبر، جسے اردو صحیح لکھنا نہیں آتی وہ عربی کیا لکھے گا۔ ملاحظہ ہو:

(۵) لکھتا ہے: ''اس تحقیق کو خلط کا مبحث نام دیں گے'' (ص ۱۳۴)

جب کہ صحیح جملہ ''خلط مبحث'' ہوتا ہے۔

(۶) لکھتا ہے: ''استعانت چاہنا'' ص ۱۳۹) حالانکہ استعانت میں چاہنا کا معنیٰ موجود ہے الگ سے چاہنا لکھنا ایسے ہی ہے جسے کہا جائے: آب زمزم کا پانی یا واٹر سپلائی کا پانی۔

(۷) اس رئیس الجاہلین کو علم نہیں کہ عام طور پر جملہ ''سلام کہنا'' کہا جاتا ہے اور اس میں سلام سے خدا کا نام مراد نہیں ہوتا جب کہ اس نے سلام سے خدا کا نام مراد لیا ہے (ص ۱۲۶) تو کیا دیوبندی السلام علیکم کہہ کر دوسرے کو خدا کا نام دے دیتے ہیں پھر تو یہ بھی دیوبندی اصولوں کے مطابق شرک ٹھہرا جیسا کہ خود پادری نے گکھڑوی کے بارے میں لکھا ہے: ''وہ امام اہل سنت آپ کی عظمت کو سلام'' (ص ۹۰) یعنی تجھے خدا کا نام دے دیا ہے۔

یہ بھی کھوپڑی الٹی ہونے کی وجہ سے اپنے مشرک ہونے پر رجسٹری کر دی ہے

شاباش پادری دیوبندی شاباش!

(۸) لکھتا ہے: ''آپ ایک قسم کو لے کر سب قسم پر قیاس کر رہے ہیں'' (ص ۱۲۲)

سب اقسام یا تمام قسموں پر قیاس کر رہے ہیں لکھنا تھا۔

(۹) لکھتا ہے: ''درمیان میں خط سے کشیدہ عبارت'' (ص۱۱۷) جب کہ ''خط کشیدہ عبارت'' ہونا چاہیئے تھا۔ گویا ؎ نہیں ہے علم اس میں جہل کی مستی کا جھگڑا ہے

توحید کو بچانے کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندوں کو نعمتیں عطا کرنے والی صفات کا انکار کیا ان کی توحید کہاں باقی رہی۔

مجیب اللہ قاسمی دیوبندی نے لکھا ہے: ''معتزلہ کا عدل اور توحید بھی عجیب ہے کیونکہ ان کی توحید سے ان کا عدل باطل ہو جاتا ہے اور ان کے عدل سے ان کی توحید باطل ہو جاتی ہے (بیان الفوائد ص۳۶ حصہ اول)

اگر معتزلہ کی توحید پر تنقید کرنا درست ہے اور ان کی توحید کو عجیب قرار دیا جائے تو یہ توحید کا انکار قرار نہیں پاتا ایسے ہی دیوبندیوں کی خود ساختہ توحید پر تنقید کرنا بھی درست ہے۔

شرک کی ایک صورت:

پادری لکھتا ہے: ''بریلوی کہتے ہیں خدا حافظ سہی ناصر سہی لیکن ہمیں کافی ہے بس تیرا سہارا یا رسول اللہ! (مقالات شرف قادری ص۹۶)

فکر نہ کریں پادری جی! ہم یہ باتیں دیوبندیوں سے بھی کہلوائے دیتے ہیں، اگر تم کان کترے نہیں تو سنو!
؎ آنکھوں سے اندھے نہیں تو دیکھو!

(۱) تھانوی کہتا ہے:

میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشر الطیب ص۱۵۶)

(۲) حاجی امداد اللہ اور تھانوی دیوبندی دونوں سے سنو!

اے شہہ نور محمد وقت ہے امداد کا آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(شمائم امدادیہ ص۸۴، امداد المشتاق ص۱۱۶)

(۳) قاسم نانوتوی سے بھی سن لو!

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص۸، شہاب ثاقب ص۴۸)

(۴) قصیدہ بردہ کے شعر یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ ۔۔۔۔الخ کا ترجمہ کرتے ہوئے ذوالفقار دیوبندی نے لکھا ہے:

اے بزرگ ترین مخلوقات! یا اے بہترین رسل! بوقت نزول حادثۂ عظیم وعام کے، آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی پناہ میں آؤں صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے (عطر الوردہ ص ۸۵)

اے جھوٹے اور مکار موحد، درحقیقت پکے مشرک! بول اگر ماں کے دودھ کی لاج ہے تو! ورنہ۔۔۔۔۔۔۔

محبت شرک سے اور اسلام سے عداوت:

پادری کہتا ہے:

خدا کو چھوڑ کر غیر خدا سے سب کچھ جو اسباب کے دائرہ کار سے باہر ہے ۔سب طلب کرتے ہیں۔۔۔۔بتایئے اس قسم کی استعانت کو کون اسلام کہے'' (۱۹۶)

اوپر دیئے ہوئے حوالہ جات میں دیوبندیوں نے رسول اللہ ﷺ اور دیگر بندوں ہی کو کارساز سمجھ کر استعانت کی ہے کم ازکم غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں غیر مسلمان، مشرک، کافر اور بے ایمان تو کہہ سکتے ہونا!

مزید سن لو: اگر بندوں کے لیے تکوینی امور کا اختیار ماننا شرک اور خلاف اسلام ہے تو خود دیوبندیوں نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو نہ صرف غوث بلکہ غوث اعظم بلکہ غوث الثقلین لکھا ہے ملاحظہ ہو:

(۱) غوث اعظم (صراط مستقیم ص ۱۸۱) (۲) امداد المشتاق ص ۴۳، ملفوظات حکیم الامت ج ا ص ۶۰ نمبر ۴۹، اشرف الجواب ص ۸۳/ ج ۲، سفرنامہ لکھنو ولاہور ص ۲۵۳، تعلیم الدین ص ۱۱، از تھانوی احتشام الحق تھانوی کاندھلوی کی ''غوث اعظم'' کے نام سے ایک مستقل کتاب ہے۔

(۳) غوث الثقلین تعلیم الدین ص ۱۲۷، غوث الثقلین اصلاحی نصاب ص ۵۶۱،

غوث اعظم کا معنی ہے: سب سے بڑا فریادرس۔ غوث الثقلین: انسانوں اور جنوں کا فریادرس۔

شاہ ولی اللہ کے قصیدہ ''اطیب الغنم'' کے ایک شعر ''ومعتصم الکروب فی کل غمدۃ''۔۔۔۔الخ کا ترجمہ کرتے ہوئے یوسف لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ایسی پریشانی کے عالم میں مجھے کوئی سہارا نظر

نہیں آتا سوائے آنحضرت ﷺ کے جو ہر سختی اور مصیبت میں غمزدہ کے چنگل مارنے کی جگہ ہیں الخ)(اطیب الغنم ص ۲۹ کراچی)

حضرت شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے کہ حضرت امیر علی' اور سیدہ فاطمہ کی اولاد کو امت مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔(تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۲۶)

محمود الحسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کے لیے ''اٹل فیصلے'' کے نفاذ کا اختیار یوں مانا ہے

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ان کا جو حکم تھا' تھا سیف قضائے مبرم (مرثیہ ۲۲)

اب یہاں کن فیکون کے اختیارات بھی پیچھے چھوڑ دیے گنگوہی کا حکم قضائے مبرم کی تلوار تھا' کسی کی کیا مجال کہ وہ روک سکے۔

ملعون ہیں وہ لوگ جو گھر کا 'شرک چھوڑ' کر دوسروں کے شفاف دامن کو داغدار کر رہے ہیں۔

اندھے رہبر:

ابوایوب پادری لاعلم' بے خبر' اور تحقیق و جستجو سے خالی دامن ہے اور اپنے حواریوں پر رعب ڈالنے کے لیے بڑے بڑے دعوے کرتا پھرتا ہے مثلاً: (۱) ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہوگا (ص ۴۳)(۲) ہم نے بریلوی کتب کا مطالعہ خوب کر رکھا ہے۔ شاید اتنا آپ نے بھی نہ کیا ہوگا۔(ص ۱۲۲)(۳) ہم بفضل خداو بمنہ ایسی تاک کی نگاہ رکھتے ہیں (۱۲۷)

جب کہ حقیقت یہ ہے یہ شخص اپنے گھر سے بھی خاصا بے خبر اور بھینگا ہے' اپنی کتب کے حوالہ جات سے بھی تہی دامن ہے۔ ہمارے دعوی کی صداقت جاننے کے لیے ملاحظہ ہو!

پادری دیوبندی نے لکھا ہے: ''سیالوی صاحب نے حکیم الامت تھانوی کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے اگر رحمت کائنات باطنی قوت استعمال کر دیتے تو ابوجہل' وابوطالب ایمان لے آتے۔ لیکن ۔۔۔۔ عرض ہے ہمیں تلاش بسیار کے باوجود یہ حوالہ نہیں ملا آپ کی عادت ہے جھوٹے حوالے دینے کی'' (ص ۶۵)

حالانکہ یہ حوالہ ملفوظات حکیم الامت' جدید ترتیب وعنوانات کمپوٹر ایڈیشن' ادراہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان' جلد ۴ ص ۲۸۴ ملفوظ نمبر ۳۷۸ پر زیر عنوان ''جدید تعلیم یافتہ کو نصف تعطیلات اہل اللہ کی صحبت

کا مشورہ'' موجود ہے۔ جس میں تھانوی نے اپنی قوت باطنی کا انکار اور قوت باطنی کا اقرار کیا ہے کہ دونوں وقت پیٹ بھر کر کھالیا۔

دیوبندیو! انکار کرنے سے حقیقت چھپ نہیں سکتی! ثابت ہو گیا کہ الیاس گھمن، نجیب اللہ عمر، مجاھد اور ابو ایوب پادری جاہلوں اندھوں اور بھینگوں کا ٹولہ ہے۔ جنہیں چوتھی جلد سے اپنے تھانوی کا ملفوظ نہیں مل سکا، انہیں مناظرے کرنے، کتابیں لکھنے اور ڈینگیں مارنے سے باز آ جانا چاہیئے، ورنہ ذلت و رسوائی سے ان کے چہرے مزید ''کالک زدہ'' ہو جائیں گے۔ اگر یہ اندھی بھینگی پارٹی چاہے تو ہم اس پر ایک اور حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔

اندازہ لگائیے! جو اپنے بڑوں کا انکار کر دیتے ہیں، وہ کتنے بڑے مکار، دجال اور دھوکہ باز ہیں ایسے کذاب اور منکر جس کا چاہیں انکار کر ڈالیں!

ہم نے مختصر طور پر پادری دیوبندی کا تعاقب کیا ہے جس سے اس کی حقیقت نمایاں ہو چکی ہے۔

نوٹ: پادری دیوبندی نے اپنی کتاب مذکور میں علم غیب، حاضر و ناظر، اور مافوق الاسباب استمداد کی بحث چھیڑی ہے اس کے لیے زلزلہ اور زیروزبر ملاحظہ فرمالیں!

دیوبندیوں کی منافقت واضح ہو جائے گی یہ مکار لوگ اپنے باووں کی گستاخانہ عبارات کو چھپانے کی خاطر مختلف موضوعات چھیڑ دیتے ہیں۔ خود ساختہ جعلی توحید کی آڑ لے کر اہل سنت کو مشرک بناتے نہیں شرماتے لیکن ان کی اچھل کود ہرگز نہیں بچا نہیں سکتی، یہ جتنا شور وغل کریں گے اتنا ہی ذلیل و رسوا ہوں گے اہل سنت کو مشرک بناتے بناتے خود شرک کی دلدل میں پھنستے چلے جائیں گے۔

اس گستاخ ٹولے کی مت ماری گئی ان کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا، تضاد بیانی، اور اپنے خلاف فتویٰ بازی اس کا وطیرہ ہے۔

اس کی واضح مثال ابو ایوب دیوبندی پادری کی حرکت و شرارت ہے جو خود اسے ہی ڈبو رہی ہے اور اس کے فتووں سے خود دیوبندی ہی کافر و مشرک بے ایمان اور منافق ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ان کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین